toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ

محدثِ دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے

ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ رشیدیہ
میں شامل نہیں اور ابتک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر
حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی
کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدثِ دوراں، افقہ زماں حضرت مفتی

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

[illegible]: نور الحسن راشد کاندھلوی صاحب

[illegible] حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری

صاحب

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

معاونین خصوصی: مفتی محمد اقبال صاحب + مفتی محمد امجد حسین صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی

[illegible]

[illegible]

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

[illegible]

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث جلیل فقیہ اجل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے
تحریر کردہ ایک ہزار سے زائد فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں ہو سکے اور جو تمام غیر مطبوعہ و ...
پہلی مرتبہ شائع ہو رہے ہیں

جمع و ترتیب، حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

حسب ارشاد

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ
شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا

SAQIYAT-E- FATAWA RASHIDIA

Ph: [illegible]

[illegible]

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

Mufti Elahi Bakhsh Academy

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

فتاویٰ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا

تقبل منا انک انت السمیع العلیم

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

آمین

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مشتملات

ایک نظر میں

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	آغاز وابتداء	۳
۲	فہرست مقدمہ	۸
۳	فہرست مندرجات باقیات فتاوی رشیدیہ	۱۲
۴	توثیق حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب	۵۱
۵	کلمات خیر وبرکت حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی	۵۲
۶	تصدیق وتعلیق حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	۵۳
۷	تحسین حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی	۵۵
۸	معروضات مؤلف	۵۶
۹	فہرست مقدمہ [حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاوی رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاوی رشیدیہ]	۶۷
۱۰	توضیح واشارات ومخففات کتب ومجموعہ فتاوی [جن سے یہ فتاوی اخذ کیے گئے ہیں]	الف، ب
۱۱	آغاز باقیات فتاوی رشیدیہ	۱
۱۲	حضرت مولانا گنگوہی کے آثار علمیہ، خود نوشت فتاوی اور فتاوی رشیدیہ کی پہلی اور قدیم اہم طباعتوں کے عکس	از: ۶۰۱ تا: ۶۰۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مضامین مقدمہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ

اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

[illegible]

فہرست مندرجات

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

کتاب الایمان والعقائد

[illegible]

كتاب الطهارة

سنتوں اور نوافل کے مسائل

۳۵۶	فجر کی سنتیں اس وقت پڑھنا جب جماعت شروع ہو چکی ہو؟	۱۹۲
۳۵۷	اگر جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے؟	۱۹۲
۳۵۸	فجر کی نماز قضا ہو جانے کے بعد سنتیں پڑھنے کا حکم	۱۹۲
۳۵۹	مسجد میں اگر جماعت ہو رہی ہو تو پچھلی صف میں فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم؟	۱۹۳
۳۶۰	ظہر کی سنتیں [illegible]	۱۹۳
۳۶۱	جمعہ کی سنتیں [illegible] کس طرح [illegible]	۱۹۳
۳۶۲	سنتوں اور نفلوں میں وقت کا [illegible] ضروری نہیں	۱۹۳
۳۶۳	نوافل میں اگر بیٹھ کر [illegible]	۱۹۳
۳۶۴	نوافل میں اگر ایک رکعت میں [illegible]	۱۹۳
۳۶۵	سنن اور عبادات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ کتنی رکعتیں درست ہیں؟	۱۹۳
۳۶۶	نوافل کی چار رکعت کی نیت کی [illegible] قصداً [illegible]	۱۹۳
۳۶۷	نوافل کی جماعت میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟	۱۹۳
۳۶۸	نوافل کی جماعت کا حکم؟	۱۹۳
۳۶۹	تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟	۱۹۳

جمعہ و خطبہ کے متعلق مسائل

۳۷۰	جمعہ کی اذان ثانی [illegible] ایک شخص [illegible]	۱۹۳
۳۷۱	[illegible] جمعہ ایک ہی جگہ [illegible]	۱۹۳
۳۷۲	جمعہ [illegible]	۱۹۵
۳۷۳	عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھنے کا حکم	۱۹۵
۳۷۴	عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ کیسا ہے؟	۱۹۳
۳۷۵	[illegible]	۱۹۳
۳۷۶	خطبہ میں [illegible]	۱۹۳
۳۷۷	[illegible]	۱۹۳

سفر اور مسافت قصر کے مسائل

۳۷۸	[illegible]	۱۹۶
۳۷۹	[illegible]	۱۹۶
۳۸۰	اگر کسی [illegible] کا سفر [illegible] قصر کرے؟	۱۹۸
۳۸۱	اگر سفر [illegible] قصر کرے یا پوری پڑھے؟	۱۹۸
۳۸۲	ایک منزل سے [illegible] مسافر ہو گئے؟	۱۹۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

ابواب الجنائز

۳۲۷	قبر پر مٹی ڈالتے وقت منها خلقنکم پڑھنے کا ثبوت؟	۱۹۶
۳۲۸	تدفین کے بعد میت کے گھر جا کر دعا پڑھنا؟	۱۹۶
۳۲۹	مقامی لوگوں کے لئے تعزیت صرف تین دن تک ہے	۱۹۶
۳۳۰	میت کے گھر تیسرے روز تک کھانا کھانے کا حکم؟	۱۹۶
۳۳۱	اگر محلہ میں میت ہو جائے تو اہل محلہ کے لئے کھانا پکانا منع نہیں؟	۱۹۷
۳۳۲	نفلی عبادات وغیرہ کا ثواب دوسرے کو بخشنا؟	۱۹۷
۳۳۳	ایصال ثواب کے واسطے کون سے دن افضل ہیں؟	۱۹۷
۳۳۴	قبر پر چلنے پھرنے کا اور قبرستان میں جوتا پہننے کا کیا حکم ہے؟	۱۹۸
۳۳۵	ثواب وغیرہ تو قبولیت امر ہے اس کی حقیقی تقسیم نہیں ہو سکتی	۱۹۸
۳۳۶	مسلمان پر ایصال ثواب ... ایصال ثواب سے اس کو فائدہ ہوتا ہے	۱۹۸
۳۳۷	قرآن پڑھ کر ایصال ثواب میں اجرت لینا	۱۹۸
۳۳۸	رسوم مروجہ کی شرعی حیثیت	۲۰۰
۳۳۹	اسقاط مروجہ کا حیلہ جائز نہیں	۲۰۱

چوتھا باب

کتاب الزکوۃ

نمبر شمار	مسائل متعلقہ جات	صفحہ
۳۴۰	چاندی کی زکوۃ قیمت کی صورت میں ادا کرنا؟	۲۰۲

۳۴۱	اگر کسی کی آمدنی ... کافی ہو تو کیا ... نہیں ہو سکتی	۲۰۲
۳۴۲	جس کی آمدنی خرچ کے لئے کافی نہیں اس کو زکوۃ و صدقہ دینا؟	۲۰۳
۳۴۳	غنی کون ہے؟	۲۰۳
۳۴۴	نابالغ مالدار کو زکوۃ دینا؟	۲۰۳
۳۴۵	اگر کسی کے بچے کے نام کوئی زمین ہے تو اس کو زکوۃ و صدقہ دینا کیسا ہے؟	۲۰۳
۳۴۶	غیر مسلم کو زکوۃ دینے کا حکم؟	۲۰۳
۳۴۷	صدقات واجبہ صرف غرباء کے لئے ہیں	۲۰۳
۳۴۸	سادات کے لئے قربانی کی کھال کا حکم؟	۲۰۳
۳۴۹	سادات کے لئے صدقات واجبہ کا حکم؟	۲۰۳
۳۵۰	صدقات نافلہ کے کھانے کا حکم؟	۲۰۳
۳۵۱	سید زادی کے گھر کھانا کھانا کیسا ہے؟	۲۰۶
۳۵۲	لاش کو صدقہ کیا ہوا مال پہنچے اور اس کی ادائیگی کرنے کا حکم؟	۲۰۶
۳۵۳	صدقات کے کھانے سے ... دل سخت ہو جاتا ہے؟	۲۰۸

پانچواں باب

کتاب الصوم

روزے سے متعلق مسائل

نمبر شمار	مسائل متعلقہ جات	صفحہ
۳۵۴	بھوک کی شدت سے روزہ توڑنے کا حکم	۲۰۹

نمبر شمار	مندرجات و مسائل	صفحہ
۳۶۱	تار کے ذریعہ چاند کی خبر کب معتبر ہے	۲۱۸
۳۶۲	اگر کوئی شخص تار یا خط کے ذریعہ چاند ہونے کی اطلاع دے تو؟	۲۱۸

عیدین اور متعلقات عیدین

نمبر شمار	مندرجات و مسائل	صفحہ
۳۶۳	صدقۂ فطر میں ستو دینے کا کیا حکم ہے؟	۲۱۹
۳۶۴	حضرت عثمان کا خطبۂ عیدین نماز سے پہلے پڑھنے کی وجہ اور اردو میں خطبہ کا حکم؟	۲۱۹
۳۶۵	کیا عیدین کی نمازوں میں زبان سے تکبیرات کی نیت کرنا ضروری ہے؟	۲۱۹
۳۶۶	عیدین اور جمعہ اگر فوت ہوجائیں تو کیا کریں؟	۲۲۰
۳۶۷	اگر کسی وجہ سے مقتدی کی جمعہ یا عید کی نماز فاسد ہوگئی تو وہ کیا کرے؟	۲۲۰
۳۶۸	عیدگاہ میں ممتاز اور با اثر لوگوں کے لئے جگہ خاص کر لینے کا حکم؟	۲۲۰
۳۶۹	عید کے موقع پر انعام وغیرہ دینا اور دعوت؟	۲۲۱
۳۷۰	عید کے دن سویاں پکانے کو ضروری سمجھنا؟	۲۲۱
۳۷۱	عصر کے بعد اور لہو ولعب کے ساتھ عید کی نماز؟	۲۲۱
۳۷۲	عیدین کے بعد بطور خاص مصافحہ کرنے کا حکم؟	۲۲۲
۳۷۳	مصافحۂ عیدین	۲۲۲
۳۷۴	تکبیرات تشریق عید کی نماز کے بعد بھی واجب ہیں	۲۲۲

چھٹا باب

کتاب الاضحیہ

قربانی اور چرم قربانی کے مسائل

نمبر شمار	مندرجات و مسائل	صفحہ
۳۷۵	قربانی واجب ہے۔	۲۲۳
۳۷۶	قربانی سفر میں واجب نہیں قیام میں ہے	۲۲۳
۳۷۷	اپنے مکان میں بارہویں ذی الحجہ کی شام تک قربانی صحیح ہے	۲۲۳
۳۷۸	اگر قربانی واجب تھی اور ایام قربانی گذر گئے تو کیا کرنا چاہئے؟	۲۲۴
۳۷۹	قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوگی	۲۲۴
۳۸۰	مردہ کی جانب سے کی گئی قربانی کا حکم؟	۲۲۵
۳۸۱	اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو نماز نہیں پڑھی گئی تو اس دن زوال کے بعد قربانی کا حکم؟	۲۲۵
۳۸۲	جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ایسے مقامات پر صبح صادق کے بعد قربانی؟	۲۲۵
۳۸۳	عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا بہتر ہے	۲۲۵
۳۸۴	قربانی میں کتنے حصے ضروری ہیں؟	۲۲۵
۳۸۵	قربانی کے گوشت میں اگر سب شریک رضامند ہوں تو تقسیم گوشت میں کمی زیادتی کا حکم؟	۲۲۶

كتاب الحج

كتاب النكاح والطلاق

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible].blogspot.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الطلاق

[illegible]

[illegible] blogspot.com

احکام الاراضی

۵۹۵	بٹائی کی صورت میں عشر مالک کے ذمہ ہے یا بٹائی والے کے؟	۳۳۰
۵۹۶	مشترک زمین کا عشر کون دے گا؟	۳۳۱
۵۹۷	کیا کافروں سے خریدی گئی زمین خراجی ہے؟	۳۳۱
۵۹۸	عشر کی ادائیگی کس کے ذمہ ہے؟	۳۳۱
۵۹۹	عشر کل پیداوار پر ہے یا خرچہ نکال کر باقی ماندہ پر؟	۳۳۲
۶۰۰	عشر کے مصارف کیا ہیں اور اس کا مدرسہ کے مدرسین کی تنخواہ میں خرچ کرنا کیسا ہے؟	۳۳۲
۶۰۱	مقروض اور نابالغ کے ذمہ بھی عشر ہے یا نہیں؟	۳۳۲
۶۰۲	کیا کافر مالکوں کو لگان دینے سے عشر ساقط ہو جاتا ہے	۳۳۲
۶۰۳	مال گذاری ادا کرنے سے عشر ادا ہو جاتا ہے؟	۳۳۲
۶۰۴	بارش اور کنویں سے سینچائی کی جانے والی زمین پر عشر ہے یا نہیں؟	۳۳۲
	عشر کے مذکورہ جوابات پر علماء کرام کی تصدیق	۳۳۳
۶۰۵	اجارہ کی صورت میں عشر کس کے ذمہ ہے؟	۳۳۳
۶۰۶	سینچائی کی زمین میں عشر کی ترتیب	۳۳۳
۶۰۷	جو زمین ٹھیکہ پر دیدی گئی اس کا عشر کس کے ذمہ؟	۳۳۳
۶۰۸	باغ کا عشر مالک کے ذمہ ہے یا خریدار کے؟	۳۳۳
۶۰۹	حکام کے ظلم کی وجہ سے عشر ساقط نہیں ہوتا؟	۳۳۵

اراضی کے متفرق احکام و مسائل

۶۱۰	کسی والی ریاست کی دی ہوئی زمین کی شرعی حیثیت؟	۳۳۵
۶۱۱	ایک والی حکومت کی طرف سے عطا کی ہوئی زمین کا حکم؟	۳۳۶
۶۱۲	ہندوستان میں زمین کے مالک، ان پر قابض افراد ہیں	۳۳۶
۶۱۳	کھیتی میں شرکت کس طرح کی جاسکتی ہے؟	۳۳۷
۶۱۴	کاشتکار اور زمین دار کے معاہدہ کی طرفین کو پابندی ضروری ہے	۳۳۷
۶۱۵	رعایا کے لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اس کی اور زمیندار کے بعض نذرانوں کی شرعی حیثیت	۳۳۹
۶۱۶	کھیتی کے شرکاء نے اگر کمی زیادتی طے کر لی تو کیا یہ شرکت صحیح ہے؟	۳۳۹
۶۱۷	خودرو گھاس پر پابندی یا محصول لگانا صحیح نہیں	۳۳۹
۶۱۸	خودرو گھاس خشک لکڑی اور ہیزم کس کی ملکیت ہے؟	۳۴۰
۶۱۹	موروثی کاشتکاری کے ناجائز ہونے کی تحقیق:	۳۴۰
۶۲۰	موروثی کاشتکاری شرعاً بے اصل ہے	۳۴۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

كتاب الوقف

كتاب الحظر والإباحة

(١)

۶۷۱	شوہر کے لئے بیوی کے پستان کا منہ میں لینا درست ہے مگر اس کا دودھ پینا؟	۳۶۳
۶۷۲	بعض حرام وحلال چیزوں، کھیلوں اور آداب کا تذکرہ	۳۶۴
۶۷۳	مرغی ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے جو انڈے نکلیں ان کا حکم؟	۳۶۵
۶۷۴	ذبح شدہ مرغی کے پیٹ سے کچے انڈے نکلے ان کا کیا حکم ہے؟	۳۶۵
۶۷۵	مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے نکلے ہوئے انڈے کا حکم؟	۳۶۵
۶۷۶	ذبح کے بعد ذبیحہ کے پیٹ سے جو بچہ نکلے اس کا کیا حکم ہے؟	۳۶۵
۶۷۷	مچھلی کے پیٹ سے نکلی ہوئی مچھلی کا کیا حکم ہے؟	۳۶۵
۶۷۸	مچھلی اگر گرمی یا سردی سے مرجائے تو کیا حکم ہے؟	۳۶۶
۶۷۹	گرمی یا سردی سے مری ہوئی مچھلی کی کس طرح تعیین ہو؟	۳۶۶
۶۸۰	طافی مچھلی کی پہچان کیا ہے؟	۳۶۶
۶۸۱	مردہ بکری کے پستان کے دودھ کا حکم؟	۳۶۶
۶۸۲	اگر نامعلوم کبوتر اپنے کبوتروں میں آجائے تو اس کے پکڑنے اور کھانے کا حکم؟	۳۶۶
۶۸۳	نامعلوم کبوتر سے اپنے کبوتر کی نسل پیدا ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟	۳۶۶
۶۸۴	کانجی ہاؤس سے خریدے ہوئے جانوروں کا حکم؟	۳۶۷
۶۸۵	لاوارث بھینس کے پالنے اور اس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟	۳۶۷
۶۸۶	ہندو جو جانور اپنے دیوتاؤں کے لئے نامزد کرکے چھوڑ دیتے ہیں اس کی تفصیل؟	۳۶۷
۶۸۷	طوطا حلال ہے	۳۶۸
۶۸۸	اوجھڑی انتڑی وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟	۳۶۸
۶۸۹	کیا شوافع کے نزدیک سور کا کھانا جائز نہیں؟	۳۶۸
۶۹۰	شریر جانور کا زبردستی دودھ نکال لینا؟	۳۶۸
۶۹۱	جانور کے بچے کو اس کی ماں سے علیحدہ کرنا؟	۳۶۸
۶۹۲	گھوڑے بیل وغیرہ کا خصی کرنا کیسا ہے؟	۳۶۸
۶۹۳	خچر کے لئے گھوڑے گدھے کو ملانا کیسا ہے؟	۳۶۸
۶۹۴	گائے بھینس دودھ نکالتے وقت اگر اس میں اپنی دم ڈال دے تو کیا حکم ہے؟	۳۶۹
۶۹۵	کچا لہسن پیاز کھانا صحیح ہے مگر اس کو کھا کر مسجد میں جانا؟	۳۶۹
۶۹۶	ناپاک لوگوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم؟	۳۶۹
۶۹۷	حرام آمدنی والے کے ہاتھ اپنا سامان بیچنا؟	۳۶۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

كتاب الحظر والإباحة

(٣)

[illegible]

۷۲۵	موئے زیر ناف کا قینچی سے کاٹنا اور اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی دی گئی خواب کی تعبیر	۳۷۷
۷۲۶	موئے زہار کو چھپانے کا حکم؟	۳۷۸
۷۲۷	بال اور ناخن کا گندگی میں ڈالنے نیز ان کے متعلق چند احکام؟	۳۷۸
۷۲۸	مہندی اور سیاہ خضاب کا حکم؟	۳۷۸
۷۲۹	تیل کے سیاہ خضاب کا حکم؟	۳۷۸
۷۳۰	سرخ رنگ کے کپڑے استعمال کرنا کیسا ہے؟	۳۷۸
۷۳۱	مردوں کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے کا حکم؟	۳۷۹
۷۳۲	ولایتی چھینٹ کا کیا حکم ہے؟	۳۷۹
۷۳۳	مرد کو سونے چاندی کی بوتام اور گھڑی کی زنجیر لینی کیسی ہے؟	۳۷۹
۷۳۴	مردوں کے لئے گھڑی کی چاندی کی زنجیر کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۵	عورتوں مردوں کے لئے ایک دوسرے کی مشابہت کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۶	کسی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہننے کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۷	تعویذ کے لئے چاندی یا تانبے کے خول کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۸	دانتوں میں سونے چاندی کی میخ لگانے کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۹	انگریزی بوٹ پہننے کا اور اس کی تجارت کا حکم؟	۳۸۰
۷۴۰	ہر قسم کا موزہ پہننا صحیح ہے؟	۳۸۱
۷۴۱	عورتوں کے لئے کون کون سے زیور ناجائز ہیں اور کون سے جائز؟	۳۸۱
۷۴۲	عورتوں کے لئے کس قسم کے زیور جائز ہیں؟	۳۸۱
۷۴۳	عورتوں کو ناک میں زیور پہننا؟	۳۸۱
۷۴۴	عورت کے لئے مسی لگانے کا حکم؟	۳۸۱
۷۴۵	کاجل لگانے کا حکم؟	۳۸۱
۷۴۶	گلٹ کا زیور پہننا جائز؟	۳۸۱

الحظر والاباحة
(۳)

۷۴۷	والدین کی عزت برادری کے اصولوں پر مقدم ہے	۳۸۲
۷۴۸	بعض برادریوں کی رسومات اور ان کی شرعی حیثیت؟	۳۸۲
۷۴۹	بازاری عورت رکھنے والے سے سلام وتعلقات رکھنا کیسا ہے؟	۳۸۳
۷۵۰	شخص مذکورہ بالا کی حمایت کرنے والے گنہگار ہیں	۳۸۳
۷۵۱	قبلہ رخ ناپاکی (گندگی) پھینکنے اور استنجے کا حکم؟	۳۸۳
۷۵۲	ننگے کو پردہ میں گفتگو کرنا کیسا ہے؟	۳۸۳
۷۵۳	استاذ سے بغیر پڑھے صحیح علاج کرنا	۳۸۳
۷۵۴	جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم؟	۳۸۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]library.blogspot.com

سلوک واحسان

۸۴۲	مسلمانوں کی روحوں کا جمعہ کی شب میں اپنے گھروں پر آنا ثابت نہیں	۴۳۴
۸۴۳	مردوں کی روحیں گھروں پر نہیں آتیں	۴۳۵
۸۴۴	ایسے واقعات صحیح نہیں جس میں کسی شخص کے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات کہی جائے۔	۴۳۵

عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ملازمت، ان کے ساتھ کاروبار اور ملک کی سیاست میں تعاون اور شرکت

۸۴۵	یہود ونصاریٰ کی ملازمت صحیح ہے مگر اس کی وجہ سے خلاف شریعت کام انجام دینا جائز نہیں	۴۳۶
۸۴۶	انگریزوں کی، ہندو رئیسوں کی اور عدالتوں کی ملازمت کا حکم؟	۴۳۷
۸۴۷	انگریزوں کی حکومت کی شرعی حیثیت اور ان کے ماتحت مسلمانوں کی ذمہ داری	۴۳۷
۸۴۸	عیسائیوں اور دوسری قوموں کے لباس کا حکم؟	۴۴۰
۸۴۹	یہود ونصاریٰ کو سلام میں بندگی وغیرہ کہنا؟	۴۴۰
۸۵۰	کانگریس میں شرکت اور سرسید احمد خاں کے ساتھ تعاون کا حکم؟	۴۴۰
۸۵۱	کافروں کے گھر کا اور ان کا پکایا ہوا کھانا کھانا؟	۴۴۱
۸۵۲	ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر ان سے کچھ لینے دینے کا حکم؟	۴۴۱
۸۵۳	مسلمانوں کی ہندو کے تہواروں میں شرکت اور ان کا کھانا کھانے کا حکم؟	۴۴۲
۸۵۴	ہندوؤں کے میلوں اور عرس میں دکانیں لگانا صحیح نہیں	۴۴۳
۸۵۵	غیر مسلموں کے تہواروں کے موقع پر ان سے ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟	۴۴۳
۸۵۶	ہندوؤں کے مذہبی میلوں کی سیر کرنا اور اسکو اچھا سمجھنا	۴۴۳
۸۵۷	غیر مسلموں کے مجمع میں سیر وتفریح کے لئے جانے کا اور خرید وفروخت کرنے کا حکم	۴۴۵
۸۵۸	رام لیلا وغیرہ میں چندہ دینا گناہ کبیرہ ہے	۴۴۶
۸۵۹	غیر مسلم کے گھر میں بیوہ عورت رکھنے کے معاملہ میں گواہی اور شرکت کا حکم؟	۴۴۶
۸۶۰	سفید مرغ اور سیاہ گائے کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچنا کیسا ہے؟	۴۴۷
۸۶۱	ہندو اگر کسی مسلمان سے عطر وغیرہ کوئی چیز مورتی پر چڑھانے کے لئے خریدے تو کیا حکم ہے؟	۴۴۷
۸۶۲	اگر کسی مسلمان سے ہندو کوئی چیز خریدتا ہے اور وہ اس کو بتوں پر چڑھائے گا تو یہ فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟	۴۴۷
۸۶۳	غیر مسلم کی نذر کا جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا؟	۴۴۷
۸۶۴	ہندوؤں کے ساتھ شرکت معاملات وسیاست کا کیا حکم ہے؟	۴۴۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆	حضرت مولانا گنگوہی کا ایک مشہور تاریخی فتویٰ ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟	۳۵۱
۸۶۵	ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟	۳۸۳

بارہواں باب

کتاب العلم والتحقیق

"تجوید و قرأت اور متعلقات قرآن کریم"

۸۶۶	رزقہا اللہ میں مد ہے یا نہیں؟	۵۰۶
۸۶۷	لایستنقذ میں لام کے بعد الف کیوں نہیں لکھا جاتا؟	۵۰۶
۸۶۸	سورۂ کہف میں شیء ، شای کیوں لکھا جاتا ہے؟	۵۰۶
۸۶۹	سورۂ فتح کے پہلے رکوع میں علیہ پر پیش کیوں ہے؟	۵۰۶
۸۷۰	ضاد کا صحیح مخرج اور تلفظ کیا ہے؟	۵۰۷
۸۷۱	تحقیق قرأت ضاد	۵۰۷
۸۷۲	ضاد کی ادائیگی قرأت سے کیسی چاہئے	۵۱۱
۸۷۳	ولو یری الذین ظلموا کی صحیح قرأت نحوی ترکیب اور ایک اہم اعتراض کی تحقیق	۵۱۱
۸۷۴	ذلک نتلوہ علیک من الآیات والذکر الحکیم کی نحوی ترکیب؟	۵۱۲
۸۷۵	عن الیمین والشمائل میں یمین مفرد اور شمائل جمع کیوں ہیں؟	۵۱۲
۸۷۶	بسم اللہ قرآن کریم کا جزء ہے یا نہیں؟	۵۱۳
۸۷۷	سورۂ ملک کا توریت میں نازل ہونا کس حدیث میں ہے؟	۵۱۳
۸۷۸	آیت شریفہ یوم یکشف عن ساق کا کیا مطلب ہے؟	۵۱۳
۸۷۹	ان بعض الظن اثم میں بعض کی قید کیوں لگائی ہے؟	۵۱۳
۸۸۰	وحملہ وفصالہ ثلاثون شہرا کا کیا مطلب ہے؟	۵۱۳
۸۸۱	حم اسجدہ میں عناصر اربعہ کیسے پیدا ہوگئے؟	۵۱۳
۸۸۲	ہاروت و ماروت کا قصہ کس حد تک صحیح ہے؟	۵۱۴
۸۸۳	سورتوں کے فضائل میں انعامی ثواب مراد ہے	۵۱۵
۸۸۴	تین دن سے کم میں ختم قرآن کیسا ہے؟	۵۱۵
۸۸۵	قرآن پاک پڑھاتے ہوئے تسبیح اور ذکر میں مشغول ہونا؟	۵۱۶
۸۸۶	اگر قرآن شریف ہاتھ سے گر جائے تو اس کے بدلہ میں صدقہ کرنا؟	۵۱۶
۸۸۷	قرآن کی جلد کسی اور کتاب میں لگانا؟	۵۱۶
۸۸۸	قرآن شریف پر سادہ ورق رکھنا؟	۵۱۶
۸۸۹	اجرت دے کر ایصال ثواب کے لئے یا تراویح میں قرآن شریف پڑھوانا؟	۵۱۷
۸۹۰	تراویح میں قرآن سننے میں ہر حال ثواب ہے	۵۱۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸۹۱	بندہ کو آیات قرآنی کا تعویذ دینے کا حکم؟	۵۱۷
۸۹۲	جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا؟	۵۱۷
۸۹۳	قرآن شریف کی منسوخ التلاوۃ آیتوں اور احادیث قدسی کو جنابت کی حالت میں یا بغیر وضو کے چھونے کا حکم؟	۵۱۷
۸۹۴	جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیت لکھی ہوئی ہے، اس کا جلانا؟	۵۱۸
۸۹۵	جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیات یا حدیث لکھی ہوں، ان کا جلانا؟	۵۱۸
۸۹۶	سجدۂ تلاوت میں طہارت شرط ہے	۵۱۸
۸۹۷	ڈھیلے سے استنجا کرتے وقت قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار کا حکم؟	۵۱۹
۸۹۸	اگر جنبی آیت پڑھ کر پھونک دے تو کیا حکم ہے؟	۵۱۹
۸۹۹	جنبی بچوں کو قرآن کریم کے ہجے کرا سکتا ہے یا نہیں؟	۵۱۹
۹۰۰	جنبی کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانا؟	۵۱۹
۹۰۱	حائضہ اور نفاس والی عورتوں کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کا حکم؟	۵۱۹
۹۰۲	حالت جنابت میں ذکر کی نیت سے اور تلاوت کی نیت سے قرآن شریف پڑھنے میں کیا فرق ہے؟	۵۲۰
۹۰۳	فرشتوں کو قرآن پاک کے سننے کا شوق؟	۵۲۰
۹۰۴	لوح محفوظ کا عرش سے اوپر ہونا ثابت نہیں	۵۲۰
۹۰۵	فرشتوں کو سہو ونسیان ممکن نہیں	۵۲۱
۹۰۶	عشاء کے بعد سورۂ دخان اور سورۂ ملک نماز میں یا بغیر نماز کے پڑھنا کیا بہتر ہے؟	۵۲۲
۹۰۷	اعراف کی حقیقت؟	۵۲۲
۹۰۸	ساکت و ناطق میں تعارض نہیں ہوتا، مثبت و نافی میں ہوتا ہے	۵۲۲

احادیث شریفہ سے متعلق چند مباحث

۹۰۹	صحیح مسلم کی ایک روایت کی نحوی ترکیب؟	۵۲۳
۹۱۰	صحیح مسلم کی حدیث کالذی قال الاول کا مطلب؟	۵۲۴
۹۱۱	اساف و نائلہ کے متعلق روایت کی تحقیق؟	۵۲۴
۹۱۲	حدیث لا یفضل قرشی کے معنی؟	۵۲۵
۹۱۳	علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مفہوم؟	۵۲۵
۹۱۴	والنخل باسقات لہا کے معنی؟	۵۲۶
۹۱۵	سجدۂ شمس تحت العرش کی حدیث کا مفہوم کیا ہے؟	۵۲۶
۹۱۶	صفت تحنک کی حدیث کا مطلب؟	۵۲۷
۹۱۷	سورج، چاند گرہن کے متعلق دار قطنی کی ایک حدیث کی تحقیق	۵۲۷
۹۱۸	حضرات شیخین کو جنت کے بوڑھوں کا اور حسنین کو جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے اس کی وجہ؟	۵۲۸
۹۱۹	اللھم اغفرلی ان شئت کی وضاحت؟	۵۲۸
۹۲۰	حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے حجاج مراد ہے	۵۲۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضمیمہ اولیٰ تالیفات فتاویٰ رشیدیہ

[illegible]

توثیق

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

سابق جسٹس شریعت اپیلانٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان.......دار العلوم کورنگی کراچی

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد: قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ کا وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنے دور میں "ابو حنیفہ عصر" کے لقب سے معروف تھے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ علامہ ابن عابدین شامی صاحب ردالمحتار کو "فقیہ النفس" قرار دینے میں تامل فرماتے تھے لیکن حضرت گنگوہی قدس سرہ کو بلا تامل "فقیہ النفس" فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ "فتاویٰ رشیدیہ" کے نام سے شائع ہوا ہے، لیکن وہ ایک مختصر مجموعہ ہے، جس میں حضرتؒ کے فتاویٰ کا بہت بڑا حصہ شامل نہیں ہو سکا، حضرتؒ کے دوسرے فتاویٰ مختلف جگہوں پر منتشر تھے، اور ان سے استفادہ بہت مشکل تھا۔

برادر محترم جناب مولانا نور الحسن راشد صاحب زید مجدہم کو پوشیدہ علمی خزانے منظر عام پر لانے کا، اللہ تعالیٰ نے ذوق بھی عطا فرمایا ہے، اور اس کام کے سلیقے سے بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کے وہ فتاویٰ جمع فرمائے ہیں، جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد تو ان فتاویٰ کی ہے، جو خود حضرتؒ کے قلم سے لکھے ہوئے دریافت ہوئے اور بہت سے وہ ہیں جو حضرتؒ کے شاگردوں یا متوسلین نے، اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے تھے، اور کچھ وہ ہیں جو دوسری کتابوں میں شائع ہوئے ہیں، فاضل مرتب نے ان تمام فتاویٰ کو بڑی محنت سے یکجا کر کے، ان کی تبویب فرمائی، اور ان پر عنوانات قائم کئے ہیں، اور جہاں کسی وضاحت یا اضافے کی ضرورت تھی، یا حوالوں کی تخریج درکار تھی، وہاں حاشیہ پر تشریحی نوٹس کا اضافہ فرمایا ہے، اس طرح یہ کتاب حضرت گنگوہی قدس سرہ کے ان فتاویٰ کا مستند مجموعہ ہے، جو فتاویٰ رشیدیہ میں شائع نہیں ہو سکے تھے۔ فاضل مرتب اس خدمت پر علمی دنیا کی طرف سے مبارکباد اور قدر دانی کے مستحق ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرما کر، امت کے لئے نافع بنائیں اور اہل علم کو اس سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین وللہ الحمد اولاً و آخراً۔

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دار العلوم کراچی ۱۴

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کلماتِ خیر و برکت

[illegible]

mohaz-elibrary.blogspot.com

mohaz-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

تحسین سخن شناس

معروضاتِ مؤلف

میرے اس شوق کا، یہاں کاندھلہ میں، میرے بچپن کے قرآن مجید کے ایک استاد، مولانا کامل بیگ صاحب کو بھی علم تھا اور مولانا کے ہمارے بزرگوں سے کئی پشتوں سے بہت قریبی اور گہرے روابط و مراسم تھے، مولانا نے ایک دن مجھے اپنے گھر پر یاد فرمایا اور اپنے خاندان کے ایک بزرگ حافظ اللہ دیا مرحوم اور ان کے ایک ہم وقت رفیق، ہم قدم اور خواجہ تاش، مرزا الٰہی بخش گورگانی دہلوی کے نام، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا گنگوہی کے دس بارہ گرامی نامے عنایت فرمائے، راقم نے ان میں سے فارسی خطوط کا ترجمہ کیا، ان پر حاشیے لکھے اور اس مجموعہ کو تبرکات کے نام سے سنہ ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء میں شائع کردیا، یہ مجموعہ مکتوبات وتبرکات طباعت کے غالباً چھ سات سال بعد، مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کے مطالعہ سے گذرا، مفتی صاحب نے ایک حاضری کے موقع پر اس مجموعہ کے لئے پسندیدگی کے کلمات کہے اور فرمایا ''حضرت گنگوہی کی کچھ تحریریں آبھہ میں بھی تو تھیں''

آبھہ، نانوتہ اور گنگوہ کے درمیان میں آباد، ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور چند سال پہلے تک ایسا تھا، کہ وہاں جانے کے لئے سواری بھی آسانی سے نہیں ملتی تھی، بہر حال مفتی صاحب تو یہ فرما کر خاموش ہوگئے، اور مجھے ایک خلش سی لگ گئی، کہ وہاں کیا چیزیں تھیں، اب بھی ہوں گی یا نہیں، ان کے لئے کس سے معلوم کیا جائے۔ تذکرۃ الرشید پڑھی تھی، اس میں آبھہ کے حضرت مولانا کے ایک خاص نیاز مند، حافظ نظیر حسین صاحب کا کئی موقعوں پر تذکرہ آیا ہے، خیال ہوا حضرت کی، یہ چیزیں شاید انہیں کے یہاں ہوں، مگر ان کی وفات پر عرصہ گزر گیا، ان کا وارث کون ہے، کیسے اور کس سے معلوم ہو، نہ آبھہ میں کسی سے واقفیت نہ معلومات کا کوئی ذریعہ۔

کیف الوصول الی سعاد، ودونها　　　قلل الجبال وبینهن حتوف

مگر امید کا چراغ روشن اور جستجو کا عمل جاری رہا، بالآخر مجھے دو تین سال کے بعد پتہ چلا، کہ نظیر حسین صاحب مرحوم کے پوتے لئیق محمد خاں صاحب ہیں، جو آبھہ میں موجود ہیں، خیال ہوا ہر چند کہ تعارف نہیں ہے مگر جا کر ملاقات کرنی چاہئے۔ اس ارادہ سے، آبھہ کی قریب ترین بستی، نانوتہ دو تین مرتبہ گیا، مگر قسمت سے ایک مرتبہ بھی آبھہ جانا نہیں ہوا، ایک مرتبہ تو راستہ خراب ہونے کی وجہ سے وہاں، ہر طرح کی سواریوں کا آنا جانا بند تھا، ایک مرتبہ راستے میں معلوم ہوا کہ وہ صاحب گاؤں میں نہیں ہیں، کہیں سفر میں گئے ہوئے ہیں، اس لئے سفر ناکام ہوا، مقصد پورا نہیں ہوا مگر وہ خیال برابر تازہ رہا، بہت دنوں کے بعد سنا کہ ان صاحب کا کاندھلہ میں، کسی کے یہاں، کبھی کبھی سال دو سال میں ایک مرتبہ آنا ہوتا ہے، فوراً ان صاحب سے ملا، انہوں نے اس اطلاع کی تصدیق کی، اور بتایا کہ اس مرتبہ جب ان کا آنا ہوگا، میں اطلاع دوں گا، چنانچہ شاید دو تین مہینوں کے بعد ان صاحب نے اطلاع دی، کہ وہ آبھہ والے صاحب، ہفتہ دس دن کے بعد فلاں موقع سے، یہاں کاندھلہ آنے والے

اور نقل کر کے، پہلے سے دریافت اور نقل شدہ نسخوں کے ساتھ شامل کر کے اس کی نئی تقسیم و ترتیب قائم کرنا، ایک ایک سوال، ایک ایک جواب کو، اس کے مضمون و مندرجات کے لحاظ سے علیحدہ کر کے، اس مسودہ میں درج کرنا، جو اس مقصد کے لئے تالیف و تحریر کی منزل میں تھا، مگر چوں کہ خطی نسخوں کا علم بہت دیر دیر اور لمبے وقفوں کے بعد ہوتا تھا اور پھر ان کی معلومات کے بعد ان کا حاصل کرنا، گویا ایک بڑی مہم کا سر کرنے کے برابر کام تھا، اس لئے ایک نسخہ کی دریافت سے دوسرے نسخہ کی یافت کے درمیان میں لمبا وقفہ ہوتا، بعض مرتبہ دو تین سال لگ جاتے تھے اور اس دوران یہ مسودہ کھلا ہوا زیر ترتیب رہتا تھا۔ اسی طرح جب چودہ پندرہ سال کی مسلسل جہد و کاوش کے بعد، یہ تمام فتاویٰ اور مجموعے ایک بڑی کتاب کی صورت میں نقل اور مرتب ہو گئے، اس وقت ان پر حاشیے لکھنے، بعض مراجع اور اصول سے مطابقت کرنے، بعض اہم پہلوؤں کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس مجموعہ کے اصل ماخذ تو حضرت مولانا کے بدست خاص لکھے ہوئے تھے وہ فتوے ہیں، جو ساڑھے چار سو سے زائد ہوں گے نیز حضرت کی حیات میں مرتب، حضرت مولانا کے فتاویٰ کے چند مجموعے اور فتاویٰ وہ ہیں، جس میں سے اکثر، حضرت مولانا کی حیات میں [وفات ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء] مختلف موضوعات کی، چھوٹی بڑی تالیفات و رسائل میں علیحدہ علیحدہ شائع ہو چکے تھے، اور بظاہر کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے کسی فتوے کی اصلیت و استناد پر شک کیا جائے، اس لئے ان سب کو بھی زیر نظر فتاویٰ میں شامل کیا گیا ہے۔

مذکورہ ماخذ میں جو چھوٹے بڑے، مستقل مجموعے ہیں، ان کا تعارف آئندہ صفحات میں آ رہا ہے، یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں اور حضرت کے قلم سے نوشتہ جو علیحدہ علیحدہ فتوے ہیں، ان میں ہر ایک کا تعارف قلمی نسخوں کے تحت غیر ضروری محسوس ہوا، لیکن تاہم ان میں سے ہر ایک کا حوالہ، اس فتوے کے تحت لکھ دیا ہے، جو فتوے علیحدہ علیحدہ مختلف تالیفات و رسائل میں شامل ہیں، ان کی بھی لمبی فہرست تھی، اس لئے ان کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جا رہا، ان میں سے ہر ایک کا حوالہ اپنے اپنے موقع پر آئے گا، تاہم ان میں سے دو تالیفات ایسی ہیں، کہ ان کا ذکر کر دینا مناسب ہوگا۔

❶ فیوض رشیدیہ یہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کا ایک مختصر مگر نہایت کم یاب مجموعہ ہے، جس کو حضرت کے کسی متوسل نے جمع کیا تھا اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کے مطبع خیر المطابع میرٹھ سے شائع کرا دیا تھا۔ اس پر سنہ طباعت درج نہیں، مگر قرائن سے ۱۳۱۶ھ معلوم ہوتا ہے۔ غالباً یہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کا سب سے پہلا مطبوعہ مجموعہ ہے۔

اس مجموعہ فتاویٰ کا ایک مختصر مگر نہایت اہم ضمیمہ بھی ہے، اس میں ہندوستان کی اراضی میں عشر و خراج کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ ضمیمہ حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوری کے مرتب سوالات کے جواب میں ہے، اس کو حضرت مولانا رائے پوری کے ایک نامور خلیفہ و متوسل اور برصغیر کے بہت بڑے خادم قرآن کریم [نورانی قاعدہ کے مؤلف] مولانا نور محمد لدھیانوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرتب کی معین و مددگار ہوگی، اور اہل علم کے مشوروں سے فائدہ اس مجموعہ فتاویٰ کو زیادہ بہتر اور مفید طور پر پیش کیا جاسکے گا۔ وللہ الامر من قبل و من بعد.

جب آٹھ سے دریافت فتاویٰ کی طباعت کا خیال آیا تھا، اسی وقت اس مجموعہ کو، جو موجود فتاویٰ کا شاید چوتھائی حصہ تھا، ارباب فقہ وفتاویٰ کی نظر سے گذارنے کا فیصلہ کرلیا تھا، اس منصوبہ پر عمل کرتے ہوئے، ان فتاویٰ کی نقل کو جو ذخیرہ آٹھ کا حصہ تھے، سب سے پہلے، دار العلوم دیوبند، کے صدر مفتی، مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے مطالعہ وملاحظہ کے لئے پیش کیا گیا تھا، مفتی صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود، اس کا ایک حصہ خود پڑھا، باقی کی سماعت کی اور اس پر ایک دوجگہ مختصر افادہ، یا اشارہ بھی تحریر کیا، مگر اس وقت اس کی طباعت کا ارادہ ملتوی کرکے، اس سلسلہ کو آگے بڑھانے اور اس کو زیادہ سے جامع اور مفید بنانے کا عمل شروع ہوگیا تھا، چنانچہ قلمی فتاویٰ اور متفرق مجموعے فراہم ہوتے رہے اور کارواں آگے بڑھتا گیا، جب یہ کام ایک مرحلہ تک پہنچ کر گویا مکمل ہوگیا اور اس کے حواشی اور حسب ضرورت مراجع وماخذ کی نشان دہی روبعمل آگئی، اس جلد کے اختتام کا فیصلہ کرلیا، اس وقت اس مجموعہ کو نظر ثانی اصلاح اور مشورہ کے خیال سے برصغیر کے، برگزیدہ علماء، اور اہل فتویٰ، خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ ودامت برکاتہ اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری [شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم، دیوبند] مدفیوضہ ودام برکاتہ کی خدمات میں پیش کیا گیا، کہ وہ ملاحظہ فرماکر، اپنی رائے گرامی سے مشرف وسرفراز فرمائیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان اکابر علماء کی عزت افزائی اور عنایت وکرم کا کسی طور پر بھی شکریہ ادا کرسکوں، دونوں حضرات نے اپنی انتہائی مصروفیات اور بے پناہ مشاغل کے باوجود، اس بضاعت مزجات پر پوری پوری توجہ فرمائی، اس کو پڑھا اور اس کے متعلق اپنی گراں قدر تحریرات سے مزین ومعتمد فرمایا۔

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی نے اس کو ملاحظہ فرماکر، مفصل تقریظ تحریر فرماکر ارسال فرمائی تھی، جو میری کم نصیبی سے ڈاک میں ضائع ہوگئی، منزل آشنانہ ہوسکی، لمبے انتظار کے بعد حضرت مولانا سے دوبارہ تحریر فرمادینے کی درخواست بلکہ جسارت کی، کہ حضرت مولانا کی مصروفیات کا کچھ مجھے بھی علم ہے، تاہم حضرت مولانا نے اپنی کریمانہ مزاج اور ان عنایات کی پاسداری میں، جن سے یہ ناچیز ہمیشہ ممنون اور نہال رہا ہے، دوبارہ لکھنے کی زحمت فرمائی، جو اس اشاعت کے ساتھ شائع ہورہی ہے۔

حضرت مولانا پالن پوری کی عنایت وتوجہ اس سے بڑھ کر رہی، حضرت مولانا نے اس مجموعہ کو پڑھا اور ملاحظہ کیا، تو فرمایا کہ میں نے اس پر کچھ حاشیے اور توضیح لکھنے کا ارادہ کرلیا ہے، یہ ارادہ عمل میں آیا، قارئین کرام، فتاویٰ پر حضرت مولانا کے حواشی سے استفادہ فرمائیں گے، مفتی صاحب نے فتاویٰ کو پڑھا تو بعض مقامات پر کچھ شبہ ہوا، اس شبہ کو دور کرنے کے لئے، فتاویٰ کے اصل ماخذ سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا، راقم نے جملہ اصل ماخذ، حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے، حضرت مولانا نے ان سے زیر غور فتاویٰ کا مقابلہ کرکے، اطمینان کرلیا تھا، مگر اس کے ساتھ حضرت مولانا نے یہ بڑا اور مشکل فیصلہ بھی کیا کہ وہ اس پورے مجموعہ کے، جملہ مندرجات وفتاویٰ کا، اصل ماخذ سے مقابلہ کریں گے، چنانچہ کیا اور بحمد اللہ تعالیٰ بعد میں یہ لکھا

moboaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

محدث دوراں، افقہ زماں، عالم ربانی

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

فتاویٰ رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

چند پہلو اور مختصر معلومات

نور الحسن راشد کاندھلوی

عاصمۃ الہند دہلی کے اس جنوبی [مائل بہ مشرق] خطہ یا علاقہ میں، جس کو دریائے گنگا و جمنا سے گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے، دو آبہ [گنگا جمنا] کہا جاتا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر، ایسی دس بارہ چھوٹی بڑی بستیاں، یا ایسے قصبات آباد ہیں، کہ جن کا برصغیر ہند کی آخری دور کی، دینی علمی عرفانی کارناموں اور اصلاحی عملی جدوجہد میں بہت بڑا حصہ رہا ہے، ان بزرگوں، علمائے کرام، محدثین و مفسرین، مصنفین اور اہل فضل وکمال کی وجہ سے، اس خطہ کو پوری مسلم دنیا میں ایک احترام اور دینی نسبت حاصل ہے۔ اگرچہ اب وہ چراغ گل ہو چکے ہیں، ان محفلوں کے دمامے ٹھنڈے پڑ چکے ہیں اور بعض بستیوں میں تو یہ جاننے والا بھی کوئی نہیں رہا، کہ فلاں فلاں کون تھے، نہ ان کے اعمال اور طریقۂ کار میں دلچسپی باقی ہے، نہ ہی ان کے احوال و سوانح اور علمی ورثہ کو زندہ و تازہ کرنے میں، تاہم ان بزرگوں کی نسبت اور خدمات و اثرات کی وجہ سے، اب بھی ان بستیوں کا نام، لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں زندہ ہے، اور یہاں کے حضرات کی دینی علمی خدمات اور کارنامے، پوری دنیا اور ملت اسلامیہ کے لئے پیغام عمل اور اسوۂ حیات بنے ہوئے ہیں۔

بہر حال ان ہی بستیوں یا قصبات میں سے ایک قصبہ، گنگوہ [Gangoh] بھی ہے، جو مغل دور حکومت سے ضلع سہارنپور کا حصہ چلا آ رہا ہے۔ اس قصبہ کی قدیم تاریخ بھی، اس علاقہ کے اور قصبات کی طرح تاریخ کے اندھیروں میں گم ہے۔ ان بستیوں بلکہ پورے علاقہ کی، ماقبل مسلمانوں کی سرگذشت کے متعلق کچھ کہنا ممکن نہیں۔ چند روایات

[illegible] [Mathia Logy] [illegible]

[illegible]

[illegible] Gadfly [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [Reni Gadfly] [illegible]

[illegible]

[illegible]-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible]-elibrary.blogspot.com

اوران کو حق تعالیٰ نے ایسے شاگرد عطا فرمائے کہ اس دور میں دین پر استقامت، روشن شریعت کے اتباع، علم نافع کی اشاعت سنتوں کے احیاء اور مسلمانوں کی اصلاح میں ان کی مثال نہیں اوران کے شاگردوں سے اس قدر افراد نے فائدہ اٹھایا ہے، کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔

حضرت مولانا کے درس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کرنے اوراس عالی قدر درس گاہ سے، مطالب ومعانی حدیث کا فیضان حاصل کرنے کے لئے، ہزاروں طلبۂ حدیث اور دل دادگان حدیث کی طبیعتیں، بے تاب رہتی تھیں، حاضری کے لئے بے شمار دلوں میں آرزوئیں موجیں مارتی رہتی تھیں، مگر ہر اک کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا، کہ وہ اپنے حالات ومسائل کو ایک طرف رکھ کر، اپنے وسائل اور مالی گنجائش وضرورت کو یکسر نظر انداز کر کے تعلیم اور خدمت دین کے لئے اپنے گھر اور علاقہ سے نکل سکے، پھر بھی بہت سے اصحاب توفیق، اہل علم وذوق، حضرت مولانا سے استفادہ اوراجازت حدیث کے لئے، گنگوہ حاضر ہوکر اوراپنا دامن مراد حدیث کے علم، فہم مقاصد اوراس پر عمل کے جذبہ سے پُر کرتے ہوئے، واپس ہوتے تھے۔

حضرت کے شاگرد اور مستفیدین کی تعداد، ایک اندازہ حضرت مولانا کی خدمت میں کس قدر طلبا حاضر ہوئے اوراطراف عالم کے کس قدر علمائے کرام اور حدیث کے اساتذہ اور فاضلین نے، اجازت حدیث حاصل کی، اس کی نہ کوئی فہرست موجود ہے، نہ ہی اس کا حتمی شمار ممکن ہے، صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کے شاگردوں اور مجازین ومستفیدین حدیث کی تعداد، یقیناً ہزاروں میں ہوگی، اس وسعت استفادہ اور کثرت تلامذہ کا، خود حضرت مولانا کی ایک تحریر سے صاف اندازہ ہورہا ہے۔ حضرت مولانا نے اپنے پیر ومرشد، حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کے نام ایک خط [مکتوبہ ۱۳۰۶ھ] میں لکھا ہے:

"حضرت مرشدمن! علم ظاہری کا تو یہ حال ہے کہ آپ کی خدمت سے دور ہوئے غالباً سات سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ہے، اس سال (۱۳۰۰ھ) سے اب تک دوسو سے چند عدد زیادہ آدمی، سند حدیث حاصل کر گئے اور اکثر ان میں وہ ہیں کہ انہوں نے درس جاری کیا اور سنت کے احیاء میں سرگرم ہوئے اوراشاعت دین ان سے ہوئی اوراس شرف سے زیادہ کوئی شرف نہیں، اگر قبول ہوجاوے۔"(۱)

اس گرامی نامہ میں ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۰۶ھ تک چھے سال کے درمیان کے، تلامذہ اوراجازت حدیث سے مستفید اصحاب کی تعداد کا تذکرہ آیا ہے۔ ۱۳۰۶ھ سے، ۱۳۱۴ھ تک جو حضرت مولانا کے درس حدیث کا آخری سن ہے اوراس وقت سے حضرت کے زمانہ وفات ۱۳۲۳ھ تک، کس قدر علماء، اوراجازت حدیث کے طالب، حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر اوراجازت

---

(۱) مکاتیب رشیدیہ۔ مرتبہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ص: ۱۰ طبع اول۔ عزیز المطابع۔ میرٹھ۔ بلا سنہ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لقد فرح الورى [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] (۲)

[illegible]

[illegible]library.blogspot.com

خوش الحانی کی وجہ سے آپ کے رفقاء واحباب کی آپ سے فرمائشیں ہوا کرتی تھیں کچھ پڑھ کر سنادو، مگر آپ اکثر گریز فرماتے تھے، ہاں! جب اصرار زیادہ ہوتا تو کوئی نظم خصوصاً [قصۂ] ابراہیم بن ادہم، خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔(۱)

شاہ سلیمان تونسوی یا شاہ عبدالغنی مجددی سے بیعت کا خیال حضرت مولانا نے گنگوہ میں بھی ارباب مشائخ وطریقت کو خوب دیکھا، برتا تھا، اور دہلی تو رشک بغداد بنا ہوا تھا، یہاں بڑے بڑے ارباب سلوک تشریف فرما تھے، اور تعلق مع اللہ کی دولت عام فرمارہے تھے، حضرت مولانا کے ایک بڑے استاذ، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی بھی سلسلہ نقشبندیہ کے مرشد اور رہنمائے کامل تھے۔ حضرت مولانا مملوک العلی کے بھی، دہلی کے مشائخ طریقت سے قریبی مراسم تھے، اور ان کے وطن اور نواح کے اہل ارشاد وتربیت بھی، مولانا مملوک العلی سے رابطہ وملاقات رکھتے تھے، جس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بطور خاص شامل تھے، حضرت حاجی صاحب سے، حضرت مولانا کی بھی ملاقات وارادت تھی مگر دلوں کے معاملات نرالے ہوتے ہیں، حضرت مولانا گنگوہی کا زمانہ طالب علمی سے، حضرت شاہ عبدالغنی یا ہندوستان کے ایک مشہور وممتاز مرشد، مولانا شاہ سلیمان تونسوی سے بیعت ہونے کا خیال تھا، لیکن طبعی تقاضہ کے باوجود، شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملتا تھا، کہ تعلیم مکمل ہوجانے کی وجہ سے، دہلی سے وطن واپسی ہوگئی اور ہر چند کہ حضرت حاجی امداد اللہ سے گہری واقفیت تھی مگر حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا خیال تک نہیں تھا، بیعت کے لئے شاہ سلیمان صاحب تونسوی، اور مولانا شاہ عبدالغنی مجددی کی جانب نگاہ جاتی تھی، لیکن جس کے نصیب میں جہاں سے دولت ونعمت مقدر ہوتی ہے، وہیں سے پہنچ جاتی ہے۔

تھانہ بھون کا ایک غیر متوقع سفر اور حضرت حاجی صاحب سے اچانک بیعت حضرت مولانا، کسی عزیز کے نکاح کی تقریب میں شریک ہونے کے لئے، گنگوہ سے رامپور آئے تھے، ان دنوں حضرت مولانا کی، حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی سے کسی علمی مسئلہ پر مراسلت ہورہی تھی، حضرت مولانا کی رائے یہ ہوئی کہ تحریر ومکاتبت سے، اس مسئلہ کا طے ہوجانا، مشکل معلوم ہوتا ہے، اس لئے تھانہ بھون کا سفر کر کے، حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی سے زبانی گفتگو کرلی جائے، اس میں بحث کے تمام پہلو واضح اور منقح ہوجائیں گے اور فریقین کسی بہتر رائے اور قول فیصل تک پہنچ سکیں گے۔ اس خیال کی وجہ سے رام پور منیہاران سے تھانہ بھون آئے، یہاں اول حضرت حاجی امداد اللہ کی خدمت میں پہنچے، حضرت حاجی صاحب سے رامپور کے رشتہ سے کچھ قرابت بھی تھی اور حضرت مولانا مملوک العلی کے ذریعہ سے تعارف اور عقیدت بھی، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کیسے آنا ہوا، اور جب حضرت مولانا شیخ محمد سے گفتگو کے ارادہ کا علم ہوا، تو اس سے منع فرمادیا، حضرت

(۱) تذکرۃ الرشید ص: ۲۶، حصہ اول، طبع اول اور اس کے عکس [Re print]

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا کا مقام و مرتبہ پیر و مرشد کی نگاہ میں [illegible]

[illegible]

حضرت تھانوی کی نگاہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۴)

فتاویٰ نیز فتاویٰ رشیدیہ کے خطی اور مطبوعہ نسخے

الحمد للہ والمنۃ کہ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ کو یہ مجموعہ متبرکہ حصہ سوم، جس میں تقریباً تعداد دو چار سو مسائل ہیں، اختتام کو پہنچا۔ (۱)

یہ کلمات ص: ۱۹۰ کے اختتام پر ہیں، ص: ۱۹۱ سے ص: ۱۷۲ تک فہرست مضامین ہے، ص: ۱۷۳ سے ۱۷۶ تک صحت نامہ حصہ سوم آیا ہے، اسی صفحہ پر درج ایک اشتہار و اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ کو، دیوبند کے جلسہ دستار بندی تک، بازار میں لے آنے کے خیال سے، کتابت و طباعت میں جلدی کی گئی، اس کی وجہ سے اس کی صحت کا خاطر خواہ اہتمام نہیں ہوسکا۔

لیکن یہ اعلان اس اشاعت کا نقطہ اختتام نہیں ہے، ایک صفحہ اور ہے، اس پر حضرت مولانا گنگوہی کا قطعہ تاریخ وفات ہے، جو فارسی کے انیس اشعار پر مشتمل ہے۔ سرورق کے آخری چوتھے صفحہ پر، حضرت مولانا گنگوہی، حضرت مولانا محمود حسن اور حضرت مولانا تھانوی کی تصانیف کی تاجرانہ فہرست ہے، یہ اشتہار بھی اس کی ایک ضمنی تصدیق ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب [کم سے کم، اس اشاعت کے وقت تک] ان حضرات کے دامن گرفتہ، دینی فقہی نظریات اور سلوک و تصوف میں ان کے طریقہ پر تھے۔

حصہ چہارم و پنجم کی کتابت و طباعت فتاویٰ رشیدیہ کی ترتیب و اشاعت کا کام، تیسرے حصہ پر ختم نہیں ہوا تھا، اس کے بعد بھی کم سے کم دو حصے [چہارم، پنجم] اور مرتب ہوئے تھے۔ چوتھے حصہ کے شائع کرنے یا زیر اشاعت ہونے کا، مولانا عزیز الدین صاحب فتاویٰ رشیدیہ کی پہلی، دوسری اشاعت کے مختلف حصوں میں، کئی مرتبہ اعلان کیا، حصہ سوم کے طبع اول کے سرورق کے دوسرے صفحہ پر، ایک مفصل اشتہار میں، اس کا دو مرتبہ ذکر آیا ہے۔ اس اشتہار سے ان فتاویٰ کی اصلیت پر شبہ کا بھی جواب ملتا ہے، اس لئے یہاں یہ اشتہار نقل کیا جاتا ہے۔ لکھاہے:

التماس

الحمد للہ کہ اکثر حضرات شائقین کی توجہ دلی اور صدق سعی نے ہم احقران کو، تیسرے و چوتھے حصہ فتاویٰ رشیدیہ کی جانب ہمت دلائی اور اپنے دل ربا و جاذب قلمی فتاویٰ، حضرت مولانا گنگوہیؒ کے، آغوش محبت سے جدا کرکے، بسبیل ڈاک ہم احقران کو، ان کے نام ارسال کئے، ہم کو معزز و ممتاز اور کل ناظرین کو مستفیض فرمایا، جزاک اللہ نعم الجزاء۔

جس کسی صاحب کو کسی مسئلہ میں تردد پیش آئے، وہ مرتفع ہوسکتا ہے، ان کل فتاووں کی اصل ہمارے اور ہمارے احباب کے پاس موجود ہے۔ یہ تیسرا حصہ حاضر خدمت، چوتھا حصہ انشاء اللہ بہت جلد طبع ہوکر،

(۱) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم طبع اول ص: ۱۹۰ [مراد آباد: ۱۳۲۸ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کم یاب تھے

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی وافادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین، دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی - انڈیا

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

توضیح اشارات

یعنی حضرت مولانا گنگوہیؒ کے فتاویٰ کے قلمی نسخوں کے اشارات و مخففات، جس سے اس مجموعہ کا بڑا حصہ اخذ کیا گیا ہے، یا وہ قلمی نسخے جن سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔

اس مجموعہ کا اہم ترین بنیادی ماخذ حضرت مولانا کے وہ مجموعہ فتاویٰ ہیں جو بتمام کمال حضرت مولانا کے نوشتہ ہیں، یہ دو مجموعے یا کاپیاں ہیں۔

(الف) اس میں ایک سو پینسٹھ سوالات اور آخر میں مسلسل جوابات درج ہیں، یہ تمام جوابات صدفی صد حضرت مولانا کے مبارک قلم سے ہیں، آخر میں حضرت مولانا کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ تحریر فرمایا ہے: کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

زیر نظر مجموعہ "باقیات فتاویٰ رشیدیہ" میں اس کا حوالہ فتوے یا سوال کے نمبر شمار کے حوالہ سے دیا گیا ہے۔

(ب) دوسرا مجموعہ دو سو اکتالیس سوالات و جواب پر مشتمل ہے، اس میں نمبر شمار درج نہیں، اس میں ہر ایک سوال کے بعد جواب کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی، اسی پر حضرت نے جواب لکھا ہے، یہ تمام جوابات بھی بلاتردد، حضرت مولانا کے قلم سے ہیں، درمیان میں کئی جگہ دستخط فرمائے ہیں .... "رشید احمد گنگوہی"

اس مجموعہ پر راقم سطور نے صفحہ نمبر ڈال دیئے ہیں، اور زیر نظر مجموعہ میں، اسی صفحہ کا صفحات کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

(ج) اسی سلسلہ کے دو ورق علیحدہ ہیں، ان پر دس سوالات اور ان کے جوابات لکھے ہوئے ہیں، یہ جوابات بھی حضرت مولانا کی یادگار ہیں، کئی جگہ دستخط ثبت ہیں............ "رشید احمد گنگوہی"

(د) پانچ فتوے جو مختلف موضوعات پر ہیں، علیحدہ علیحدہ اوراق پر ہیں، یہ بھی حضرت مولانا کا اثر قلم ہیں، ہر ایک پر دستخط ہیں، دو پر مہر بھی موجود ہے [رشید احمد]

(ہ) حضرت مولانا کا ایک فتویٰ اور ہے، جس پر مہر بھی ثبت ہے، دستخط بھی ہیں مگر اس کی تحریر حضرت مولانا کی نہیں۔ یہ غالب مولانا محمد یحییٰ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

(و) حضرت مولانا کے قلم سے مکتوبہ تین فتوے، جن میں سے دو پر مہریں بھی ثبت ہیں، رئیس الخطاطین اور مشہور مرشد حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مرحوم کے ذاتی ذخیرہ میں تھے، ان کا عکس شاہ صاحب کی عنایت سے دستیاب ہوا تھا۔

مذکورہ تمام مسائل وفتاویٰ کا، جو سوا چار سو سے زائد ہیں، بدست خاص کے عوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث جلیل فقیہ نبیل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے
تحریر کردہ ایک ہزار سے زائد فتاویٰ کا مجموعہ
[illegible]
پہلی بار شائع ہو رہے ہیں

تخریج، ترتیب، حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ
شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، مظفر نگر، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

کتاب الایمان والعقائد

ایمان اور کفر کے مباحث و متعلقات

(۱) ایمان اور اسلام کی پہچان اور ان کا باہمی امتیاز کیا ہے؟

سوال: ایمان اور اسلام کی تعریف کیا ہے اور فرق ان میں کیا ہے؟ [جواب] علیحدہ علیحدہ ہو۔

جواب: ایمان، تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے، حق تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک لہ ہونے کا، اور اس کے جمیع احکام قبول کرنے کا، جس کی تفصیل طویل ہے، اور اسلام تسلیم کرلینا سب احکام کا، باطن و قلب میں، اور انقیاد جملہ اوامر کا ظاہر میں، پس باعتبار شریعت کے دونوں ایک شئے ہوئی، کہ ایمان بدون اسلام کے نہیں ہوتا، اور اسلام بدون ایمان کے نہیں ہوسکتا مگر لغت میں فرق ہے، کہ باعتبار تصدیق قلب کے ایمان، اور باعتبار ظاہری انقیاد کے اسلام ہوتا ہے۔ پس فرق ہو الغت اور ترجمہ میں، اور کچھ فرق نہیں، بلکہ ایک شئے ہیں، دونوں دین محمدی اور شرع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر] (بدست خاص، نیز مجموعہ کلاں ص ۱۸)

(۲) مسلم اور مؤمن میں فرق؟

سوال: مؤمن اور مسلم کا فرق [کیا ہے]؟

جواب: ایسا ہی حال ہے مؤمن اور مسلم کا، کہ شریعت میں مؤمن اور مسلم ایک ہے، اگرچہ بحسب لغت کے فرق ہے، کہ ظاہری انقیاد والا مسلم ہے اور باطنی تصدیق والا مؤمن، مگر کوئی مؤمن بدون مسلم کے نہیں ہوسکتا اور کوئی مسلم بدون مؤمن کے نہیں ہوسکتا، شرع میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر] (بدست خاص، نیز مجموعہ کلاں ص ۱۸)

(۳) کافر اور مشرک کی پہچان؟

سوال: کافر اور مشرک کی تعریف مفصلاً؟

جواب: کافر وہ ہے کہ کسی حکم قطعی [کا] انکار کرے، یا کوئی ایسا معاملہ کرے کہ علامت انکار کی ہو، یا شعار

toobaa-elibrary.blogspot.com

اول تو سیاقِ حدیث سے واضح ہے کہ جو امر پہلے حرام ہو چکا تھا، اس کی طلب اباحت اور اجازت بعض صحابہ نے چاہی تھی، اس کو آپ نے رد فرمایا اور انتفاءِ اجازت کر دیا، پس جب انتفاءِ مطلق اجازت اباحت ہو گئی، تو یہ فعل حرام کا حرام ہی رہا، اسی وجہ سے اس میں اباحت نہیں آئی۔ یہاں امر سے وجوب کے معنی لینے، بالکل جہل وحماقت ہے۔

دوسرے قبل اس ارشاد کے لاتفعلوا فرمایا کہ صیغہ نہی کا ہے، جس سے حرمت کو مصرح حرام کر دیا تھا، جب اس تاکید کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت فرمائی کہ اول لاتفعلوا ارشاد کیا، اور بذریعہ لو کے امر اباحت [کی] نفی فرمائی، اور پہلے سے حرمت اس کی محقق تھی ہی تو اب حرمت زیادہ تر ثابت ہو گئی۔ اس جگہ امر کے معنی وجوب کے سمجھنے، کس قدر مخالف شرع اور عقل کے ہے۔

اور مسواک، قدیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے مستحسن اور سنت چلی آئی ہے، آپؐ نے اسکی تاکید کے واسطے فرمایا تھا کہ دشوار نہ ہوتی تو واجب کر دیتا، وہاں لاریب! عقلاً اور سیاقِ حدیث سے وجوب کے معنی ہیں، سو اس کو اس پر قیاس کرنا جنونِ محض ہے، اُس شخص کی عقل وفہم پر رونا آتا ہی تھا، مگر آپ کے تردد [پر] بھی ہنسی آتی ہے۔ رہا بوسہ، سو یہ البتہ شرک نہیں، بلکہ اس کو بدعت اور گناہ لکھا ہے اور جہاں ثابت ہے وہاں درست ہے، جیسا کہ مصحف کو اور دست علماء کو مثلاً، فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۵ تا ۷)

(۱۱) طوافِ قبور کے شرک ہونے اور قیامِ تعظیمی کے شرک نہ ہونے کی وجہ؟

سوال: آپ کے بعض مکتوبات میں یہ مضمون مطالعہ میں آیا ہے، کہ طواف کا ذکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ آیا ہے، اور خدا نے اسے اپنی تعظیم کے لئے مقرر کیا ہے، لہٰذا طواف بھی عبادت ہے، پس قبورِ اولیاء کا طواف شرک ہے؟

اس مضمون پر دو شبہ وارد ہوتے ہیں: اول یہ کہ اس صورت میں قیامِ تعظیمی بھی شرک ہونا چاہئے، کیوں کہ وہ بھی نماز میں خدائی تعظیم کیلئے فرض ہے، اور طائفین کے ساتھ قائمین کا بھی ذکر آیا ہے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۲) مرزبان: فارسیوں کا سردار، بادشاہ، آتش پرستوں کا بزرگ اور عالم (لغات سعیدی۔ مؤلفہ مولوی عبد العزیز ص: ۵۲۳۔ مطبع مجیدی کانپور: ۱۹۳۰ء) [نور]

(۳) وا قرار دیے: مشکوۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النکاح وما لکل واحدۃ من الحقوق. رقم الحدیث ۳۲۶۶ (مشکوۃ ج ۱/ ص ۲۸۳ نسخہ ہندیہ) رواہ ابوداود عن قیس بن سعد قال أتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت یا رسول اللہ أحق أن یسجد لک. قال: أرأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد له؟ قال قلت لا فقال: فلا تفعلوا لو کنت آمر أحدا أن یسجد لأحد، لأمرت النساء أن یسجدن لأزواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق" (۳/۴۵) رقم: ۲۱۴۰۔ ۲۱۳۳ ت شیخ محمد عوامہ: مؤسسۃ الریان بیروت ط: ۲، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء۔ والحاکم فی المستدرک (۲/۱۸۷) دار المعرفۃ بیروت واحمد فی مسندہ عن معاذ بن جبل ص/ ۳۹۵۔ ج ۱۳۔ ۱۴۱۶ھ/ ص ۱۶، رقم: ۲۱۸۸۳ ت: احمد محمد شاکر، حمزہ احمد زین دار الحدیث۔ القاہرۃ ط ۱/ ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۶) ایمان میں تجزی کا مسئلہ؟

سوال: قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: فاخرج من کان فی قلبہ ادنی ادنی ادنی مثقال حبۃ من خردل من ایمان، فاخرجہ من النار. (۱)

اس کو مقتضی ہے کہ جس میں ادنیٰ ادنیٰ درجے کا ایمان ہوگا، وہ بشفاعت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نار سے خارج ہوگا، تو اس کے بعد جو ارشاد ہوا:

فاقول الذن لی فی من قال لا الٰہ الا اللّٰہ لأخرجن (۲) منہا من قال لا الٰہ الا اللّٰہ.

اگر اس سے مراد مومن ہے، تو وہ پیشتر ادنیٰ درجہ کے ایمان میں داخل ہو کر، تحت شفاعت داخل ہو چکا، تو اس جگہ لیس ذلک لک کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر کافر یا منافق مراد ہے، جو بلا تصدیق قلبی کلمہ گو ہوا ہے اور بظاہر یہی ہے، کیونکہ وراء ادنیٰ درجہ ایمان کے کوئی درجہ باقی نہیں، تو پھر لأخرجن منہا کے کیا معنیٰ ہوئے؟ کفار منافق نہ داخل شفاعت، نہ مستحق اخراج عن النار!

جواب: جس نے کلمہ کہا اور دل میں ادنیٰ درجہ تصدیق معانی کلمہ کا ہو، وہ مومن ہے کہ ایمان میں تجزی (۳) نہیں، کمی زیادتی کیفی ہے، یہاں تک تو شفاعت سے نکلے۔ اب آخر درجہ ایمان کا یہ ہے کہ زبان سے کلمہ کہا اور دل میں اس کے، کوئی درجہ تصدیق کا نہیں، مگر تکذیب بھی نہیں، بلکہ قلب اس کا بالکل تصدیق و تکذیب سے سادہ ہے، اور تصدیق و تکذیب مانعۃ الجمع ہیں، مانعۃ الخلو نہیں، پس یہ لوگ بھی آخر کار نکالے جاویں گے۔ یہ توجیہ شاید تم کو تعجب میں ڈالے، مگر اس کا نشان حدیث سے دوں گا، اگرچہ مقام دشوار ہے، جب علماء سے پوچھو گے تب لطف پاؤ گے۔ ابن ماجہ کے ص ۳۰۳، ابواب الفتن میں باب ذھاب القرآن و العلم میں حدیث حذیفہ میں مذکور ہے (۴) یہ مضمون وہاں سے نکل آوے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

از رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰،۱۹)

---

(۱) یہ حدیث شفاعت کا ایک حصہ ہے۔ متفق علیہ روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ امت کے لئے سفارش فرمائیں گے تو حکم ہوگا: جایئے! ہر اس شخص کو جس کے دل میں رائی کے دانے سے ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال لایئے۔ چنانچہ آپ تشریف لے جائیں گے اور ایسے لوگوں کو نکال لیں گے، پھر چوتھی مرتبہ شفاعت فرمائیں گے، کہ اے میرے پروردگار! مجھے اجازت عنایت فرمایئے کہ جس نے بھی لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اس کو دوزخ سے نکال لوں، اللہ پاک ارشاد فرمائیں گے: یہ آپ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ قسم ہے میری عزت کی اور میرے جلال کی اور میری کبریائی کی اور میری عظمت کی البتہ ضرور نکالوں گا میں جہنم سے اس کو جس نے "لا الٰہ الا اللہ" کہا ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب أحوال القیامۃ، باب الحوض والشفاعۃ ص: ۴۸۹، نقل اصح المطابع رشیدیہ دھلی: ۱۳۷۵ھ نیز مشکوٰۃ شریف ج۳ ص: ۲۱ رقم الحدیث: ۵۵۷۳، ت: رمضان بن احمد بن علی ال عوف [مکتبۃ التوبہ دار ابن حزم ۲۰۰۳ء] [پالن پوری]

(۲) یہ حدیث متفق علیہ کا آخری الفاظ یہ ہیں: فاقول یا رب ائذن لی فیمن قال لا الٰہ الا اللہ، قال لیس ذالک لک، ولکن و عزتی و جلالی و کبریائی وعظمتی لأخرجن منہا من قال: لا إلٰہ إلا اللہ. (متفق علیہ، عن انسؓ، مشکوٰۃ، باب الحوض والشفاعۃ ص ۴۸۸-۴۸۹. ت محمد رمضان عوف، ۲۰۰۳ء مکتبۃ التوبۃ ریاض ۱۴۲۳ھ رقم الحدیث: ۵۵۷۳)

[نور]

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

جواب: [illegible]

(۱۹) [illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۲۰) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

baahaa-elibrary.blogspot.com

وفی الخلاصۃ: من ابغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر(۱)
جو شخص کسی عالم سے کسی ظاہری وجہ کے بغیر بغض رکھے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ [نور]

اور حدیث میں خود سب مسلم کو حرام اور فسق فرمایا ہے، چہ جائے کہ ائمہ دین:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: سباب المسلم فسوق، وقتاله کفر. الحدیث (۲)

اور جو شخص تائید ایسے شخص کی کرے وہ بھی ایسا ہی ہے، کہ مؤید عصیان کا عاصی ہوتا ہے، بحکم شارع علیہ السلام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پس ایسے لوگوں سے ملاقات ترک کرے اور امام نہ بنائے کہ ہم کو حکم اہانت فساق کا ہے، نہ تعظیم فساق کا۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (مائدۃ-۸۱)
اور اگر وہ یقین رکھتے اللہ پر اور نبی پر اور جو نبی پر اترا تو کافروں کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۹۷-۱۹۸)

(۲۱) کسی مسلمان کو بلا کسی وجہ کے کافر کہنا؟ **سوال:** زید عمر بکر اہل سنت و جماعت، خالد کے پاس دعوت کھانے کے واسطے گئے، خالد نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ فلاں فلاں شخص بھی آئے ہیں، تو انھوں نے کہا کہ وہ تو نہیں آئے (کہا) کہ تم سب کافر ہو گئے، حالانکہ ان کے اہل سنت و جماعت ہونے کا علم خالد کو ہے۔

جواب: جو شخص بلا وجہ کسی کو کافر کہے وہ فاسق ہے، اور وبال اس کے کفر کی نسبت کا اس پر عائد ہوتا ہے، بخاری نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:

---

(۱) شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری۔ فصل فی العلم والعلماء: ص ۲۱۰ (مطبع حنفی، دہلی: ۱۲۶۹ھ) [نور]

(۲) حدیث متفق علیه: رواہ البخاری فی کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۴۸، صحیح بخاری ص: ۱۲ [مطابق اصح المطابع دهلی] ومسلم فی کتاب الایمان ج ۱ ص: ۵۸ رقم الحدیث: ۱۱۶، باب سباب المؤمن فسوق وقتاله کفر، نظر ابوقتیبہ نظر محمد الفاریابی [دار طیبہ ۱۴۲۷ھ] مسلم شریف باب مذکور ج ۱ ص: ۵۸ [مجتبائی دهلی: ۱۳۱۹ھ] عن عبد اللہ بن مسعود [نیز دیکھئے مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ص ۴۱۱] [طبع اصح المطابع رشیدیہ دهلی: ۱۳۷۵ھ] نیز مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص: ۱۴۹۷ حدیث: ۴۸۱۴ [ت: رمضان بن احمد آل عوض ۱۴۲۳ھ] [نور]

(۳) مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا یعنی لڑنا اور جنگ کرنا کفر ہے۔ [پالن پوری]

toobaa-elibrary.blogspot.com

من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو الله ولیس کذلک إلا حار علیه الحدیث(۱)

اگر کوئی کسی کو کافر کہے یا اللہ کا دشمن کہے اور حقیقۃً وہ ایسا نہ ہو تو یہ گالی خود کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گی۔ (ت، نور)

اور دوسری حدیث بخاری کی ہے، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:

سبابُ المسلم فسوق. الحدیث (۲)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

پس ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہو گیا، کہ جو کوئی کسی مسلمان کو بُرا کہے وہ فاسق ہے، اور اگر کافر کہے تو وہ اس قائل پر لوٹ آتا ہے، پس بحکم شرع یہ مکفر فاسق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مجموعہ کلاں ص ۴۰)

(۲۲) دنیاوی معاملات کی وجہ سے، کسی عالم کو برا کہنا؟

سوال: میان عالمے وعامی در امر دنیاوی تکرار شدہ بود، عامی تعدی کردہ گفت، کہ تو عالم نیست بل خراست وخنزیر است، ودشنامہائے نالائق از روئے استحقار واستہزاء داد، پس دریں صورت عامی مذکور مرتد خواہد شد یا نہ؟ (مجموعہ کلاں ص ۵۵)

ترجمۂ سوال: ایک عالم اور ایک عامی کے درمیان، ایک دنیاوی معاملہ میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، عامی شخص نے زیادتی کرتے ہوئے کہا، تو عالم نہیں ہے بلکہ گدھا ہے اور سور ہے، اور بری گالیاں حقارت اور استہزاء کے طور پر دیں، اس صورت میں یہ عامی، مرتد ہوا یا نہیں؟

جواب: ہر کہ عالم را در امر دنیاوی دشنام دہد فاسق است مرتد وکافر نمی گردد۔ ودر احادیث است کہ صحابہ را باہم در امور دنیاوی مخاصمت می شد، و یکے دیگر را بعجہ بشریت سب می کرد، کسے برآں حکم کفر نداد، علی ہذا حال دیگراں باید شناخت۔

واللہ تعالیٰ اعلم — کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۰۰)

ترجمۂ جواب: جو شخص کہ کسی عالم کو دنیا کے کسی معاملہ میں گالی دے وہ فاسق ہے، مرتد اور کافر نہیں ہوتا۔ احادیث میں ہے کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں دنیاوی معاملات میں مخالفت ہو جاتی تھی اور بشریت کی وجہ سے (کبھی کبھار) ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ دیتے تھے، مگر کسی نے بھی (معاذ اللہ) ان کے کفر کا حکم نہیں دیا، اسی کے مطابق دوسروں کے حال کو پہچاننا چاہیے۔ واللہ اعلم (ت، نور)

---

(۱) متفق علیہ صحیح بخاری: ج ۳، جزء ۸، ص ۱۳، رقم الحدیث ۶۰۴۴، کتاب الادب باب ما ینھی عن السباب، مکتبۃ الرحمانیہ ۱۴۰۳ھ، نیز بخاری شریف باب مذکور ج ۲ ص ۸۹۳ رقم الحدیث ۵۸۰۹، نیز ملاحظہ ہو مشکوۃ المصابیح باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم واللعن، الفصل الاول ص ۴۱۱، الطبع اصح المطابع رشیدیہ دھلی ۱۳۷۵ھ، نیز مشکوۃ شریف باب مذکور ج ۲ ص ۴۱۰، الحدیث ۴۸۱۶ ت، رمضان بن احمد بن علی آل عوف ۱۴۲۳ھ (نور)

(۲) اس کی تخریج بھی گذری ہے، دیکھئے صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینھی من السباب واللعن، رقم الحدیث ۶۰۴۴ وحوالہ بالا، نیز بخاری شریف کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض، الخ ج ۳ جزء ۹ ص ۶۳ رقم الحدیث ۷۰۷۶، مکتبۃ الرحمانیہ ۱۴۰۳ھ، نیز بخاری شریف باب مذکور ج ۲ ص ۱۰۴۸ رقم ۶۷۰۹ (یاسر بن ولی)

شیعیت

(۲۷) ہندوستان کے شیعوں کا کافر ہونا راجح ہے: **سوال:** رافضی یعنی شیعہ کافر ہیں، یا فاسق؟

جواب: اس میں اختلاف ہے، راجح بندہ کے نزدیک، کفر یہاں کے روافض کا ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۰)

نوٹ: شیعوں کے کفر ایک اور نسبۃً مفصل اور واضح فتویٰ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ (نور)

(۲۸) فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کا منکر رافضی ہے: **سوال:** چہ می فرمایند علمائے دین، در حق مردے کہ خود را شمول باہل سنت وجماعت سازد، وبر خلاف اہل سنت والجماعت در عقیدہ خود، فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ بر اصحاب ثلثہ یعنی حضرت صدیق اکبر وعمر فاروق وعثمان غنی، رضی اللہ عنہم اجمعین داند، وگوید کہ ایں ہر سہ اصحاب از زمرۂ ولایت واہل بیت خارج اند، ودر شان حضرت علی رضی اللہ عنہ: "لحمک لحمی و دمک دمی" وارد است۔ وولی وصی نبی خاتم الولایت وزوج بتول بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازیں جہت فضیلت حضرت علی مرتضیٰ بر او، ودرجہ اول بہترین صحابہ است۔

ونیز ایں کلام مخالف شرع واجماع امت متوجہ شود، کہ روزے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بخدمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شکایت غصہ وغضب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کردند......... (۱) عتابا فرمود کہ اے فاطمہؓ چہ می گوئی، اگر علی ترا، دراں حالت غیظیت وجلالت طلاق دادندے، مشکل واقع گردیدے۔ پس در حق گویندہ ایں کلام ومنکر خلافت شیخین عظام، شرعاً چہ حکم است، بیان فرمایند بسند کتاب، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے بارے میں: جو خود کو اہل سنت وجماعت میں شمار کرتا ہے اور اہل سنت والجماعت کے خلاف اپنا عقیدہ، حضرت علیؓ کی اصحاب ثلثہ حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت جانتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تینوں حضرات زمرۂ ولایت اور اہل بیت سے خارج ہیں۔ حضرت علی کی شان میں "تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے" آیا ہے۔ حضرت علی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی، وصی، خاتم الولایت اور بنت رسولؐ کے شوہر ہیں، اس وجہ سے حضرت علیؓ کی ان پر فضیلت ہے، وہ بہترین صحابہ میں اول درجہ پر ہیں۔

نیز شریعت اور اجماع امت کے خلاف یہ بھی کہتا ہے، کہ ایک دن حضرت فاطمہؓ نے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، حضرت علیؓ کے غصہ اور ناگواری کی شکایت فرمائی۔

---

(۱) یہاں چند کلمات پڑھے نہیں گئے۔ [نور]

حضرت رسول اکرم ﷺ نے ناپسندیدگی کے ساتھ فرمایا: اے فاطمہؓ! کیا کہتی ہو، اگر علیؓ نے تمہیں اس غصہ کی حالت میں طلاق دیدی تو مشکل پڑ جائے گی۔ پس اس کلام کے کہنے والے اور منکر خلافت شیخینؓ عظام کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں، کتاب کے حوالے کے ساتھ (ت: نور)

جواب: کسے چنیں عقیدہ فاسد دارد، رافضی است، اگر دعویٰ شمول اہل سنت کند۔ چرا کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما متفق علیہ جمہور ائمہ اہل سنت است، کہ کسے معتبرے را دراں خلاف نیست، وہمچناں افضلیت عثمان رضی اللہ عنہ متفق علیہ جمہور ائمہ واہل سنت است۔ نووی در شرح مسلم گوید:

اتفق أهل السنة على أن أفضلهم أبوبكر ثم عمر. قال جمهورهم ثم عثمان ثم علي. وقال ابومنصور البغدادي: أصحابنا مجمعون على أن أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور (انتهى)(۱)

(ترجمہ) جواب: جو شخص ایسا فاسد عقیدہ رکھے وہ رافضی ہے، اگرچہ اہل سنت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرے۔ کیونکہ تفضیل شیخینؓ تمام ائمہ اہل سنت کا متفق علیہ عقیدہ ہے، ایسا کہ کسی بھی معتبر عالم کو اس سے اختلاف نہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرات صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر (رضی اللہ عنہم) اور ابو منصور بغدادی نے فرمایا: ہمارے اصحاب اسی پر متفق ہیں، کہ چاروں خلفائے راشدین کی فضیلت، ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

و در فقہ اکبر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ، می فرمایند:

أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، أبوبكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن ابي طالب رضي الله عنهم اجمعين(۲) انتهى

ترجمہ: اور فقہ اکبر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر بن الخطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

(۱) نووی شرح مسلم ص ۲۷۲ جلد ثانی باب فضائل الصحابة بحذف واختصار (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ) (نور)

(۲) فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری ص ۷۰-۷۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ۔ نیز شرح فقہ اکبر از ابو المنتہی احمد بن محمد مغنیساوی ص ۲۵۔ نیز شرح الفقہ الاکبر ابو منصور محمد بن محمد السمرقندی ص ۳۰ (مطبوعہ دائرۃ المعارف۔ حیدرآباد ۱۳۲۱ھ) (نور)

وہمچنیں در شرح عقائد وشرح مقاصد وجملہ کتب مذکور است، ومراد از فضیلت کثرت ثواب وتقرب الی اللہ تعالیٰ است، وہمیں را درجہ ولایت می گویند: المراد بالأفضلية كثرة الثواب. انتهىٰ (۱)

ترجمہ: اسی طرح شرح عقائد میں اور شرح مقاصد وغیرہ سب کتابوں میں مذکور ہے، اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب اور حق تعالیٰ کے یہاں تقرب اور مرتبہ ہے اور اسی کو ولایت کہتے ہیں۔

پس خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم در زمرۂ ولایت وتقرب داخل اند، واز حضرت امیر رضی اللہ عنہ سابق اند، ہر کہ آں حضرات را از زمرۂ ولایت خارج داند، قطعاً شیعی ورافضی است۔ واز معنی ولایت........ ولحمک لحمی کہ روافض دلیل رفضیت تراشیدہ اند، از جہل ایشاں است۔ اگر ایں معنی مراد دارند کہ لحم ودم، حضرت امیر رضی اللہ عنہ ہمون لحم و دم فخر عالم علیہ السلام است، کہ وحدت ثابت گردد، پس ایں عین حماقت آں فرقۂ ضالہ است۔ اگر علی رضی اللہ عنہ چو پیغمبر علیہ السلام واحد بودند، چگونہ با فاطمہ رضی اللہ عنہا نکاح علی رضی اللہ عنہ درست شود، کہ ہمچناں کہ آں پاک دیں، دختر پیغمبر علیہ السلام، دختر علی رضی اللہ عنہم خواہد گشت۔ واگر مراد مجازاً ایں باشد، کہ مایان از یک حد در نسب شریک ہستند، پس ازیں چہ فضیلت می خیزد، دریں معنی عباس رضی اللہ عنہ وصد ہا ابرار داخل اند، وایں فضل جزوی است کہ کسے را ازیں کار نیست، وکلام در تقرب الٰہی وکثرت ثواب است، وعلیٰ ہذا از وج فاطمہ بودن را باید فہمید، ووصی بودن حضرت ایشاں خود عقیدۂ روافض است، کہ ہیچ حجت بر ثبوت آں نیست۔ عقیدہ وصایا ہم خلاف سنت [و] جماعت است۔

وآں چہ روایت طلاق فاطمہ رضی اللہ عنہا از جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کردہ، کذب است صریح وافتراء قبیح (لعنة الله على و اضعه) کہ روافض وضع کردہ اند، وبنا آں بر ہمون وحدت جناب فخر عالم علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہست، وجوابش شنیدی! ورنہ کدام عاقل چنیں کلام بے ہودہ می تواں گفت، کہ زوجہ کسے را دیگرے طلاق دہد، (۲) کہ خلاف عقل وفہم است، وہیچ کتاب اہل سنت ایں کلام حماقت را نقل نکردہ۔

ترجمہ: افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے، پس تینوں خلفائے رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمرۂ ولایت وتقرب میں داخل ہیں اور حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ) سے بڑھے ہوئے ہیں، جو شخص بھی ان حضرات کو زمرۂ ولایت

---

(۱) اصل تحریر میں اسی طرح لکھا ہے جو تفتازانی کی عبارت کا حاصل ہے، مکمل اقتباس یہ ہے: والسلف كانوا متوقفين في تفضيل عثمان، حيث جعلوا من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين، والإنصاف انه ان اريد بالافضلية كثرة الثواب! فللتوقف جهة وان اريد كثرة ما يعده ذوو العقول من الفضائل فلا انتهى. شرح عقائد تفتازانی ص ۱۰۸۔ (مطبوعہ مطبع قیومیہ کانپور: ۱۳۴۷ھ) [نور]

(۲) اصل میں اسی طرح ہے اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں اور دعوت کی جانب جو کہ مقام نبوت کے مناسب ہے، حضرت موسیٰ صلوات اللہ سبحانہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں طرف (ولایت ودعوت) کے لحاظ سے، حضرت نوح صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور حضرت امیر (علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں طرف (ولایت ودعوت) میں حضرت عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور اس کے کلمہ ہیں، اس لئے لازمی طور پر نبوت کی جانب، بہ نسبت ولایت کی جانب کے ان میں غالب ہے، اور حضرت امیر میں بھی اسی مناسبت کی وجہ سے ولایت کی جہت غالب ہے۔ (۱)

وایضاً دریں مکتوب فرمودہ اند:

"اے برادر! حضرت امیر، چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ! تربیت مقام اقطاب وابدال واوتاد کہ از اولیاء عزلت اند، وجانب کمالات ولایت درایشان غالب است، مفوض بامداد و اعانت آں حضرت است۔ بر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است، زیر قدم اواست، قطب مدار بہ حمایت ورعایت او مہم خود را سرانجام می نماید، واز عہدہ مداریت می برآید۔ حضرت فاطمہ وامامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضی اللہ عنہم شریک اند، انتہی" (۲)

ترجمہ: اے بھائی! چونکہ حضرت امیر (علی) بار ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے حامل ہیں، اس لئے اقطاب، ابدال اور اوتاد کے مقام کی تربیت، جو اولیاء عزلت میں سے ہیں اور کمالات ولایت کی جانب ان میں غالب ہے۔ ان کی تربیت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعانت وامداد کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب، یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر کے زیر قدم ہے، قطب مدار، انہی کی حمایت اور رعایت سے اپنی مہم سرانجام دیتا ہے اور مداریت سے عہدہ برآ ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور امامین (حضرات حسنؓ وحسینؓ) بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شریک ہیں۔ (۳)

وایضاً قاضی ثناء اللہ صاحب در تفسیر مظہری ارشاد می فرمایند، بحوالہ شیخ مجدد صاحب تحت آیت:

---

(۱) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی از مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب، حصہ دوم ص: ۱۸۱۔ دفتر اول مکتوب: ۲۵۱ [ادارہ مجددیہ کراچی: ۱۹۹۱ء]

(۲) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔ مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری ص: ۵۶۔ ۵۷ حصہ چہارم [عکس نسخہ امرتسر۔ مکتبۃ القدس، کوئٹہ]

(۳) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی از مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب، حصہ دوم ص: ۱۸۱، دفتر اول مکتوب: ۲۵۱۔ [ادارہ مجددیہ کراچی: ۱۹۹۱ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

"وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ" [قلت]: اشار النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلم إلی أهل البیت، لأنهم اقطاب الإرشاد فی الولایات، اوّلهم علی رضی اللّٰه عنه ثم أسارہ إلی الحسن العسکری، وآخرهم غوث الثقلین محی الدین عبد القادر لجیلی رضی اللّٰه عنهم اجمعین. لایصل أحد من الأولین و الآخرین الی درجة الولایة إلا بتوسّطهم. کذا قال المجدد رضی اللّٰه عنه. (۱)

ونیز ہمچنیں شاہ عبدالعزیز صاحب در تحفہ اثنا عشریہ فرمودہ اند:

والہذا محققین صوفیاء نوشتہ اند، کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودند، وحضرت امیر حامل کمالات ولایت، والہذا کار انبیاء کہ جہاد با کفار وترویج احکام شریعت، واصلاح امور ملت است، از شیخین رضی اللہ عنہما خوبتر سرانجام یافت، وکار اولیاء از تعلیم طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین، وتنبیہ برغوائل نفس وترغیب بزہد در دنیا، از حضرت امیر بیشتر مروی گشت۔

وعقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ، بصدور افعال مخصہ بآں ملکات می تواں کرد، مثلاً اگر شخصے در معرکہ ثبات می کند، ودر مقابلہ اقران وصنعت سیف وسنان کار از پیش می برد، دلیل صریح بر شجاعت نفسانیہ اوست، بلکہ حب وبغض خوف ورجاء، ودیگر امور باطنہ از ہمیں راہ افعال ومعاملات معلوم تواں کرد۔

بر ہمیں قیاس امتیاز در کمالات باطنیہ شخص، کہ آیا از قسم کمال انبیاء است، یا از جنس کمال اولیاء، بخارجیہ بودن اودر یکے ازیں دو کارخانہ عمدہ حاصل می شود۔ (۲)

نظر بریں ایں اکابر واتباع ایشاں را شیعہ وفاسق وتفضیلیہ پنداشتن جائز است یانہ، وشخصے کہ ایشاں را فاسق گوید، وے را حکم چیست؟ فقط

ترجمہ: اس لئے محقق صوفیاء نے لکھا ہے کہ شیخین [رضی اللہ عنہما] کمالات نبوت کے حامل تھے اور حضرت امیر [علی کرم اللہ وجہہ] کمالات ولایت کے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے کام، جو جہاد کافروں کے ساتھ اور احکامات شریعت کی تبلیغ وترویج اور ملت کے معاملات کی اصلاح ہے، حضرت شیخین سے بہت اعلیٰ درجہ میں سرانجام ہوئے، اور اولیاء کا کام تعلیم طریقت وارشاد، سالکین کے حالات ومقامات کے مطابق، نفس کے رذائل اور

(۱) تفسیر مظہری ص ۱۰۳ ج ۲ (مجلس اشاعت العلوم، جید برقی پریس، دہلی، بلا سنہ) در تفسیر آیت آل عمران ۱۰۱۔ (نور)

(۲) تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت، بیان تمہید کلام وتقریر مرام، قبیل بحث الامامة سے پہلے ص ۳۳۶ [مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت

اهتدى، ومن اخطأ طريقهم غوى وردى، وبعد فان ما اعتقده القادياني و اتباعه إلحاد بلاهراء وإبطال للشريعة المستقيمة البيضاء، ليس له فيه شاهد من الكتاب وسنة النبي المستطاب، والله تعالىٰ أعلم وعلمهٗ احكم.

بعد حمد وصلوٰۃ...... قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ بلاشک الحاد ہے، اور شریعت کا ابطال ہے۔ اس اعتقاد پر کتاب وسنت کی شہادت پائی نہیں جاتی۔ کتبہ عزیز الرحمٰن دیوبندی

(ج) فتویٰ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی: الأمور المنسوبة إلى المرزا هدانا الله وإياه، لاشك أنها منبوذة بنصوص الدّين ومردودة بإجماع المسلمين. وجملة هذه الأقوال معتزلة عن الطّريق المستقيم، أي اعتزال لايجترئ عليه إلاّ جاهلٌ غويّ، ولايعتقد عليه إلاّ ضالٌّ شقيّ. والله سبحانهٗ وليّ الرّشاد وأعلم بحال العباد.

جن مسائل کو قادیانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ان کو بلاشک نصوص قرآن وحدیث پھینک رہی ہیں، یعنی رد کر رہی ہیں اور وہ باجماع مسلمین مردود ہیں۔ راہ راست سے ایسے برکنار ہیں، کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے ان پر جرأت نہیں کر سکتا، اور ان کا معتقد نہیں ہو سکتا۔ العبد محمود دیوبندی معروف مولوی محمود حسن صاحب

فتویٰ حضرت مولانا گنگوہیؒ

(۴۵) مرزا قادیانی منجملہ دجالوں کذابوں میں یہ جواب صحیح ہے،(۱) مرزا غلام احمد قادیانی، بوجہ ان سے ہے اس کے ماننے والے بھی ایسے ہی ہیں: تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے، منجملہ دجالوں کذابوں کے، خارج از طریقہ اہل سنت وداخل زمرۂ اہل اہواء ہے، اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد رشید احمد گنگوہی مہر: [رشید احمد] (۲)

(۴۶) مرزا قادیانی ضال ومضل ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات ودعاوی، جہاں تک مجھے معلوم ہوئے، بیشک موجب فسق ہیں، اور وہ قطعاً فاسق وضال ومضل اور داخل، فرقہائے مبتدعہ واہل ہوا ہے۔ اس سے

---

(۱) یہ جواب بعینہٖ فتاویٰ علماء دیوبند جو نمبر: ۴۸ کے بعد درج کیے گئے ہیں۔

(۲) یہ فتوے مجملہ اور فتاویٰ کے، اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی کے رسالہ، ماہنامہ اشاعت السنہ، بٹالہ ضلع گورداسپور، کی اس خاص اشاعت میں چھپے تھے، جو تیرہویں جلد کے چارے سات اور بارہ تیرہ نمبر شمارہ پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ سنہ ۸...... ۱۳۰۷ھ مطابق سنہ ۱۸۹۱ء ص: ۲ ے ۳ [نور]

مذکورہ سوال اور حضرت مولانا کے جواب کی تصدیق پر عربی تحریر

[illegible]

هذه عقائد هم لئام أرذلون، كلّ من حادّ التوحيد والسنة وصدف عنها انحرف، ولا يعدل عنها إلّا من نور بصيرته الكسف؛ فجزى الله المجيب رادّ الكفر خير الجزاء عن جميع المسلمين بجاه سيد المرسلين عليه الصلوٰة والسلام .

حرره الفقير محمد حسين الدهلوی

> **نوٹ:** عربی عبارت اوراس کا ترجمہ دونوں مولانا محمد حسین فقیر کی تحریر و یادگار ہیں۔ اگر چہ ترجمہ میں بعض فروگذاشتیں اور چند اضافے بھی ہیں، مگر ان سے کوئی خاص مسئلہ وابستہ نہیں، اور ترجمہ بھی خود عربی لکھنے والے کا ہے، اس لئے اس میں تصحیح وترمیم نہیں کی گئی۔ العبد نورالحسن راشد کاندھلوی

(۵۱) تحریر جناب مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب (صاحب تفسیر حقانی) أقول و باللّٰہ التوفیق!

یہ شخص در پردہ اولیاء اللہ (رحمہم اللہ) کا دشمن ہے اور غالباً یہ رافضی ہے، اسلئے کہ ایسے ویسے واہی تباہی قصص وہی بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً پہلی روایت میں یہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کی توہین کرتا ہے، کہ وہ معاذ اللہ ایسے گستاخ اور خدا تعالیٰ کو ایک معمولی شخص سے بھی محتاج اور عاجز سمجھتے تھے، یعنی تو کیا دے سکتا ہے اور تیرے پاس کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے أفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (۱) جن لوگوں کی حقیقی خدا تک رسائی نہیں وہ اپنے قیاس باطل سے خدا تعالیٰ کو بھی دنیا کے معمولی آدمیوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ مگر جس نے حقیقی خدا تعالیٰ کا جلال دیکھا ہے وہ تو کیا، آسمان کے ملائکہ مقربین بھی دہشت کے مارے سر نہیں اٹھا سکتے ہیں قال اللّٰہ تعالیٰ: حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ الآیۃ (۲) تو اس جاہل کے نزدیک۔ حضرت بایزید گویا ایک ایسے ہی معمولی جاہل اور وہم پرست تھے۔ پھر اس کے نزدیک جاہل اور مبطل شریعت بھی تھے۔ کیونکہ شہادت کو امام حسین پر ختم کر کے اوروں کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والسلام میں سے ان اوصاف سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس کے نزدیک نہ حضرت علی سخی تھے، نہ حضرت ابوبکر شجاع تھے، نہ حضرت عمر سخی تھے، نہ شجاع، نہ بعد کے ائمہ اہل بیت علیہم الرحمہ ان اوصاف سے متصف تھے، اور اس جاہل کو یہ معلوم نہیں کہ بایزید بسطامیؒ پہلے تھے یا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔

دوسری حکایت میں اس کی غرض حضرت عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رحمہما اللہ) کی توہین ہے، کہ

---

(۱) سورۃ الجاثیہ، آیت: ۲۳۔ بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) سورۃ سبا، آیت: ۲۳۔ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سے (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جس قدر زمانہ سرور کائنات (علیہ الصلوات والسلام) سے بعد ہوتا جاتا ہے، ایسے ایسے فتنہ انداز دین میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں: اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ہ(۱) علاوہ اس کے مولانا روم علیہ الرحمہ اپنی مثنوی میں عام امت محمدیہ کو کس طرح سے آگاہ فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نباید داد دست

یہ شخص قطعی کافر ہے۔ معاذ اللہ من ذالک واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ احقر العباد رحیم بخش پانی پتی عفی عنہ

جوابات مندرجہ بالا سب صحیح ہیں، عوام الناس کو ایسے بے ادبوں اور جاہلوں کی صحبت سے بھی گریز کرنا واجب ہے، چہ جائیکہ ان سے بیعت کرنی اور ان کو اپنا مرشد بنانا۔ یہ لوگ ضال مضل رخنہ انداز شریعت مصطفویہ علی صاحبھا الف الف تحیۃ ہیں، ان سے گریز واجب ہے اور اس قسم کے عقائد عین کفر کے عقائد ہیں، مسلمانوں کے ایسے مضمون کے اقوال سننا بھی نہیں جائز، جس نے ایسے شخص سے بیعت کی ہے، اس کو بموجب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ فسخ بیعت اور توبہ کرنی چاہئے۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

کتب العبد المذنب عبد السلام عفی عنہ الأنصاری بانی پتی ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح . بندہ ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

قد أصاب من أجاب. واللہ ھو الموفق للصواب . محمد فضل الرحمان عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ عربیہ کرنال

تحریر حبر نبیل، فاضل جلیل، حقائق آگاہ، جناب مولانا مولوی عبداللہ شاہ صاحب جلال آبادی، ثم الکرنالی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حامداً و مصلیاً !اقول و باللہ التوفیق. اس جاہل واعظ نے سخت دلیری کی، اول اللہ تعالیٰ شانہ کی توہین کی، دوم بزرگان دین کے کلام کے غلط معنی بیان کیے، سوم پیشوایانِ دین کو تہمت لگائی، چہارم اُن کو دین کا اہانت کرنے والا ثابت کیا، پنجم جھوٹ اس قدر بولا کہ کسی طرح احتمال صدق کا نہیں رکھتا، ششم مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالا، ہفتم علماء وصلحاء زمانہ اُس کے کفر پر متفق القول ہیں اور اُس کی بیعت توڑ ڈالنے کو واجب لکھتے ہیں، ہشتم عقل سلیم اس کے اقوال کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے، پھر بھی نادان اور سادہ لوح مسلمان اُس کی اتباع اور تقلید کا دم بھریں تو تعجب ہے، معلوم نہیں

(۱) سورۂ توبہ آیت: ۴۹ سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور بیشک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور حضرت محبوب سبحانی پیران پیر (علیہ الرحمة والغفران) کس قدر عالم معلم، بدعت شکن، متبع سنت ثابت ہوئے:

میندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید (۱)

اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے قول سے ثابت ہوا، کہ اس واعظ نے آنجناب کی شان پر کس قدر بہتان عظیم افترا کیا ہے، کہ وہ خدائے تعالیٰ سے روٹھ کر ایک عرصہ دراز تک بت خانہ میں گھنٹی بجاتے رہے، آنجناب تو ایک لحہ کی بھی جدائی کو باعث ہلاکت فرمارہے ہیں۔ شیخ صاحب نے خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کا قول لکھا ہے کہ محبت کی یہ نشانی ہے کہ تو مطیع ہووے اور اس بات سے ڈرتا رہے کہ کبھی مجھ کو دوست، اپنی درگاہ اور حضوری سے نکالدے، اور فرمایا، ہم سالہا اس کار (مجاہدہ اور حضوری) میں مجاور رہے، انجام کار ہیبت کے سوا اور کچھ ہم کو نصیب نہیں ہوا، آدمی منزل معرفت اور حضوری سے نزدیک نہیں ہوتا، مگر نماز میں فرمانبرداری کرنے سے، کیونکہ نماز مؤمنوں کی معراج ہے۔

کتاب سیر الاقطاب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کے حال میں لکھا ہے کہ "آپ حافظ قرآن مجید تھے، دو ختم ہر روز کرتے تھے، ایک دن کو ایک رات کو، صائم الدہر، قائم اللیل تھے، ہمیشہ عشاء کی وضوء سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔" (۲)

ان حکایتوں سے کس قدر خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کا، پابند اطاعت سنت، خائف عظمت وہیبت اور شان خداوندی سے دبے ہوئے رہنا، اولیاء کے علم کا علم خداوندی کے سامنے بے حقیقت اور نابود ہونا، نماز اور طاعت کی عظمت دل میں رکھنا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور خواجہ معین الدین چشتی اور بابا فرید گنج شکر (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کے دست مبارک پر لاکھوں کافر مسلمان ہوئے تھے۔ اگر ان حضرات کے عقاید، احوال، اقوال ایسے ہوتے جیسے کہ اس جاہل واعظ نے بیان کیے، تو ان حضرات کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ کسی کو مسلمان بناتے۔ اس شخص کے قول اور مسلک کے موافق تو اسلام اور کفر میں کچھ بھی فرق نہیں ہے اور اسلام کو کفر پر کچھ تفوق نہیں۔ نعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا. (۳)

---

(۱) بوستان سعدی حمد، ص: ۹ (نول کشور، کانپور ۱۸۸۱ء) مگر اشعار کی یہ ترتیب درست نہیں، جو شعر پہلے درج ہے وہ بعد کا ہے اور بعد کا پہلے آنا چاہیے۔

ترجمۂ اشعار: جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کے خلاف چلا وہ کبھی بھی صحیح راستہ پر نہ پہنچے گا۔ سعدی یہ نہ سمجھ کہ سچائی کی راہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہیں اور بھی ہے۔

(۲) سیر الاقطاب مشائخ چشت کے احوال پر شیخ اللہ دیا چشتی کیرانوی کی تالیف ہے (مؤلفہ ۱۰۵۶ھ) مگر اس موقع پر سیر الاقطاب کا حوالہ لکھنے میں سہو ہوا۔ سیر الاقطاب [کے اردو ترجمہ، از محمد علی جویا، مطبوعہ منشی نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۲۹۹ھ-۱۸۸۲ء میں] حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے، اگرچہ ص: ۱۱۵ سے ص: ۱۲۸ تک واقعات درج ہیں، مگر اس میں یہ الفاظ یا اس مفہوم کی کوئی عبارت موجود نہیں [نور]

(۳) ترجمہ: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے عملوں کی برائیوں سے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو دعا کرنا اور کسی سے مدد چاہنا

سوال :

...library.blogspot.com

بھی ذکر ہے، مگر اس پیشی اعمال سے ندا کرنا آپ کو درست (معلوم) نہیں ہوتا، کہ مشابہت بشرک اور عوام کے عقیدہ کے افساد کا سبب ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ علیٰ ھٰذا دیگر امور کا خیال کرنا چاہئے، اجمالاً اشارہ عاقل کو کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص: ۱۴۴-۱۴۵)

(۵۴) بزرگوں کے نام سے حق تعالیٰ سے توسل جائز ہے:

سوال: خواندن سلسلہ نقشبندیہ باشد یا قادریہ یا سہروردیہ، جائز است، یانہ؟ ہر چہ باشد مع دلیل، بیان وارقام فرمایند، تا اجر عند اللہ یابند۔ زیرا کہ بعض مولویان شرک گویند۔

ترجمہ: سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کا (شجرہ) پڑھنا چاہیے یا قادریہ یا سہروردیہ کا، جائز ہے یا نہیں ہے، جو کچھ (مسئلہ) ہو، دلیل کے ساتھ تحریر فرمائیں، تاکہ حق تعالیٰ سے اجر پائیں۔ یہ اسلئے کہ بعض مولویوں نے اس کو شرک کہا ہے۔

جواب: در سلسلہ خواندن جز این نیست کہ بوسیلہ اسماء بزرگان دعا می کنند کقولھم: الٰہی بحرمت فلاں عاقبت بخیر گرداں، مثلاً۔ پس توسل باسماء مقبولان در دعاء چہ باک است؟

جواب: سلسلہ (شجرہ) پڑھنے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے، کہ بزرگوں کے نام کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، جیسے پڑھنے والوں کا کہنا: اے اللہ! بحرمت فلان انجام بخیر فرما۔ یہ دعا بطور مثال ہے، پس دعا میں مقبول بندوں کے نام سے توسل کرنے میں کیا بات ہے۔

در حدیث است در دعاء صبح وشام:

أسئلک بنور وجھک و بحق السائلین علیک (الخ)(۱) ہر گاہ کہ بحق السائلین سوال جائز شد، دیگر مقبولان را ذکر کردن چرا جائز نہ باشد؟

آرے لفظ حق بسبب شیوع عقیدہ رفضہ ومعتزلہ فقہاء مکروہ گفتہ اند، مگر لفظ بحرمت را کسے ناجائز نہ گفت، فقط۔ البتہ اسماء بزرگان مثل ذکر حق تعالیٰ کردن درست نیست، کما قالوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) روایت کے الفاظ یہ ہیں: وعن ابی امامۃ الباھلی، قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصبح واذا امسی دعا بھذا الدعاء اللھم انت احق من ذکر وأحق من عبد وانصر من ابتغی وأرأف من ملک وأجود من سئل وأوسع من اعطی، انت الملک لاشریک لہ والفرد لایھلک، کل شئ ھالک إلا وجھک ... وانت اللہ الرؤف الرحیم أسألک بنور وجھک الذی أشرقت لہ السموات والأرض بکل حق ھو لک وبحق السائلین علیک أن تقبلنی فی ھذہ الغداۃ أوفی ھذہ العشیۃ وأن تجیرنی من النار بقدرتک. رواہ الطبرانی وفیہ فضال بن جبیر وھو ضعیف، مجمع علی ضعفہ. مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۱۷) [دار الکتب العلمیۃ بیروت] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ دخل رکھتا ہے، اور ایسا عقیدہ (اور خیال) صرف کفر ہے۔

مگر ہاں! یہ صورت درست ہے کہ یہ کہے اے اللہ! میں تیرے لئے نذر مان رہا ہوں، اگر میرا مریض صحت پالے تو میں غرباء کو جو مثلاً سیدہ نفیسہ یا امام شافعی کے دروازوں پر ہیں، کھانا کھلاؤں گا۔

اس صورت میں نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی اور اس کا نفع غریبوں کے لئے اور شیخ نے ذکر کیا ہے کہ (ایسی) نذر اس کے مستحقین کا حصہ ہے (اپنی اپنی کوٹھریوں میں) کسی سرائے یا مسجد میں رہتے ہوں، تو یہ نذر اس پہلو سے درست ہوگی، اور اگر اس کو صاحب حیثیت لوگوں پر خرچ کرے گا، تو درست نہیں ہوگی۔ ایسی نذر نہ واجب ہوتی ہے اور نہ اس کا پورا کرنے کی ذمہ داری ہے، کیوں کہ یہ نذر حرام بلکہ (ناپاکی) اور گمراہی ہے۔

الغرض اس روایت سے صاف معلوم ہوگیا کہ نذر اگر حق تعالیٰ کے نام کی ہے تو صدقہ (ہے) فقیر کو کھانا حلال ہے، غنی کو حرام ہے۔ اور اگر نذر خود شیخ کے نام کی ہے، تو نذر حرام ہے اور طعام بحت وحرام ہے، کسی کو اس کا کھانا درست نہیں، نہ فقیر کو نہ غنی کو، مگر جیسا مردار کھانا، وقت اضطرار درست ہو جاتا ہے، تو فقیر کو اضطرار میں جب کچھ نہ ملے تو اس کو بھی کھانا درست ہوسکتا ہے، ورنہ نہیں۔ اور قبر پر کسی ولی کی جا کر یہ کہنا، کہ تم میرے واسطے دعاء کرو، اس میں اختلاف ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

والاستمداد من أهل القبور في غير النبي صلى الله عليه وسلم او الأنبياء عليهم السلام، فقد أنكره كثير من الفقهاء، وقالوا ليس الزيارة إلا لدعاء الموتى والاستغفار لهم، وإيصال النفع اليهم بالدعاء وتلاوة القرآن. واثبته المشائخ الصوفية قدس الله أسرارهم وبعض الفقهاء، رحمهم الله تعالىٰ. (۱)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ، اہل قبور میں سے کسی سے مدد طلب کرنا؟! اکثر فقہاء نے اس سے منع کیا ہے اور ان سب نے کہا ہے کہ قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لئے دعاء، استغفار اور قرآن شریف کی تلاوت کے ذریعہ، نفع پہنچانے کیلئے ہے۔ مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت بھی کیا ہے۔ (یعنی صحیح کہا ہے)۔

الحاصل اس طرح قبور پر جا کر دعاء کا طالب ہونا قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوا، لہٰذا بدعت ہونا اس کا اشبہ بالصواب

(۱) ملاحظہ ہو لمعات التنقیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور ص: ۳۷۸ جلد رابع۔ (لاہور: ۱۳۹۵ھ) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حالت میں بھی دنیا میں تصرف کی صلاحیت بخشی ہے۔ ان حضرات کا (حق تعالیٰ کی یاد میں) استغراق کے سبب، جو ان کے مدارج کمال کی وسعت کی وجہ سے ہے، اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اویسی ان سے باطنی کمالات میں فائدہ اٹھاتے ہیں اور اہل ضرورت ان سے اپنی (دنیاوی اور دینی) مشکلات کا حل (بھی) طلب کرتے ہیں اور اپنے ان مقاصد کو پالیتے ہیں (یعنی ان میں کامیاب ہوجاتے ہیں)

ونیز قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ (علیہ) پانی پتی، در پارۂ دوم، زیر آیت بل أحیاء می فرمایند:

ان اللّٰہ تعالی یعطی لأرواحھم قوۃ الأجساد، فیذھبون من الأرض والسماء والجنۃ حیث یشاء ون وینصرون أولیاء ھم ویدمرون أعداء ھم، ان شاء اللّٰہ تعالی! ولذلک قالت الصوفیۃ العلیۃ ارواحنا اجسادنا، واجسادنا ارواحنا، وقد تواتر عن کثیر من الأولیاء، أنھم ینصرون اولیاء ھم ویدمرون اعداء ھم. انتھی.(۱)

وقد افتی صاحب الخیریۃ: بجوازہ، بیّنا مفھومہ قال: یا شیخ عبد القادر فھو نداء واذا اضیف الیہ شیئاً للّٰہ فھی طلب شیء اکراماً للّٰہ تعالیٰ، فما الموجب بحرمتہ(۲) انتھی

اور قاضی ثناء اللہ نے بھی دوسرے پارہ میں، آیت کریمہ: بل احیاء کے ذیل میں فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ اولیاء کی ارواح کو اجسام کی قوت دیتے ہیں، پس وہ زمین آسمان جنت میں جہاں چاہے جاتے ہیں، اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں، اور اپنے دشمنوں پر تباہی ڈالتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، اور بڑے درجہ کے صوفیاء نے کہا ہے: ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں، اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں، اور بہت سے اولیاء سے بطریق تواتر مروی ہے کہ، وہ اپنے دشمنوں پر تباہی ڈالتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں (تفسیر مظہری کی بات پوری ہوئی)۔

اور خیریہ کے مصنف نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، ہم اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں: انہوں نے کہا ہے کہ، جملہ یا شیخ عبدالقادر ندا ہے اور جب اس کے ساتھ شیئاً للّٰہ ملایا جائے، تو وہ کوئی چیز مانگنا ہے، بایں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اعزاز کیا ہے، پس اس کے عدم جواز کی کیا وجہ ہے؟ اور اسم اعظم ہے۔(۳) فقط

---

(۱) تفسیر مظہری ص ۱۵۲/ جلد اول، سورۂ بقرہ آیت .... (اشاعت العلوم، حیدرآباد: بلا سنہ) [نور]

(۲) فتاویٰ خیریہ ص ۱۸۲ [میر محمد کتب خانہ، کراچی بلا سنہ]

(۳) قولہ اور اسم اعظم ہے۔ یعنی یہ جملہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للّٰہ اسم اعظم ہے اور یہ اس کے جواز کی مستقل دلیل بیان کی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے جواب کے شروع میں اس کی تردید کی ہے، یہ کسی مستفتی کے سوال کا جواب ہے، جس میں اس نداء کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (پالن پوری)

اصل میں سوال کو حذف کر کے، اس غلط جواب ہی کو سوال بنایا گیا ہے، جس کا حضرت نے آگے جواب لکھا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واللہ اعلم وعلمہ اتم

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

علم غیب اور امکان کذب وغیرہ کی بحث

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ **السلام علیکم**

اس مسئلہ میں بحث کرنا بدانجام رکھتی ہے۔ ذات پاک حق تعالیٰ کی ہر عیب سے پاک اور بری ہے، پہلے مسعود احمد(۱) نے پوچھا تھا تو انکار کر دیا تھا، اب آپ کی تحریر پر لکھتا ہوں۔(۲)

اِخبارنی ذاتہ خیر محض ہے، خبر کذب میں جو شر عارض ہوا، بسبب عدم لاحق کے ہوا [یعنی بسبب اس قول کے عدم کے ہوا] کہ خلاف محکی کے ہے۔ کلمہ خبر میں کہ وجود محض ہے، کوئی شر نہیں، پس نسبت کسی چیز کی اور کسی فعل کی الی الخالق، قبیح نہیں ہو سکتی۔

---

(۱) مولانا حکیم مسعود احمد، حضرت مولانا کے بڑے فرزند تھے، والد سے تعلیم حاصل کی، طب پڑھی اور خاص شان کی زندگی گزاری۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ کو گنگوہ میں وفات ہوئی۔ (بیاض کبیر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ [قلمی عکس نسخہ مؤلف مملوکہ راقم سطور]) (نور)

(۲) سوال یہ تھا کہ مولانا شہید اور مولانا نانوتوی امکان کذب کے قائل ہیں اور علم کلام کی کتابوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، وعدہ وعید میں خلف (پیچھے رہ جانا یعنی پورا نہ ہونا) ممکن ہے اور یہی امکان کذب ہے۔ مثلاً ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ وعید کی آیت ہے، پس ممکن ہے کہ یہ بات نہ پائی جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت کردیں، یہ بات ممکن ہے، یہی امکان خلف وعید ہے اور اسی کا نام امکان کذب ہے، مگر مولانا لطف اللہ صاحب اور مولانا احمد حسن صاحب اس کا انکار کرتے تھے اور اس کو محال بالذات قرار دیتے تھے۔

حضرت نے اس تحریر میں دونوں فریقوں کی تصویب کی ہے، اس تحریر کے آخر میں فرمایا ہے کہ مولانا شہید کی بات برحق ہے، مگر ان کے مخالفین نے لفظوں کے ظاہری معنی کے پیش نظر اس تعبیر کو بد دینی قرار دیا ہے، اور عوام کو ایسا ہی جواب دینا چاہئے، وہ امکانی ذاتی اور امتناع بالغیر کا فرق نہیں سمجھ سکتے۔

رہی یہ بات کہ مولانا شہید کی بات برحق کیسے ہے؟ اس کو اگر حضرت تعبیر بدل کر سمجھاتے تو بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی، جیسا کہ ہم نے پچھلے نمبر پر لکھا ہے، مگر حضرت نے اسی تعبیر کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے برحق ہونے کو واضح کیا ہے، جس کو سمجھنے کے لئے پہلے چار باتیں جان لینی چاہئیں:

۱- ہر کلام خبری کے لئے محکی عنہ ہوتا ہے، پھر اگر نسبت کلامیہ نسبت واقعہ کے مطابق ہے تو کلام صادق ہے، ورنہ کاذب ہے، جیسے: زید نائم علی السریر کلام خبری ہے اور اس میں نسبت ایجابیہ ہے اور خارج میں زید کا چارپائی پر سویا ہوا ہونا محکی عنہ ہے اور یہی نسبت واقعیہ ہے۔ پس اگر واقعۃً زید چارپائی پر سویا ہوا ہے تو یہ کلام سچا ہے، ورنہ جھوٹا ہے۔

۲- ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تعلق سے خیر ہے، بندوں کے تعلق سے خواہ وہ شر ہو۔ جیسے توحید اور شرک اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے اعتبار سے خیر ہیں، مگر بندوں کے کسب و عمل کے اعتبار سے ایک خیر ہے اور ایک شر۔ پس ایسی صورت میں کہیں گے کہ دونوں باتیں فی نفسہ خیر ہیں اور لغیرہ ایک خیر ہے اور ایک شر اور یہ مضمون حدیث جبرئیل میں آیا ہے کہ تقدیر خواہ اچھی ہو یا بری (یعنی بندوں کے اعتبار سے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے دونوں باتیں خیر محض ہیں۔

۳- ایک اصل ہے اور ایک عارض ہے، اصل کے اعتبار سے حکم اور ہو اور عارض کے اعتبار سے حکم دوسرا ہو، یہ بات ممکن ہے، جیسے تازہ دودھ اچھی چیز ہے اور بگڑا ہوا دودھ نا قابل استعمال ہے۔

۴- محال اور ممتنع کی دو قسمیں ہیں: محال بالذات اور محال بالغیر؛ جیسے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ملک سے نکال دیں، یہ بات بالذات محال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ملک کے علاوہ کوئی ملک ہے ہی نہیں، نکال کر جہاں بھی کریں گے وہ انہی کا ملک ہوگا، اور اللہ تعالیٰ شرک کو بخش دیں، یہ بات محال بالغیر ہے، جب وہ اس کی عدم مغفرت کی خبر دے چکے ہیں تو اب بخشش ممکن نہیں ہے، البتہ فی نفسہ چونکہ ان کی قدرت ضدین کو شامل ہے، اس لئے بالذات یہ بات ممکن ہے، یعنی عموم قدرت کے پیش نظر اس کا امکان و احتمال ضرور ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی دی ہوئی تمام خبریں خواہ ان کا تعلق وعدوں سے ہو یا وعیدوں سے خیر محض ہیں، البتہ اگر وہ وعدہ وعید پورے نہ ہوں تو وہ خبریں جھوٹی ہوں گی اور جھوٹ شر ہے، مگر یہ شر عارضی ہے، چونکہ وعدہ وعید پورے نہ ہوئے اور محکی عنہ کے خلاف ہوگیا، اس لئے یہ شر عارض ہوا، مگر اخبار کے اصل الفاظ میں کوئی شر نہیں، وہ وجود محض ہے، اس لئے امکان کذب ایک امر عارض ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی خبریں فی نفسہ صادق ہیں، اور کذب محال بالعرض ہے، محال بالذات نہیں جو سبب نقص ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کذب یا تو محال بالذات ہے یا بالغیر؛ بصورت اول اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا اور بصورت ثانی ثابت کرنا ممکن ہے، کیونکہ اس صورت میں بالذات امکان ہوتا ہے اور بالغیر استحالہ، یہ بہت دقیق بات ہے، لیکن اگر ہم مسئلہ کی تعبیر بدل دیں اور عموم قدرت سے اس کو تعبیر کریں تو بات بالکل واضح اور بدیہی ہو جائے گی۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام مخلوق مرزوق محتاج حق تعالیٰ کے:

قَالَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ. (الزمر-۱۵)

فرمایا کہ اگر تو نے شریک مان لیا، تو اکارت جائیں گے تیرے عمل اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا۔

(ترجمہ شیخ الہند)

اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا. (سورہ ملک-۲۸) (۱)

اگر ہلاک کردے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس جس شخص نے نسبت چمار پیش بادشاہ کو، بوجہ ذات آپ کی ذات حق تعالیٰ سے عقیدہ کیا، وہ مصیب ہے اور یہ نسبت امر صحیحہ واقعہ سے، بہت کم ہے اور جو بوجہ تقرب کے ایسا عقیدہ کرلے، وہ خلاف عقیدہ اسلام کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے مسائل کو علماء جانتے ہیں، عوام کے روبرو کہنا، ان کی فہم سے بڑھ کر کلام کرنا ہے، اغوائے خلق اس میں حاصل ہے۔ اور ایسی بحث عوام کو حرام ہے اور اس امر میں جہلا کی گفتگو موجب کفر کا ہے، کہ جاہل یا حق تعالیٰ کی شان عالی کی تنقیص کرکے کافر ہووے گا، یا فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی تذلیل جان کر، کافر بنے گا۔ فقط واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم.

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۸-۱۴۹)

....

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

---

(۱) پہلی آیت: سورۃ الشوریٰ کی آیت: ۱۱ ہے، اس کا ترجمہ ہے: اس کی طرح کا کوئی نہیں۔ دوسری آیت سورۃ الزمر کی آیت: ۱۵ ہے، اس کا ترجمہ ہے: بخدا اگر آپ نے شریک ٹھہرایا تو آپ کا عمل اکارت جائے گا، اور آپ ٹوٹے میں پڑنے والوں میں سے ہوجائیں گے۔ تیسری آیت سورۃ الملک کی آیت: ۲۸ ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے: اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کردیں یا ہم پر رحم فرمائیں۔

قولہ: بوجہ تقرب: یہ فضل حق کا مقابل ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کچھ مقام ومرتبہ ہے، وہ بفضلہ تعالیٰ ہے اور اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالذات یہ مقام حاصل کرلیا ہے، تو یہ بات اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔ (پالن پوری)

نفقات ورسوم

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اور تداعی وزیب وزینت، تقسیم شیرینی بروز مولود، یہ سب اہتمام میں داخل ہیں۔

پنجم: محفل مولود میں فُساق وفُجار بہ لباس وصورت غیر مشروع حاضر ہوتے ہیں، ان کے ساتھ بلا ضرورت جمع ہونا اور مداہنت کرنا پڑتا ہے، یہ بھی ممنوع ہے۔ بہر حال یہ سب امور مذکورہ وغیر ذلک، مانع جواز حضور محفل مولود، ہمارے زمانہ کے ہیں۔ ایسے مجامع میں جانا، ناجائز وممنوع ہے۔

باقی رہا قیام وقت ذکر ولادت، اول تو یہ قیام کسی روایت سے ثابت نہیں اور قرونِ ثلاثہ میں ذکر ولادت پر قیام، کہیں ثابت نہیں ہوا۔ مع ہذا! خصوصاً اسی محفل میں قیام کرنا تو ضروری جانا جائے، اور سوائے اس محفل کے اگر کوئی بیان کردے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں تاریخ ویوم ووقت میں پیدا ہوئے، تو کوئی بھی قیام نہیں کرتا۔ یہ تخصیص بلا وجہ بدعت ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ وقت ذکر ولادت، روح پر فتوح حضرت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں تشریف لاتی ہے، چنانچہ جہال زمانہ ہٰذا کا یہی عقیدہ ہے، تو اس نیت واعتقاد سے قیام عین شرک ہے اور افتراء محض!! اس عقیدہ سے قیام کرنا سخت حرام ہوگا، اور شرکاء اس محفل کے گنہگار ہوں گے۔

الحاصل! ہمارے زمانے کے میلاد میں جانا ممنوع ہے، اور وجہ حرمت وکراہت تحریر بالا سے واضح ہو چکی۔ اب ایسے مولود کو جائز کہنا اہل علم کا کام نہیں، باقی جہال جو چاہیں بکیں اور مانع کو طعن کرنا بھی سخت بیجا ہے، طاعن فاسق ہوگا۔ کیونکہ امر منکر کا منع کرنے والا امتثال امر ونہی عن المنکر کرتا ہے، اس کو طعن کرنا حدیث پر طعن کرنا ہے، اور ایسے مولود کو جائز کہنا محض خطا اور غلطی وجہل قواعد شرعیہ سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۳۵ تا ۳۸)

(۶۶) مروجہ میلاد وقیام بدعت ہیں: قیام مروجہ میلاد بدعت ہے، مکروہ ہے، نہ فرض، نہ واجب، نہ سنت، نہ مستحب، اس کی کہیں اصل نہیں، اختراع جہلاء ہے۔ فقط کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں۔ ص ۳۰)

(۶۷) مروجہ مجالس مولود بدعت ہیں: مجالس مولود مروجہ مکروہ وبدعت ہیں، ان کی شرکت بھی ممنوع ہوئی۔ اگرچہ نفس ذکر ولادت مستحسن ہے اور روشنی حاجت سے زیادہ اسراف اور حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۲)

(۶۸) مجلس میلاد اور قیام کی شرعی حیثیت؟ **سوال:** زید نے وقت میلاد قیام نہ کیا، عوام نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتاویٰ عالمگیریہ باب السجدات میں لکھا ہے:

وما يفعل عقيب الصلوٰة مكروه، لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه. انتهى(۱)

اور جو کچھ (چند لوگ) نماز کے بعد کرتے ہیں، وہ مکروہ ہے، کیوں کہ جاہل لوگ، اس کو دین کا ضروری کام خیال کریں گے، اور ہر وہ مباح جو فسادِ عقیدہ کا سبب بنے، وہ مکروہ ہے۔

پس یہ شخص جو زید کو بہ سبب عدم قیام ذکر ولادت کے، کافر کہتا ہے، جاہل ہے نہ [کہ] عالم، گمراہ ہے نہ [کہ] مہتدی۔ زید ہرگز ہرگز، ترک قیام کے باعث کافر فاسق، عاصی نہیں، ہاں اس مجلس کی شرکت کے باعث گنہگار ہے، اور جو کوئی ایسے مسلمان کو بلا وجہ کافر کہتا ہے، خود کفر کا وبال اس پر عائد ہوتا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يرمي رجلٌ رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر، إلاّ ارتدت عليه، ان لم يكن صاحبه كذالك. رواه البخاري(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ حکم لگائے کوئی شخص کسی کو فسق کا اور نہ کفر کا ورنہ وہ (اسی کہنے والے کی طرف) لوٹ جائے گا اگر وہ (جس کے لئے یہ کہا گیا ہے حقیقت میں) ایسا نہ ہو۔ [ت: نور]

پس یہ جاہل جو زید کو کافر بتاتا ہے خود بلائے کفر میں مبتلا ہے اور زید بوجہ عدم قیام کافر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی (مہر)

(مجموعہ کلاں ص ۲۷-۲۹)

(۶۹) ذکر ولادت کے وقت قیام کے بدعت ہونے کی مفصل بحث:

مسئلہ: وقت ذکر میلاد کھڑے ہونے کی کہیں شرع میں قرونِ ثلاثہ سے اصل ثابت نہیں، جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر اور حالات اور ولادت کا ذکر، ان قرون میں بطور وعظ و تحدیث و تدریس، ہزار ہا دفعہ ہوتا تھا، مگر کسی روایت سے کہیں ثابت نہ ہوا، کہ بروقت ذکر ولادت کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو، یا کہیں خود جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ استحباب یا ادب ارشاد فرمایا ہو۔ یہ بات کہ خود جناب علیہ السلام کی تعظیم کو کوئی کھڑا ہو، یہ دوسری بات ہے، مگر آپ کے ذکر ولادت یا غیر ولادت پر

(۱) (الف): عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱۔ وممایتصل بذالک مسائل سجدة الشکر (مطبوعہ بندر ہوگلی کلکتہ ۱۲۵۸ھ)

(ب): عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ الباب الثالث عشر وممایتصل بذالک مسائل سجدة الشکر (مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ ۱۴۰۳ھ) [نور]

(۲) رواہ بخاری عن ابی ذرؓ ص ۸۹۳ ج ۲۔ کتاب الادب باب ما ینهی عن السباب واللعن (مراد آباد: ۱۳۱۵ھ) نیز بخاری شریف ج ۳ ج: ۸ ص ۱۳ رقم الحدیث: ۶۰۴۵ [مکتبہ ریاض مکۃ المکرمہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء] نیز دیکھئے مشکوة، باب حفظ اللسان و الغیبة، الفصل الاول ج: ۲ ص ۴۱۱ رقم الحدیث: ۴۸۱۶ [عکس طبع نور محمد، رشیدیہ دهلی: ۱۹۵۵ء] [نور]

پس اولاً ثابت ہوگیا کہ قیام وقت ذکر ولادت، کہیں حدیث وآثار سے قولاً وفعلاً وتقریراً ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ امر خود محدث ہوا۔ اور ثانیاً اگر فرضاً کچھ ثابت بھی ہوجاوے، تو واجب وسنت ومستحب تو ہرگز نہیں ہوسکتا، کیوں کہ واجب وہ حکم ہے کہ نص قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ، یا نص ظنی الثبوت وقطعی الدلالۃ سے ثابت ہو، اور یہاں در باب قیام کے کوئی نص بھی توی یا ضعیف نہیں، اور سنت اس حکم کو کہتے ہیں کہ مواظبت جناب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا خلفائے راشدین کی اس پر ثابت ہو، اور یہ فعل ایک بار بھی ثابت نہیں ہوا، تو حتیٰ کیا مندوب ومستحب بھی نہیں ہوسکتا۔ نہایت الامر! اباحت وادب ثابت ہوگا اور جب کسی امر مباح کو واجب بنایا جائے، تو وہ خود بدعت ومکروہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ قول ابن مسعود اور ملا علی قاری اور روایت عالمگیریہ سے اوپر ثابت ہوچکا ہے۔

بہر حال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کیوں کہ جو فعل مستحب ومندوب بھی نہ ہو، اس کو واجب کہنا خود مجادلہ شارع علیہ السلام سے کرنا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ؀ (النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جوکوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف، تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی، اور ڈالیں گے ہم اسکو دوزخ میں، اور وہ بہت ہی بری جگہ پہنچا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

الغرض قیام ذکر ولادت، بایں وجہ ہے کہ ان لوگوں کو کوئی حدیث موضوع، در باب ثواب قیام مذکور ملی ہو، یا کسی بزرگ کا قول یا فعل ان کو معلوم ہو، کہ اس کے موافق ثواب جان کر قیام کرتے ہیں اور یہ معلوم ہوچکا ہے کہ احادیث غیر معتبر وموضوعہ سے ثواب وعقاب کا ثبوت نہیں ہوتا، اور قول وفعل بزرگوں سے بھی جواز واستحباب ثابت نہیں ہوتا، جب تک کہ کوئی دلیل شرعی موجود نہ ہو۔ پس باوجود امور مذکورہ [کے] ہرگز یہ فعل موجب ثواب ومستحسن نہیں ہوسکتا، بلکہ بدعت ہی رہے گا، اور بالفرض اگر کوئی امر مبیح یا موجب ثواب بھی ہوگا، تو بعد تسلیم درجہ ندب سے نہ بڑھے گا اور اگر عوام اس قیام کو ضروری جانیں گے، تو حسب تحقیق مذکور ندب سے بدعت وکراہت میں آجائے گا۔ بہر حال یہ فعل سراسر حماقت ہے، کیوں کہ اگر یہی وجہ قیام کی ہے تو قیام بروقت ولادت آپ کے ہونا چاہئے، نہ یہ کہ ہر روز، اس کی نقل کیا کریں، اور آپ کی حالت ولادت کا سانگ بنایا جائے، معاذ اللہ! اور مثل کفار ہنود، کہ کنہیا کے پیدا ہونے کے روز اس کے جنم لینے کا سانگ اور نقل کرتے ہیں، یا روافض کہ ہر سال شہادت اہل بیت کا سانگ بناتے ہیں۔ یہ اعداء سنت آپ کی ولادت شریفہ کو فرض کرکے ہر روز ولادت قرار دیتے ہیں اور یہ خود حرام وقبیح اور حماقت ہے، شرع میں کہیں اس کی [کوئی] نظیر نہیں، کہ ایک فرضی امر کے ساتھ معاملہ حقیقت کا کیا جائے۔ اگر عید وجمعہ وغیرہ میں اعادہ ہے، تو بہ سبب حدوث اسباب اور تکرار وجود سبب نعمت کے ہے، اور جمعہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو بعد تسلیم مشروعیت، اس وقت اور اس ہیئت و مجلس اور اس ذکر ولادت کے ساتھ، کیا وجہ تخصیص قیام کی ہے، جب نام پاک سنا جائے، قیام چاہئے، حالانکہ اذان اور اقامت میں قیام نہیں کرتے۔ بہر حال یہ تخصیص بدعت ہوگی۔

اور اگر بایں وجہ قیام ہے کہ آپ کی روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتی ہے، تو خود اندیشہ شرک کا ہے اور اگر اس وقت ولادت کا یہاں نقشہ تصور کر کے یہ قیام ہے، تو خود ایک تصویر پرستی اور مشابہت بت پرستاں اور اپنے خیال کے عابدوں کے ساتھ تشبہ ہے، یہ اشد بدعت ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۷۹-۸۰)

(۷۱) محفل ذکر ولادت کا شرعی حکم؟

سوال: ذکر ولادت و معجزات بلا ذکر وفات بشرط خلو، از بدعات و منکرات، محض بنظر ثواب نہ بطور رسم ہدایت ہے یا ضلالت، اگر ہدایت ہے تو تداعی بموجب ارشاد نبوی:

من دعا الی هدی کان له من الأجر مثل أجور من تبعه. الحديث رواه مسلم(۱)

جس نے کسی کو بھلائی کی طرف بلایا، تو اس کے لئے ان لوگوں کے عمل کے برابر ثواب ہوگا، جس نے اس [کے بلانے کی وجہ سے] پر عمل کیا۔ (ت: نور)

کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو صورت اجتماع کے واسطے ذکر ولادت کے، کہ جس کی نسبت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مأۃ مسائل میں اجازت فرماتے ہیں، کیا ہے۔ وعبارته هكذا:

وقیاس عرس، بر مولود شریف غیر صحیح است، زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است، وآں موجب فرحت وسرور است، ودر شرع اجتماع برائے فرحت وسرور کہ خالی از بدعات ومنکرات باشد آمدہ۔ فقط(۲)

عرس کو مولود شریف پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ مولود میں خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کا ذکر ہے، وہ تازگی اور خوشی کا ذریعہ ہے اور شریعت میں مسرت وخوشی کے ایسے موقعوں پر جو بدعتوں اور برائیوں سے خالی ہو، جمع ہونے کی اجازت ہے۔

جواب: نفس ذکر ولادت و معجزات و سیر فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب و مستحب ہے، مگر جو اس کے ساتھ کوئی امر مذموم شرعی مضموم ہو جاوے گا تو مکروہ اور حرام اور بدعت بن جائے گا۔ یہ امر متفق علیہ تمام امت کا ہے اور اہتمام وتداعی نوافل صلوٰۃ میں کہ ذکر ولادت سے بمراتب زیادہ ہے، فقہاء نے مکروہ تحریمی ہی لکھا ہے، سب کتب فقہ میں صریح منقول

(۱) الف: صحیح مسلم ص ۳۴۱، ج ۲۔ کتاب العلم، باب من سن سنة (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ)

ب: ص ۱۲۳۴ جلد دوم۔ رقم الحدیث: ۶۷۴۲ ت: ابو قتیبہ نظر محمد فاریابی [دار طیبہ ریاض: ۲۰۰۶ء] [نور]

(۲) مأۃ مسائل ص ۳۰، سوال پانزدہم (مطبع مصطفائی: ۱۲۸۳ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

عاشورا و محرم سے متعلق احکام و مسائل

(۷۳) عشرہ محرم میں حلیم کھانے، شربت پلانے اور دیگر بدعات کا حکم؟ سوال: عشرۂ محرم میں حلیم پکانا اور شربت پلانا درست ہے، یا نہیں؟ یا جو خوش عقیدہ ہیں وہ اس میں داخل ہیں، اور عشرہ محرم میں نوافل بجماعت پڑھ کر روح پرفتوح حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب پہنچانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: شربت وحلیم سب بدعت ہیں اور رسم روافض ہے، خواہ بدعقیدہ کرے خواہ خوش عقیدہ۔ بدعت خوش عقیدہ سے زیادہ تر معیوب ہے، نوافل عشرہ [محرم] بھی بدعت [ہیں] خصوصاً بجماعت، مکروہ تحریمی ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی

الف: مجموعہ کلاں ص ۲۷ ب: مجموعہ فتاویٰ، مکتوبہ مولانا عبدالغفور چندیانوی ۱۳۱۱ھ ص ۴

ج: مجموعہ فتاویٰ مرتبہ ومکتوبہ: مولانا احمد شاہ حسن پوری۔ (بلا سنہ) ص ۳

(۷۴) عشرہ محرم میں ذکر شہادت پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: عشرہ محرم کو ذکر شہداء بیان کرنا اور اسی عشرہ میں روزہ رکھنا اور خیرات کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب کتب معتبرہ سے دیجئے۔ **بینوا توجروا۔**

جواب: عشرہ میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے، اس واسطے کہ یہ مشابہ رافضیوں کے ہے، وہ اس ایام میں اس ذکر کو افضل عبادات جانتے ہیں، اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہ کام کرے، وہ ان میں ہی ہے (۱) پس ایسا کام کرنا رافضی ہونا ہوا۔ اور روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے (۲) اور خیرات وصدقہ دینا سب روز درست ہے، اس دن میں

---

(۱) من تشبہ بقوم فہو منہم. رواہ احمد عن ابن عمر رقم الحدیث: ۵۱۱۴-۵۱۱۵. ص: ۵۱۲/ج: ۴. تحقیق علامہ احمد محمد شاکر. وابو داؤد، کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ ص: ۵۵۹ [مطبع اصح المطابع، کلکتہ] نیز باب مذکور ابو داؤد ج: ۴/ص: ۳۹۱ رقم الحدیث: ۴۰۳۱ [دار القبلہ، للثقافۃ الاسلامیہ. طبعہ ثانیہ جدہ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء] [نور]

(۲) روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے، یعنی دسویں کے ساتھ نویں کو بھی روزہ رکھے، کیونکہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا تھا، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (پالن پوری)

عن ابن عباسؓ، حین صام رسول اللہ ﷺ عاشوراء و امر بصیامہ، قالوا یارسول اللہ انہ یوم یعظمہ الیہود والنصاری، فقال رسول اللہ ﷺ لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع. رواہ مسلم ج: ۱ ص ۳۵۹ [مطبع مجتبائی دہلی: ۱۳۱۹ھ] نیز صحیح مسلم ج: ۱/ص: ۵۰۵ رقم الحدیث: ۱۱۳۴ [دار طیبہ ریاض: ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء] [نیز دیکھئے مشکوۃ باب صیام التطوع الفصل الاول، ص ۱۷۸-۱۷۹، [طبع نور محمد، رشیدیہ دہلی ۱۹۵۵ء] نیز مشکوۃ شریف ج: ۲/ص: ۸۱۰ رقم الحدیث: ۲۰۴۱ [مکتبہ التوبہ ریاض ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کو رد کرتی ہے اور ثواب اہل طعام کی نیت سے پہنچتا ہے یا ہر زہ سرائی آکل سے، البتہ اگر کھانے والا للہ قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچادے، تو نیت قاری کی معتبر ہے۔ سو بعد فراغ از طعام یا دو چار گھڑی قبل پڑھنے سے کون منع کرتا ہے اور ہیئت مخصوص کی کیا دلیل جواز ہے، لاریب! یہ طریقہ جدید خلاف طریق سنت ہے، اور لوگ اس کو سنت جان کر کرتے ہیں اور عوام جہال تو ضروری جانتے ہیں، بلکہ ایصال ثواب ایسی ہیئت خاص پر موقوف سمجھتے ہیں، یہ عین بدعت وضلالت ہے، اگر مباح امر کو بھی مؤکد سمجھا جائے، تو ناجائز وحرام ہو جاتا ہے، چنانچہ کتب فقہ میں جا بجا مذکور ہے۔ چہ جائیکہ امر محدث فی الدین، خلاف ادب طعام ہو، امام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: ادب طعام ہے کہ بعد آنے روٹی کے سالن کا انتظار نہ کرے کہ ترک ادب طعام ہے۔ (۱) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاصلوٰۃ بحضرۃ الطعام (۲) کھانے کی موجودگی میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (ت:نور)

جب وقت حضور طعام نماز وقرآن کا محل نہ رہا، تو اس محل پر قرآن پڑھنا بدعت ہوگا، پھر جب سنت جان کر پڑھا تو گمراہی پر گمراہی ہوئی۔ اے کاش! یہ عوام کالانعام، اگر اس کو خلاف طرز سنت جان کر بھی کرتے، بھلا کچھ تو گمراہی کم ہو جاتی اور فی الجملہ قریب اباحت ہو جاتا، عمومات احادیث صحاح سے تو بدعت ہونا، اس فعل کا معلوم ہوتا ہے۔ اب بنظر دقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل مُحدَث کفار ہنود سے ماخوذ ہے، لہٰذا فقہاء اس صورت خاص کا کچھ ذکر نہیں کرتے اور کسی ولایت میں یہ فعل مروج نہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے مگر ہاں جہال کہیں..... حضرات جہال ہندوارد ہوں۔ کفار ہنود طعام پر اشلوک کا شاستر پنڈت سے پڑھواتے ہیں، ان بدنام کنندہ مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھوانا شروع کر دیا۔ الغرض اس فعل محدث میں تشبہ بالہنود ہے:

من تشبہ بقوم فھو منھم۔ (۳) جس قوم نے کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ اسی قوم کے ساتھ شمار ہوگی۔ (ت:نور)

---

(۱) من كرامة الخبز ان لاينتظر به الإدام احياء العلوم، الباب الاول، فيما لابد للاكل ...... القسم الاول في الآداب ص ۴ ج ۲ (مطبع مصریہ، مصر، ۱۲۷۸ھ) (نور)

(۲) رواہ مسلم عن عائشۃ، ص:۲۰۸ جلداول كتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام [مطبع مجتبائی دھلی: ۱۳۱۹ھ] نیز باب مذکور ص: ۲۵۱ جلداول رقم: ۵۶۰ ت: ابوقتیبہ نظر محمد فاریابی [دار طیبہ، ریاض ۲۰۰۶ء] حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "لاصلوة بحضرة طعام ولا هو يدافع الاخبثان" [نیز دیکھئے مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الجماعۃ وفضلها ص ۹۶ ج ۱ [نقل اصح المطابع رشیدیہ دھلی ۱۹۵۵ء] نیز باب مذکور ج: ۱/ص: ۲۳۹ رقم الحدیث: ۱۰۵۷ [مکتبۃ التوبہ، دار ابن حزم، بیروت: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء] (نور)

(۳) رواہ احمد ۲/ ۵۰ [دار الفکر بیروت: ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء] نیز ج: ۲/ ص: ۵۱۶ رقم الحدیث: ۵۱۱۵ [دار الحدیث القاھرہ ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۵ء] وابو داؤد، ج: ۲/ ص: ۵۵۹ [نقل اصح المطابع، دار الاشاعت الاسلامیہ کلکتہ ۱۴۰۰ھ] کتاب اللباس باب في لبس الشهرة، نیز باب مذکور ج: ۴ ص: ۳۹۱ رقم الحدیث: ۴۰۳۷ دار القبلۃ بیروت: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء رقم الحدیث: ۴۰۳۷ [نیز دیکھئے مشکوۃ کتاب اللباس الفصل الثانی ج: ۲/ ص ۳۷۵] نیز ج: ۲ ص: ۱۲۳۵ رقم الحدیث ۴۳۴۷ مکتبۃ التوبہ بیروت لبنان طبعہ اولیٰ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۸۱) [illegible] سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۸۲) [illegible] سوال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] library.blogspot.com

بلاشبہ مسلمانوں کی [اکثریت] کا ہر دور میں یہ طریقہ اور معمول رہا، کہ وہ اکٹھے ہوتے تھے اور اپنے مردوں کے لئے بلا کسی ممانعت اور روک ٹوک کے، قرآن مجید پڑھتے تھے، تو گویا اس پر اجماع ہو گیا۔ (ت: نور)

پس سوم پر اجماع ہے علمائے دیندار کا، اور اجماع ہونا علمائے دیندار کا، دلیل قوی ہے شریعت احمد میں۔ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے: کہ قوم انصار مرنے کے بعد مردے کی قبر پر آ کر قرآن پڑھا کرتے تھے اور ایسا ہی عینی اور تاتارخانی میں مذکور ہے اور ایسا ہی فتاویٰ اوز جندی قاری میں سوم کا مذکور ہے، اور اسی طرح مرفوع روایات اور سراج الہدایہ سید جلال الدین بخاری (۱) اور تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتی میں، عرس کو جائز لکھا ہے اور اسی طرح خزانہ جلالی اور جامع الجوامع (۲) میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر عزیزیہ (۳) میں: واقع سورۃ اذا السماء انشقت۔ ما تحت آیت:

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ. انشقاق-۱۸)

ترجمہ: اور چاند کی جب جب بھر جائے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

کی جگہ تک صدقہ اور دعا اور فاتحہ سے مردوں کو یاد رکھنا مذکور (ہے) کیا ہے۔ مولوی محمد اسماعیل موحد دہلوی، اپنی کتاب صراط مستقیم ص ۱۶۰ یک صد و شصت چھاپہ میرٹھ میں لکھتے ہیں:

نہ پنداری کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی [خوب] ہست چہ ایں معنی بہتر و افضل است۔ (۴)

کیا تم نہیں جانتے کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ پڑھنے کے ذریعہ سے فائدہ پہنچانا اچھا ہے، کیا معنی بہتر اور افضل ہے۔

---

(۱) سراج الہدایہ، برصغیر ہند کے نامور بزرگ اور شیخ طریقت، سید جلال الدین، حسین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، (وفات ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ، فروری ۱۳۸۴ء) سے منسوب، اور مخدوم جہانیاں کے مجموعہ ملفوظات کے طور پر متعارف ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ یہ کتاب غالباً کسی شیعہ کی تالیف ہے۔ مخدوم جہانیاں سے اس کا انتساب درست نہیں۔ اس کتاب کے مرتب مولانا قاضی سجاد حسین بھی، مخدوم جہانیاں سے اسکے انتساب کو صحیح نہیں سمجھتے تھے، قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''نسبت سراج الہدایہ بحضرت مخدوم صحیح و درست نیست'' مقدمہ سراج الہدایہ ص ۱۲ (طبع اول دہلی: ۱۹۸۳ء)

اس مجموعہ میں صحیح وغلط مسائل اور بے اصل بلکہ موضوع روایات بھی نقل کی گئی ہیں، اس لئے کسی دینی فقہی مسئلہ میں اس سے استدلال صحیح نہیں۔ (نور)

(۲) اصل میں اسی طرح لکھا ہے، یہ کیا کتاب ہے، اس کے مؤلف و مرتب کون تھے، معلوم نہیں، اس لئے اس حوالہ کی اصلیت و حیثیت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت گنگوہی کے جواب سے لگتا ہے کہ اس سے ''جمع الجوامع'' سیوطی کی طرف اشارہ ہے، مگر راقم کو اس میں تامل ہے کہ اس کا اشارہ امام سیوطی کی جمع الجوامع کی طرف ہو، تاہم ممکن ہے کہ اس سے وہ جمع الجوامع مراد ہو جو فقہ شافعی کا مشہور متن ہے، اور تفسیر جلالین کے ایک مصنف، علامہ جلال الدین محلی کی اس کی شرح معروف ہے۔ کچھ اور تعارف ص: ۱۰۲ پر ملاحظہ ہو۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مخدوم جہانیاں کا ایک اور مجموعہ ملفوظات جامع العلوم مراد ہو۔ جس کا اردو ترجمہ۔ الدر المنظوم فی ترجمۃ جامع العلوم ملفوظ المخدوم کے نام سے، مولانا ذوالفقار علی سارنگ پوری نے کیا تھا، جو دو جلدوں میں مطبع انصاری دہلی سے سن ۱۳۰۹ھ میں چھپا تھا۔ (نور)

(۳) تفسیر عزیزی ص ۱۶۸ ''والقمر اذا اتسق'' سورۃ انشقاق پارہ عم (مطبع محمدی دہلی: بلا سنہ)

(۴) مجیب صاحب نے یہی لکھا ہے، جیسا کہ پیش نظر ماخذ سے معلوم ہو رہا ہے، مگر اس اقتباس اور اس کے حوالہ میں دو بڑی غلطیاں ہیں:

الف: صفحہ درست نہیں، یہ عبارت اور اس موضوع کی بحث صراط مستقیم (مطبوعہ مطبع ضیائی، میرٹھ: ۱۲۸۵ھ) میں صفحہ ۱۶۰ پر نہیں ہے بلکہ صفحہ ۷۳ پر ہے۔

ب: صراط مستقیم کے اس صفحہ پر جو عبارت ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو یہاں نقل کی گئی۔ اصل عبارت یہ ہے:

''ونہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست، چہ ایں معنی بہتر و افضل، غرض آنست کہ مقید برسم نہ باید شد۔ بے تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود، بعمل آرد۔'' ص ۷۳

یہی الفاظ صراط مستقیم کی ایک اور طباعت (مجتبائی، دہلی: ۱۳۲۲ھ) کے صفحہ ۶۴ پر بھی درج ہیں۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۴) بزرگوں کی قبروں کا طواف حرام ہے: **مسئلہ:** طواف قبور اولیاء اللہ حرام ہے، سوائے بیت اللہ شریف کے (طواف کے) کسی چیز کا طواف حلال نہیں۔ ملا علی قاری شرح مناسک میں فرماتے ہیں:

(ولا یطوف) ای ولا یدورُ حول البقعة الشریفة، لأن الطواف من مختصات الکعبة المنیفة، فیحرم حول قبور الأنبیاء والأولیاء و لاعبرة بما یفعله العامة الجهلة ولو کانوا فی صورة المشائخ و العلماء. انتهی (۱)

ترجمہ: طواف نہ کرے گرد کسی مکان متبرک کے، کہ طواف خصوصیات کعبہ شریف سے ہے۔ پس حرام ہے طواف گرد قبور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے، اور کچھ اعتبار نہیں جو جاہل لوگ قبور کا طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ صورت مشائخ اور علماء کی ہو۔ [ترجمہ قدیم]

اور معراج میں مرقوم ہے:

لوطاف حول مسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر انتهی.

ترجمہ: اگر کوئی طواف کرے گرد مسجد کے، سوائے کعبہ شریف کے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

[ترجمہ قدیم]

ہرگاہ کہ مسجد کے طواف سے خوف کفر کا ہوا، تو طواف قبور سے بطریق اولیٰ کافر ہو جائے گا۔ پس اگرچہ کوئی بصورت عالم درویش ہو کر طواف کرے، وہ نہایت بد اور گمراہ ہے۔ اس کے قول وفعل کا کچھ اعتبار نہیں، اور اس کی صحبت سے اجتناب پرضرور (۲) ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۴۶-۴۷)

(۹۵) تصویر روضۂ مطہرہ وغیرہ کو بوسہ دینا؟ **سوال:** بر تصویر روضۂ منورہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (نقشہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً) ونقشہ مکہ مکرمہ، کہ در دلائل الخیرات واقع است، بوسہ دادن وچشم مالیدن از روئے شرع جائز است، یانہ؟

ترجمہ: سوال: روضہ اقدس حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ مکرمہ کے عکس کو (جو دلائل الخیرات میں چھپا ہوا ہے) چومنا اور آنکھوں سے ملنا شریعت کی رو سے جائز ہے، یا نہیں۔ [ت۔نور]

---

(۱) شرح مناسک ص ۳۴۲۔ باب زیارة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم طبع اول (مطبع الماجدیہ مکة المکرمہ: ۱۳۲۸ھ)

(۲) پرضرور۔ نہایت ضروری۔ ضرور بالضرور۔ اردو لغت، تاریخی اصول پر، ص: ۲۳۔ ج: ۱۳، کراچی: ۱۹۹۱ء (نور)

سے اگا لیتے ہیں۔ اگر یہ چومنا نص قرآن اور حدیث صحیح سے ثابت ہے، تو چاہئے کہ حکم عام دیا جاوے، اور جو اصل میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے، تو امر بلا ثبوت مانا جاوے۔ بینوا توجروا!

جواب: حامداً و مصلیاً! اس امر کی کوئی نص قرآن شریف یا حدیث صحیح سے نہیں، اور جو روایات لوگ اس کے باب میں نقل کرتے ہیں، وہ موضوع یا واہی ہیں، قابل اعتماد کے نہیں۔ لہٰذا اس پر عمل کرنا نہیں چاہئے، بلکہ عوام کو منع کر دینا مناسب ہے، فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۵)

متفرق بدعات

(۱۰۰) چند مسائل کی تحقیق، جن کو ایک شخص نے اہل سنت کا عقیدہ بتایا ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ، ایک شخص چند عقائد مفصلۂ ذیل، منجملہ عقائد اہل سنت والجماعت بیان کرتا ہے، اور حنفی المذہب ہونے کا اقرار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ جب تک سنیہ ان عقائد پر مستقیم اور راسخ الاعتقاد نہ ہو، فرقہ سنیہ کے خطاب کا مستحق نہیں، اور عقائد یہ ہیں:

اول: مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کہ اس میں آپ کے مناقب اور درود شریف و ذکر ولادت و معجزات و معراج شریف و حلیہ شریف، وفات شریف، نیز مسائل نماز، روزہ وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں، بدعت مردود ہے اور اس کا فاعل بدعتی و کافر ہے، اور مجوزین مولود شریف یعنی جو مولود شریف کو جائز کہتے ہیں، مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و دیگر وغیرہ سب بدعتی ہیں؟

دوم: برسر بازار ایک تخت بچھا کر، اور اس کو فرش مکلف سے آراستہ کر کے اور وعظ سے پہلے کچھ اردو اشعار پڑھ کر، پھر وعظ اس تخت پر کھڑے ہو کر شروع کرتا ہے، ہیئت مجموعہ سے بالتخصیص موضع، یعنی بازار و تعیین یوم وعظ کہنا فرض عین ہے، اس کا تارک کافر اور نیز مسجد میں وعظ کہنا منع ہے۔

سوم: ارواح پیغمبران و مُرسلان و اولیاء اللہ کا سیر کرنا ممکن ہے، اور ان سے فیض و استمداد لینا عند الشرع ممنوع و امر ناجائز ہے، اس کی اصل شرع میں نہیں پائی جاتی۔

چہارم: مراقبہ و مکاشفہ و بیعت کرنا بدعت ہے، اس کا مرتکب بدعتی ہے۔

پنجم: اجماع امت کا فقط اصحابہ تک رہا، بعد ازاں نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

من قصد بزيارة قبور الأنبياء والصلحاء، أن يصلي عند قبورهم ويدعو عندها ويسئلهم الحوائج، وهذا لايجوز عند أحد من علماء المسلمين. فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق لله (تعالى) وحده. انتهى (۱)

جس شخص نے انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کی قبروں کی زیارت کا اس وجہ سے ارادہ (یا سفر) کیا کہ ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھے گا اور وہاں دعائیں کرے گا، اور اپنی ضرورتوں کو طلب کرے گا، تو یہ علمائے اسلام میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ نماز پڑھنا اور ضرورتوں کا مانگنا اور مدد چاہنا، یہ صرف حق تعالیٰ وحدہ لاشریک کا حق ہے۔

ہاں، البتہ اگر استمداد کے یہ معنی ہوں، کہ ان کی حرمت سے دعا حق تعالیٰ سے کرے، درست ہے اور مراقبہ ذکر اور فکر ہے، اور دل کو برے خطرات سے بچانا، قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (الحشر - ۲) سو عبرت پکڑو اے آنکھ والوں (ترجمہ شیخ الہند)

پس اس کو کون ناجائز کہہ سکتا ہے؟ ہاں ایسے مراقبات کہ خلاف شرع لوگوں نے ایجاد کئے ہیں، وہ البتہ منع ہیں، اور ایسا ہی بیعت سنت ہے، کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، بیعت ترکِ معاصی واتباعِ سنت پر کی ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الحشر - ۲) تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے، وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور بیعت میں توبہ کرنا گناہوں سے اور استقامت طریقۂ سنت پر، اور طریقہ استقامت شریعت کا سیکھنا ہوتا ہے، اور رسول اسی واسطے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کے سنت ہونے میں کیا کلام ہے؟ ہاں اگر شیخ خلافِ شرع ہو، یا شرائط پیری کی اس میں نہ ہوں، یا ایسے بیعت ہو کہ عوام جہال کرتے ہیں، کہ فقط بیعت ہونے کو موجب نجات جانتے ہیں، خواہ کچھ کرو، تو ایسی بیعت لاریب منع اور بدعت ہے۔

اور اجماع امت ہر روز مقبول ہے، مگر امت سے مراد امت مقبولہ ہے، کہ علماء واتقیاء ہوں اور حجت شرعیہ کے موافق اجماع ہو، اور خلاف نص کے اور اجماع سابق کے خلاف نہ ہو۔ جب شرائط اجماع موجود ہو جاویں گے، معتبر ہووے گا۔ اجماع ناقص رائے پر خلاف نص کے اور مخالف ائمہ ہدیٰ کے کچھ ٹھہراویں، مردود ہے اور غیر معتبر۔

اور مولانا جامی وغیرہ اولیاء سب مقبول ہیں، ان کے بعض کلام ایسے ہیں، کہ ظاہر میں موہم خلاف شرع کے ہوتے ہیں، مگر تامل سے اہل علم جانتے ہیں کہ خلاف شرع کے نہیں، سو جس کو فہم ایسا نہ ہو وہ حسن ظن رکھے، بدگمان نہ ہو، وہ مقبول ہیں،

(۱) مجمع بحار الانوار، علامہ محمد طاہر پٹنی، مادہ "زور" ص: ۴۴۳، ج: ۲ (حیدرآباد: ۱۳۹۰ھ) [نور]

کتاب الطہارت

پانی کے مسائل

(۱۰۶) [illegible] سوال [illegible]

جواب: [illegible]

(۱۰۷) [illegible] سوال [illegible]

جواب: [illegible]

(۱۰۸) [illegible] مسئلہ [illegible]

(۱۰۹) [illegible] سوال [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۰) اگر کنویں میں سے مردہ بلا پھٹے تو کیا حکم ہے؟ سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۱) کنویں کے پانی کے مسائل میں [illegible] ہے سوال: [illegible]

[illegible]

الجواب هو الموفق للصواب — بسم الله الرحمن الرحيم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]library.blogspot.com

اور جب بصورت عدم تاویل وتقیید مرجوح ہونا روایت ہذا کا باحسن وجہ معلوم ہو گیا، پھر فتویٰ دینا روایت مرجوح پر باوجود موجود ہونے، قول قوی مدلل کے جہالت ہے اور خرق اجماع۔

كما في مقدمة الدر المختار: وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهلٌ وخرق للإجماع (١)

ترجمہ: جیسا کہ در مختار میں ہے کہ حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر، جہالت اور اجماع کے خلاف ہے۔

قال الشامي في شرحه: قوله، بالقول المرجوح كقول محمد مع وجود قول ابي يوسف، إذا لم يصح ويقو وجهه (٢)

علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے، کہ قول مرجوح کی بات، جیسے امام محمد کا قول امام ابو یوسف کا قول ہوتے ہوئے، جب کہ قول اول صحیح نہ ہو اور اس کی تقویت کی کوئی وجہ ہو۔

اور جب مقید یا غیر معتبر ہونا روایت دو سو تین سوڈول کا بخوبی معلوم، پھر جن لوگوں نے باوصف علم، عدم اعتبار روایت مذکور، اس پانی سے غسل اور وضو کر کے نماز پڑھی گنہگار ہوئے اور وہ سب نمازیں واجب الاعادہ ہوئیں، بوجہ علم نجاست، اب بوجہ عدم اعتبار روایت دو وصد ڈلو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد الضعیف محمد دیدار علی رضوی حنفی

صح الجواب	المجیب مصیب	جواب بہت صحیح بلکہ اصح ہے	جواب صحیح ہے
(محمد کرامت اللہ خان)	(محمد عبد الرحیم مفتی راج الور)	(ابو محمد عبد الرحمٰن پنجابی ثم الالوری)	(محمد ولاور علی حنفی)

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب نے جو فی زمانہ آفتاب دہلی ہیں، اور مقتدا اور استاد بڑے بڑے عالموں کے، جو مدرسہ حسین بخش پنجابی واقع دہلی کے واعظ ہیں۔ اس فتویٰ کی تائید میں معہ مہر مولوی جمیل صاحب، چونکہ بہت بڑا فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا تھا، لہٰذا بغرض اختصار کے کہ رسالہ بہت دراز نہ ہو جائے، ان کے دستخط پر فقط کفایت کی گئی، فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ یہ عبارت طویلہ اور جواب سب صحیح ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ تفسخ حیوان سے جب کل پانی نجس ہو جائے، تو بصارت اہل بصیرت پر اعتماد کیا جائے، کہ پانی جدید کنویں میں ظاہر ہو جائے، یا تخمینہ کر کے اس قدر پانی نکال دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبد الرحمٰن پانی پتی عفی عنہ

بقلم عبد السلام انصاری عفی عنہ تحریر ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ

یہ دستخط مولانا عبد الرحمٰن صاحب قاری محدث پانی پت کے ہیں، جو شاگرد رشید ہیں مولانا شاہ محمد اسحاق کے، بوجہ کبر سنی اور ضعف کے دستخط اور مہر مولانا کے صاحبزادہ کلاں عبد السلام صاحب سے لکھوائے ہیں۔

---

(١) در مختار، مقدمة المصنف ج: ١/ ص: ٥، [عكس مجتبائی] [نور]

(٢) الشامي، ص: ٥١ ج: ١ مطلب لا يجوز العمل بالضعيف حتى لنفسه عندنا [مجتبائی دهلی ١٢٨٧هـ] نيز شامی، ج: ١ ص: ٧٥-٧٦ [دار الفكر بيروت: ١٣٨٦هـ/ ١٩٦٦ء] [نور]

جواب: ضب از حشرات است کہ خون ندارد، خوردنش نزد حنفیہ ناجائز است، مگر چاہ از وقوع آں ناپاک نمی گردد مثل مار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم　کتبہ الراجی رحمۃ ربہ　رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

ترجمہ: گوہ حشرات [ارض] میں سے ہے، جس میں خون نہیں ہوتا، حنفیوں کے یہاں اس کا کھانا ناجائز ہے، مگر اس کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، جس طرح سانپ کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پاکی اور ناپاکی کے مسائل

(۱۱۷) اگر نجاست قلیل پر پانی ڈالا، وہ بہہ کر پھیل گیا، تو یہ کپڑا کیسا ہے؟ **سوال**: اگر درم سے کم نجاست لگی ہوئی ہے اور اس پر پانی ڈالا، اور وہ پانی بہہ کر کپڑے میں درم سے زیادہ پھیل گیا، مگر وہ نجاست اپنی جگہ سے نہیں ٹلی اور نہ پھیلی ہے، گو وہ پانی اس نجاست میں اچھی طرح پھیل کر، کپڑے میں پھیلا ہے، تو ایسی صورت میں اس کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ علیٰ ہذا القیاس، اگر نجاست بدن میں لگی ہوئی ہو، اور اس کا بھی ایسا ہی معاملہ ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ پانی نجس مثل نجاست کے ہے، تو پھیلنے پانی سے زائد از قدر درہم پارچہ و بدن نجس ہوا، اب نماز صحیح نہ ہووے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم　(بدست خاص، ص ۲۶)

(۱۱۸) اگر بدن پاک ہے اور کپڑا گیلا یا اس کا عکس، تو کیا کیا جائے؟ **سوال**: بدن ناپاک ہے، مثلاً پیشاب میں بھیگ کر خشک ہو گیا، اور کپڑا پاک گیلا ہے، یا کپڑا ناپاک خشک ہے اور بدن گیلا ہے تو ہر دو صورت میں کپڑا پھیرنے سے، کپڑا یا بدن ناپاک ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر ایسی رطوبت ہو کہ کپڑے سے بدن کو لگے، پھر بدن سے کپڑے پر لگے، تو ناپاک ہوگا، یا عرق سائل ہو کہ کپڑا تر ہو جاوے، اس صورت میں نجس ہوگا، ورنہ نہیں۔ فقط　(بدست خاص، سوال ۳۴)

(۱۱۹) اگر بدن کا نصف حصہ نجاست سے آلودہ ہو، تو پورے جسم کا دھونا ضروری ہے، یا نہیں؟ **سوال**: اگر کسی کا بدن زائد از نصف، نجاست سے بھرا [ہوا ہو، یعنی خراب ہو] تو تمام بدن کا غسل فرض ہے، یا بدن نجاست آلودہ کا؟

جواب: نجاست جہاں لگی ہو، اس کا دھونا فرض ہے، سارے بدن کا دھونا فرض نہیں۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۱۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۲۰) جنبی کا پسینہ پاک ہے، لیکن اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو؟ سوال: جنبی کو پسینہ آیا تو کپڑے پاک رہے یا ناپاک۔ یا بدن کو پیشاب لگا ہوا ہے اور پسینہ آیا تو کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

جواب: جنبی کا عرق پاک ہے اور ناپاک نجاست سے بدن آلودہ ہو اور عرق بہتا ہوا نکلا جس سے کپڑا تر ہو کر بدن کو لگے تو کپڑا ناپاک ہو جاوے گا۔ (بدست خاص، سوال ۳۰)

(۱۲۱) اگر بھیگے ہوئے ناپاک کپڑے پر پاک کپڑا رکھا گیا تو کیا حکم ہے؟ سوال: اگر نجس پانی کے بھیگے ہوئے کپڑے پر پاک کپڑا رکھا ہو تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر اس میں تری آ جاوے؟

جواب: اگر تری اس قسم کی ہو کہ ہاتھ کو لگے تو نجس ہے اور اگر صرف اس کی ٹھنڈک ہاتھ کو لگتی ہو تو نجس نہیں۔ (بدست خاص، ص ۲۹)

(۱۲۲) اگر بھیگا ہوا کتا جس میں سے پانی ٹپک رہا ہے، کپڑے پر بیٹھ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر کتا پانی میں بھیگا ہوا ایسا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا ہے اور وہ کپڑے پر بیٹھ جاوے اور کپڑا بھیگ جاوے مگر ایسا نہیں جو نچوڑا جاوے یا وہ کتا ایسا بھیگا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی نہیں ٹپکتا مگر کپڑے پر بیٹھ جانے سے کپڑے پر اثر معلوم ہو تو وہ کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

جواب: اگر کپڑے پر اتنی رطوبت پہنچے کہ ہاتھ کو اس کی رطوبت لگ جاوے تو نجس ہے اور اگر صرف ٹھنڈک ہاتھ کو لگتی ہے تو نجس نہیں۔ (بدست خاص، ص ۲۹)

(۱۲۳) اگر بھیگے ہوئے کتے کے جھڑ جھڑانے سے چھینٹیں کپڑوں پر لگ جائیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر کتا پانی میں بھیگا ہوا اپنے بال جھڑ جھڑاوے اور اس کی چھینٹیں کپڑے کو لگ جاویں مگر اتنی تری نہیں ہوئی کہ جو کپڑے سے نچوڑی جاوے تو وہ کپڑا ناپاک ہوا یا نہیں؟

جواب: جن کے نزدیک کتے کی کھال ناپاک ہے، کپڑا ناپاک ہوگا، اور جو پاک کہتے ہیں ان کے نزدیک بشرطیکہ پانی پہلے سے ناپاک نہ ہو، کپڑا پاک رہے گا(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۳۰)

---

(۱) امام شافعی کے نزدیک کتا نجس العین ہے، اس کی کھال بھی ناپاک ہے، دوسرے فقہاء کے نزدیک کتا دیگر درندوں کی طرح نجس العین نہیں ہے بلکہ شیر وغیرہ کی طرح اس کی کھال پاک ہے، اسی وجہ سے کتا اگر پاک پانی میں بھیگا ہوا نہیں ہے تو اس کے جھڑ جھڑانے اور کپڑے پر چھینٹیں پڑنے سے کپڑا [illegible] ناپاک نہیں ہوگا۔ (پالن پوری)

طہارت کے متفرق مسائل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رنگوں کے پاک یا ناپاک ہونے کا بیان اور متعلقہ مسائل

[illegible]

[illegible]

حیض و نفاس اور متعلقہ مسائل

(۱۳۶) [illegible] **سوال:** [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

(۱۳۷) [illegible] **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

(۱۳۸) اگر مقررہ دنوں کے علاوہ کسی اور وجہ سے حیض آئے تو نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

(۱۳۹) [illegible] **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

تیمم

[illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

کتاب الصلوٰۃ

اذان و اوقات صلوٰۃ

faizhaa-e-library.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح شوکانی نیل الاوطار میں اور دُرَرُ البھیہ میں فرماتے ہیں:

و آخرہ مصیر ظل الشيء مثله، سوی فيء الزوال. (۱)

اس (ظہر) کا آخر وہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے نصف النہار (وقت زوال) کے سایہ کے علاوہ۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصفّٰی (۲) و حجۃ اللہ البالغۃ (۳) میں اور نواب صاحب نے اپنی تصانیف میں، اس کے ساتھ تصریح کی ہے۔ غرض فیئے زوال کے سوا ایک مثل یا مثلین تک ظہر کا وقت رہتا ہے، اور من بعد عصر کا وقت ہونا مسئلہ متفق علیہا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ اس ملک میں پوس ماگھ کے مہینوں میں سارے دن میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا، کہ سایہ ہر شئی کا اس سے زیادہ نہ ہو، تو وقت ظہر کونسا ہوا، لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ سوائے فئ الزوال کے، جب ایک مثل ہو جائے تو وقت عصر داخل ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ فیئے زوال کس طرح نکالنا چاہئے، علماء نے اس کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ زمین ہموار میں ایک لکڑی کو سیدھا کھڑا کر کے دیکھے، کہ عین استوائے شمس میں سایہ اس لکڑی کا کس قدر ہے، لکڑی کے مثل یا کم وبیش، جس قدر سایہ ہو، اُسی قدر سایہ چھوڑ کر، اُس پر زائد جو ایک مثل ہو جاوے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، لکڑی کی جڑ سے ایک مثل پورا کرنے سے وقت عصر کا داخل نہیں ہوتا۔ امام ابوالحسن مالکی، شرح رسالہ ابن ابی زید میں لکھتے ہیں:

و یعرف الزوال قال بان یقام عود مستقیم اذا تناهی الظل فی النقصان و أخذ فی الزیادة فهو وقت الزوال، ولا اعتداد بالظل الذی زالت علیه الشمس فی القامة بل یعتبر ظله لیعطف ظله مفردا عن الزیادة.

اور زوال کو پہچاننا (اس طرح سے) کہا کہ ایک لکڑی سیدھی کھڑی کیجئے، جب اس کے سایہ کی کمی ختم ہو جائے اور وہ بڑھنا شروع ہو جائے، وہ زوال کا وقت ہے۔ اس سایہ کا حساب نہیں ہے، جو سورج کے زوال سے پہلے کے وقت تھا، بلکہ اعتبار اس سایہ کا ہے جو زوال کے سایہ کے علاوہ ہو۔

---

(۱) نیل الاوطار ابواب المواقیت باب وقت الظهر ص: ۳۲۳-۳۲۲ ج: ۱ رقم الحدیث: ۴۱۹ ضبطه و صححه محمد سالم هاشم (دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۱۵ھ) نیز الدر البھیہ مع اردو ترجمہ (نواب صدیق حسن خاں) ص: ے (مطبع فاروقی، دہلی ۱۲۸۹ھ) [نور]

(۲) حضرت شاہ صاحب نے لکھا ہے: "ابتدائے وقت ظہر زوال شمس است از وسط آسمان، وآخر وقت او آنست کہ باشد سایہ ہر چیز سے مانند قامت آں چیز" (مصفّٰی مع مسوّٰی ص: [illegible]، طبع اول، فاروقی، دہلی: ۱۲۹۳ھ) اور مسوّٰی میں فرماتے ہیں: آخر وقت الظهر أن یکون ظل کل شیء مثله، ص: [illegible] ج: ۱ رقم الحدیث: ۱۲۶ (دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۳ھ) (نور)

(۳) حجة الله البالغة، باب اوقات الصلوٰة (۱/۲۰۱) ت البالی بوری (دار [illegible] ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء) [نور]

جواب: اگر ریل میں پانی نہ ملے اور قریب اسٹیشن پہنچنے پر، امید پانی ملنے کی ہو، تو اخیر تک انتظار کرے، اور جب اندیشہ نماز قضا ہونے کا ہو جائے، تو تیمم سے نماز ادا کر لینی چاہئے اور ایسے ہی جگہ نہ ملنے پر بھی، انتظار کیا جاوے، جب وقت نکلنے کا اندیشہ ہو، تو اشارہ سے اس وقت نماز ادا کر لینی چاہئے، مگر ان دونوں صورتوں میں، پھر اطمینان کے وقت اعادہ نماز کا اولیٰ ہے اور اقرب الی الاحتیاط ہے۔ اور سمت قبلہ وقت نماز شروع کرنے کے متعین و متحقق کر لینی چاہئے، پھر اگر اثنا نماز میں ریل پھر جاوے اور اطلاع ہو جاوے تو پھر جانا چاہئے، اور اگر اطلاع نہ ہو، تو خیر پھر اعادہ نہیں آتا۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم مہر بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

یہ فتویٰ ایک ناقص کتاب میں ہے، جو نماز کے مسائل اور اوراد کی جامع ہے، اس کتاب کے صرف چند اجزا اول آخر سے ناقص میرے پاس ہیں، ص ۱۵۳ ص ۱۹۲ تک۔ اسی میں یہ فتویٰ شامل ہے ص ۱۷۸ تا ۱۸۹۔ اس کتاب کے نام، اس کے مصنف اور سنہ اشاعت وغیرہ کی تحقیق نہیں۔ (نور)

(۱۷۱) ریل میں تیمم، سمتِ قبلہ اور نماز کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ اکثر اوقات، بحالت سفر ریل، مسافر کو نماز پڑھنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں، بعض وقت پانی میسر نہیں آتا، بعض موقع پر جگہ کم و تنگ ملتی ہے، بعض صورت میں سمت کعبہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ آیا درصورت پانی نہ ملنے کے تیمم کر لیا جاوے اور درحالت جگہ نہ ملنے کے، اشارہ سے نماز ادا کی جاوے اور سمت کا عمل اس طرح پر ہو، جیسا کہ جہاز یا کشتی پر حکم ہے۔ اس کا جواب کتب فقہ سے بعبارت عنایت ہو۔ بینوا توجروا۔

جواب: اگر ریل میں نماز کا وقت آجائے اور پانی موجود نہ ہو اور اسٹیشن بھی قریب نہ ہو، تو نماز تیمم سے درست ہے۔ ایسے ہی اگر سمت ریل کی قبلہ کی طرف ٹھیک نہ ہو، تو اس کو اسباب وغیرہ رکھ کر قبلہ کی طرف نماز ادا کرنا چاہئے اور تھوڑا انحراف نماز کی صحت میں مضر نہیں ہے، البتہ اگر بالکل ہی جنوب یا شمال کی طرف رخ ہوگا، تو نماز درست نہ ہوگی، اور اشارہ سے نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ جہت کا بھی انتظام ہو سکتا ہے، اور اتنی جگہ بھی مل سکتی ہے کہ نماز ادا کر لے، اور پھر جب قدرت ہو اس وقت اعادہ کرے۔ فقط والسلام

بندہ آنکھوں کی معذوری کے سبب نقل روایات سے مجبور ہے۔ فقط والسلام بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

قال فی الدر المختار: من عجز عن استعمال الماء لبعده میلاً الخ و ہو المختار فی المقدار تیمم. (۱)

(۱) الدر المختار ج: ۱/ص: ۱۰۴ عکس مجتبائی دیوبند. الف. شامی ص: ۱۵۵، ج: ۱ طبع مجتبائی، دہلی ۱۲۸۷ھ ب: رد المحتار علی الدر المختار، ص: ۲۳۲ ـ ۲۳۳ ج: ۱، باب التیمم (دار الفکر، بیروت) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۸۳) [illegible]

سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۸۴) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

امامت وجماعت کے مسائل ومتعلقات

(۱۸۵) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۸۶) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] blogspot.com

جواب: احق بالامامت وہ شخص ہے کہ علم صلوٰۃ سے واقف ہو اور قرآن اچھا پڑھتا ہو اور متقی ہو، ایسے شخص کو امامت کے واسطے مقرر کریں۔ اگر خلاف اس کے امام مقرر کریں گے تو مکروہ ہے اور جب امام حی مقرر ہو گیا تو امامت حق اسی کا ہے، بدون اس کی رضا کے دوسرے کو امامت کرانا مکروہ ہے۔ پس اب جو تم نے اس کو امام حی مقرر کر لیا ہے، اگر قرآن اچھا پڑھتا ہے، متقی ہے اور مسائل نماز کے خوب جانتا ہے، تو قابل امامت کے ہے، اگرچہ نابینا ہے۔ پس اگر کوئی عالم آوے تو اس کو لائق ہے کہ ان سے نماز پڑھوائے، مگر عالم کو بدون اس کی رضا کے امام ہونا مکروہ ہے اور جو وہ ہی پڑھا دے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اور جو وہ مسائل نہیں جانتا، یا قرآن اچھا نہیں پڑھتا، یا متقی نہیں تو تم لوگوں پر کراہت ہے کہ تم نے ایسا امام کیوں ٹھہرایا، اب......... دوسرا کوئی امام عمدہ عالم آجاوے، تو پھر اس کو لازم ہے کہ عالم کو امام بناوے، اگر مع ہذا، وہ ہی پڑھاوے تو نماز ہو جائے گی، اگر قرآن میں ایسی سخت غلطی نہیں کرتا، لیکن ترک اولیٰ ہے کہ افضل کے ہوتے ایسا امام بنے، فقط۔ یہ حکم شرع کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۳-۱۴۴)

(۱۸۲) حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی امامت؟

سوال: یہ ہے کہ تراویح میں قرآن سننے کے واسطے نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنا، بعض علماء کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ فتویٰ کس قول پر ہے؟

جواب: اصل مذہب حنفیہ کا نابالغ کی اقتداء بالغوں کے واسطے عدم جواز کا ہے، اور یہ ہی مذہب معتمد ہے، بعض علمائے متاخرین نے جواز کا حکم دیدیا ہے، سو وہ مذہب میں چنداں معتبر نہیں۔ فقط (مجموعہ فرخ آباد ص ۷-۱۲)

(۱۸۳) جس کی تا اور طا صاف نہ ہو، اس کی امامت کا حکم؟

سوال: اس زمانہ میں اکثر لوگ حروف مشتبہ الصوت، تا و طا وغیرہ میں فرق نہیں کرتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، انکے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

جواب: ایسے کو امام بنانا درست نہیں، قرآن صحیح خواں کو امام بناوے، ورنہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۱)

(۱۸۴) جس شخص میں خلاف شریعت عادات ہوں یا ترک نماز کرتا ہو، اس کی شرعی حیثیت اور امامت؟

سوال: جو شخص امی حافظ قرآن ہو اور مجرد ہو اور ہمسایہ کی نامحرم عورتوں جوانوں کے پاس، بہ بہانے پڑھانے اور سنانے سور قرآن و مناجات و غزلوں کے، رات میں اور دن میں جاتا ہو، اور جوان عورتوں مکارہ کو، بہ بہانے جھاڑ پھونک بعض اعضاء یا دیکھنے بعض زیور کے ہلمس مساس کرتا ہو، اور بعض سے بعض وقت خلوت بیٹھنے کو بھی حاصل ہوتی ہو، جو بتصریح علماء گناہ کبیرہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ جواب صحیح ہے۔ شامی میں بحرالرائق سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ، اگر کراہت کی وجہ موجود نہ ہو، جیسا کہ دیہاتی شہری سے بہتر ہے اور غلام آزاد سے۔

والعبد من الحرو ولد الزنا من ولد الرشدة، والأعمیٰ من البصير؛ فالحكم بالضد. الخ۔(۱)

اور ولد الزنا ولد الرشد سے، اور نابینا بینا سے، بس مسئلہ ضد کی ترتیب پر ہے۔

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مرتبہ مولانا ظفیر الدین صاحب ص ۲۹۸ ج ۳۔ (باب امامت و جماعت) (دیوبند: ۱۳۹۰ھ)

(۱۹۰) شادی شدہ عورت کو بغیر طلاق و نکاح کے، بیوی کی طرح رکھنے والے کی امامت؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین: کہ ایک عورت بوجہ مفلسی شوہر و کج نہادی خود، اپنے خاوند سے متنفر ہو کر بلا طلاق اپنے بھائی کے گھر چلی گئی اور بار ہا اس کے خاوند نے بلایا، مگر بد طینتی سے نہیں گئی، پھر چند عرصہ بعد اس کی بڑی بہن اپنے گھر لے آئی، عرصہ کے بعد وہ بڑی بہن مرگئی، بعد ازیں اس عورت غیر مطلقہ کے خاوند نے اپنی دختر کو، جو اس عورت کے شکم سے تھی، بھیجا کہ اپنی والدہ کو لے آ، اب اس کا وہاں رہنا اچھا نہیں، مگر وہ اسکے ہمراہ نہ آئی۔

پھر اس عورت کی بھاوج اور خالہ بتقریب تعزیت وہاں پر گئی اور اس عورت کو فہمائش کی کہ ہمارے ساتھ چل، مگر مسماۃ مذکورہ نے باشتعالک اپنے بہنوئی کے انکار کیا، بعد اس کے اس بہنوئی سے نکاح کرلیا۔ وہ شخص باوجودیکہ پیر جی اور مولوی مشہور ہے اور اس موضع میں نماز پنج گانہ و جمعہ پڑھاتے ہیں، اور ان کو یقین کامل اس کی طلاق کا نہیں ہے، بلکہ ایک مرتبہ شوہر سابق سے کہلایا، کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دیدے، اگر ان سے کہا تو جواب دیا کہ ایک طلاق ضمناً ہوئی ہے، وہ طلاق ضمناً دے چکا، اب نکاح کو عرصہ چند سال کا ہوا اور اس کی اولاد پیدا ہوئی، اس اولاد کو ولد الزنا کہیں یا نہ کہیں؟

اور پیر جی صاحب چہلم وغیرہ کو مباح کہتے ہیں اور طعام پر فاتحہ پڑھتے ہیں، اور جو گائے وغیرہ خریدتے ہیں، تو اپنے مکان پر لاکر اس کے داہنی کھر کو پانی ڈالتے ہیں، اور ہر سال اپنے بھائی کی قبر کو، اس کپڑے سے کہ جس پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے، غلاف پوش کر کے روشنی کرتے ہیں، اور اکثر کام غیر مشروع کرتے ہیں۔ سو بوجہ امور مذکورہ کے پیر جی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ وغیرہ درست ہے، یا نہیں؟ اور ان کو دیوث کہنا اور ان سے بغض للہ رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: لاریب! ایسا شخص فاسق ہے، اور دیوث کا اطلاق ایسے آدمی پر درست ہے، اور ایسے شخص سے اگر بغض، بوجہ اللہ تعالیٰ کے کرے تو موجب اجر ہے، اور نکاح اس شخص کا ہرگز درست نہیں ہوا، کیونکہ جب تک پہلا خاوند طلاق نہ دیوے، نکاح درست نہیں ہوسکتا اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۲-۱۱۳)

(۱) شامی ص: ۳۷۲ ج: ۱، باب الامامۃ (مطبع مجتبائی، دہلی) نیز شامی ج: ۱ ص: ۵۶۰ [دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء] [نوٹ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۹۸) مقتدی کے پیچھے ہٹنے سے امام سے آگے ہونا [illegible] سوال: [illegible]
کیا ایسی صورت میں بھی مقتدی کی نماز [illegible] [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

(۲۹۹) [illegible] مسئلہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۳۰۰) اگر مقتدی مسجد سے باہر یا چھت پر ہو اور امام مسجد میں ہو تو کیا حکم ہے؟ سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

(۳۰۱) اگر صرف ایک ہی مقتدی ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو؟ سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۳۰۲) [illegible] جماعت [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۳۰۳) ایک وقت میں ایک مسجد میں دو جماعتیں [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

اگر سجود(۱) میں الصاق کعبین کیا جاوے تو توجہ أصابع رجلین إلی القبلة نہیں ہوسکتا، مگر ہاں! جس کا سارا پنجہ پاؤں کا مساوی اور سب انگشت پا برابر مساوی ہوویں، تو مضائقہ نہیں۔ اور ایسا پا[ؤں] تو کہیں شاذ و نادر ہوتا ہے، تو اب حقیقی معنی الصاق میں توجہ اصابع الی القبلة فوت ہوتی ہے، تو بظاہر یہ مراد نہیں، اگر محاذات (۲) پر حمل کیا جاوے تو رکوع و سجود کی خصوصیت کیا ہے، یہ قیام کی سنت ہونی چاہئے، مگر یہ معنی مراد نہیں ہوسکتے، کیونکہ شامی سجدہ کی بحث میں کہتا ہے:

قدمنا أنه ربما يفهم منه أن السجود كذلك، إذ لم يذكروا تفريجها بعد الركوع فالأصل بقاؤهما هنا كذلك الخ(۳)

ترجمہ: اس سے پہلے ہم کہہ چکے ہیں، کبھی کبھی اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سجدے بھی اس طرح ہیں، کیوں کہ ان دونوں کو رکوع کے بعد، کھولنے کا ذکر نہیں، تو اصل ان کا یہاں اس طرح باقی رہنا ہے۔

سو تفریج (۴) کے مخالف الصاق مراد رکھتے ہیں اور وہ معنی حقیقی کے مراد ہونے پر دال ہے، اور اس الصاق کی کہیں سند نہیں ملی، پہلے بھی تحقیق کیا تھا۔ فقط (مکتوبات بنام مولانا خلیل احمدؒ مکتوب نمبر ۳۴)

(۲۱۸) چاول اور چینی پر اگر ماتھا ٹک جائے، تو سجدہ کا حکم؟ **سوال:** چاول اور جوار اور چینی پر اگر ماتھا نہ دھنسے، تو سجدہ کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جس چیز پر ماتھا قائم ہو جاوے گا، نماز درست ہو جاوے گی، چاول ہو یا گندم، ورنہ نہیں۔

(بدست خاص، سوال ۱۵۸)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا: (۳) یہ سوال مقدر کا جواب ہے، بخاری شریف میں ٹخنے ملانے کا تذکرہ ہے (بخاری کتاب الصلوة باب الزاق المنكب) حضرت نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مقتدیوں کو ٹخنے ملانا یعنی صفیں سیدھی کرنے کے لئے تھا، یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے باہم ٹخنے ملا کر محاذات کرلیں، پھر ڈھنگ سے کھڑے ہو کر نماز شروع کریں اور اگر صفیں سیدھی کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہو، مثلاً صف کی لکیر بنی ہوئی ہو یا صف بچھی ہوئی ہو، تو اس کے ذریعہ بھی صف سیدھی کی جاسکتی ہے، اس وقت ٹخنے ملا کر صف سیدھی کرنے کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں کچا فرش تھا، کوئی نشان نہیں تھا، اس لئے صحابہ ٹخنے ملا کر صف سیدھی کیا کرتے تھے، غیر مقلدین نے اس کو حالت قیام میں کھڑے ہونے کا طریقہ سمجھ لیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ (پالن پوری)

(۱) یہ ایک دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے، کہ اگر درمختار کے قول سے سجدہ میں ٹخنوں کو ملانا مراد لیا جائے تو کیا حرج، شاذ و نادر ہی کسی کے پاؤں کا پنجہ مساوی ہوتا ہے اور سب انگلیاں برابر ہوتی ہے اور حقیقی الصاق کی صورت میں عام لوگوں کی پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی، اس لئے بظاہر یہ بھی مراد نہیں۔ (پالن پوری)

(۲) یہ ایک اور سوال مقدر کا جواب ہے، کہ بخاری میں ٹخنے ملانے کا جو مقصد محاذات ہے، درمختار کی روایت میں وہ کیوں نہ مراد لیا جائے؟ جواب یہ ہے کہ پھر رکوع و سجود کی خصوصیت کیا ہوگی، بلکہ یہ قیام کی سنت ہوگی، مگر یہ معنی مراد نہیں لے سکتے، کیونکہ شامی نے صراحت کی ہے کہ سجدے رکوع کی طرح ہیں، پس اگر رکوع میں ٹخنے ملائے گئے، تو وہ سجدوں میں بھی ملے رہیں گے۔ (پالن پوری)

(۳) شامی (نسخہ ہندیہ) ص ۳۳۹ ج ۱، باب اطالة الركوع للجائي (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی (رد المحتار) ص ۵۰۲ ج ۱، باب اطالة الركوع (مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ) [نور]

(۴) یہ بحث کا خلاصہ ہے کہ جو لوگ الصاق کعبین کے قائل ہیں اور تفریج (کشادہ رکھنے) کے مخالف ہیں، وہ الصاق کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں، بصرف محاذات مراد نہیں لیتے اور الصاق حقیقی کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ طحاوی باب التطبيق في الركوع میں تفریق کے افضل ہونے کی صراحت ہے۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۳۹) سوال

جواب

(۲۴۰)

(۲۴۱) سوال

جواب

(۲۴۲) سوال

الجواب

(۲۴۳) سوال

جواب

(۲۴۴) سوال

جواب

(۲۲۵) نماز پڑھنے والے نے اگر چھینک آنے پر الحمد للہ یا کسی بری خبر پر انا للہ کہہ دیا، تو؟ **سوال:** مصلی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا، یا کوئی مصیبت کی خبر کان میں پڑی اور اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا، یا جمائی آئی اور اس نے لاحول و لاقوۃ الا باللہ پڑھا، یا اچھی خبر پا کر سبحان اللہ کہا، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: خبر سار [خوشی دینے والی] یا موجب رنجش سے نماز جاتی رہتی ہے، (۱) اور اگر جمائی لی اور لاحول پڑھا ہے، یا چھینک پر الحمد للہ کہا اور جواب کسی کا مقصود نہیں، تو نماز ہو جائے گی، اور انا للہ مصیبت دینی پر ہے تو نماز جائز، اور اگر مصیبت دنیوی پر ہو تو ناجائز، اور اگر دوسرے کی چھینک پر الحمد للہ یا یرحمک اللہ کہے، تو نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۳)

(۲۲۶) اگر خارش یا مچھروں کے کاٹنے کی وجہ سے، نماز میں بار بار کھجایا، تو؟ **سوال:** اگر نماز میں بہت دفعہ، یعنی چار پانچ مرتبہ بدن میں خارش اٹھے، یا مچھر وغیرہ نے کاٹا اور اس نے یعنی نمازی نے اتنی ہی دفعہ کھجلایا، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ہو جاتی ہے بسبب ضرورت کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۲۸)

(۲۲۷) نماز میں گریہ وزاری کا حکم؟ **سوال:** اگر نماز میں غلبہ محبت خدا اور رسول سے، یا خیال نعمت ہائے خداوندی کا کر کے، یا اپنے گناہوں کے خیال سے، یا قرآن کے معنوں کا خیال کیا اور لذت حاصل ہوئی اور دل میں جوش آیا۔ غرض جس طرح سے ہو باعث دنیا نہ ہو، نہ رنج و مصیبت بیماری بدنی کی ہو، بلکہ از امر دین [دین کی وجہ سے] ہو کوئی خیال دینی ہی ہو، اگر کوئی گریہ کرے یا آہ کرے، یا ہُو کرے کہ آواز ظاہر ہو، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: غلبہ محبت حق تعالیٰ سے یا ذکر جنت و نار سے، اگر گریہ ہو یا آہ، اوہ نکلے یا صوت نکلے، نماز میں نقصان نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۱)

(۲۲۸) اگر نماز میں رو پڑا، یا آہ یا ہُو کی تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص جماعت میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ یک بیک از خود رو پڑا، یا باواز بلند اللہ یا آہ یا ہُو یا حق یا کانپ کر ہُو ہُو کہہ اٹھا، اور ہم کو علم نہیں کہ آیا اس کو بذوق الٰہی یہ کیفیت پیش آئی، یا بغیر ذوق الٰہی ان دونوں صورت ہائے مرقومہ بالا شخص مذکور کی نماز ہوئی یا نہیں، اور نیز اس کے قرب و جوار کے لوگوں کی نماز باقی رہے گی، یا فاسد ہو جائے گی؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) یعنی ایسی چیز کے جواب دینے سے ... [illegible] ... جواب مقصود ہے ... [illegible] ... مفسد صلوٰۃ ہے۔ (رد المحتار)

(۲۳۲) اگر نماز میں، مردار کی ہڈی بدن پر ہو؟ **سوال:** مردار کی ہڈی گلے وغیرہ میں لٹکا کر نماز درست ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: مردار کی ہڈی پاک ہوتی ہے، سوائے خنزیر کے، سو اس کے ساتھ ہونے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ فقط (مجموعہ کلاں، ص ۱۲۷)

(۲۳۳) قضاء نماز کو ادا کی نیت سے پڑھنا: **سوال:** اگر ظہر کا وقت جاتا رہا اور عصر کا وقت آ گیا، تو اس قضا شدہ نماز ظہر کو اگر بہ نیت ادا پڑھے اور نیت قضاء کی نہ کرے، حالانکہ نماز قضا ہی پڑھی ہے، تو وہ نماز ادا ہو گئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ادا ہو جاتی ہے۔ فقط (بدست خاص، ص ۴۰)

(۲۳۴) ادا نماز کو قضاء کی نیت سے پڑھنا؟ **سوال:** اگر وقت نماز کا تھا مگر مصلی نے اس ادا نماز کو بہ نیت قضاء ادا کیا، حالانکہ ادا ہی پڑھی ہے تو نماز ادا، ادا ہو گئی، یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ (بدست خاص، ص ۴۰)

(۲۳۵) نماز کے بعد کی تسبیحات (اور صوم عرفہ) مستحب ہیں: **مسئلہ:** بعد نماز کے تسبیح تحمید تکبیر مستحب ہے اور صوم عرفہ بھی مستحب ہے، سنت موکدہ نہیں۔ شاہ عبدالعزیز کے کلام کی مجھ کو خبر نہیں، سب کتب فقہ میں مستحب لکھا ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد، ص ۱۹)

مکروہاتِ نماز

(۲۳۶) محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کا حکم؟ حافظ علی حسن امام مسجد نے جو جواز کا فتویٰ باہر کی محراب میں کھڑے ہونے کے بارے میں، کسی اردو کتاب کے حوالہ سے دیا تھا، حضرت (گنگوہی) قدس سرہ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا، کہ بس تم اپنی کتاب کو رہنے دو، امام کو محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا، خواہ محراب اگلی ہو یا پچھلی، بہر حال مکروہ ہے۔ (مجموعہ رام پور، ص ۱۶)

(۲۳۷) عمامہ پر سجدہ مکروہ ہے: **سوال:** ٹوپی اگر سجدہ گاہ اور ماتھے کے بیچ میں حائل رہے، تو نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: حیلولہ کلاہ کا جبہ وارض میں مکروہ ہے۔ فقط (مجموعہ کلاں، ص ۱۲۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نماز میں سہو اور سجدۂ سہو کے مسائل

جواب: اس صورت میں دوبارہ التحیات نہ پڑھے، بیٹھ کر سلام پھیرے کر سجدہ سہو کرے۔ فقط

(بدست خاص سوال ۹)

(۲۴۳) اگر دو رکعت کے بعد تیسری کیلئے کھڑا ہو گیا اس وقت یاد آیا تو کیا کرے؟ **سوال:** اگر دو رکعت نفل یا فرض کی نیت کی اور قعدہ اخیر کیا یا نہ، یا تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ سجدہ بھی کر لیا، تب یاد آیا کہ تیسری رکعت ہے تو اگر اس کے ساتھ اور ایک رکعت ملا لے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں، یا از سر نو نماز توڑ کر نیت باندھے۔

جواب: اگر فرض نماز تھی جیسے [کہ] فجر کی نماز اور بدون قعدہ کے تیسری رکعت کا سجدہ کیا تو چوتھی ملا لیوے، چاروں نفل ہو جاویں گی اور جو نفل ہو تو بھی چاروں نفل ہو جاویں گی اور سجدہ سہو کر لیوے، اور فرض ہو تو اعادہ کر لیوے۔

(بدست خاص سوال ۴۲)

(۲۴۴) اگر ایک رکعت پر بھول کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو؟ **سوال:** ایک شخص نے دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور ایک رکعت پڑھ کر سہو ہوا کہ دونوں پڑھ لی ہیں اور اس نے سلام پھیر دیا اور بعد سلام پھیر دینے کے یاد آیا کہ ایک رکعت ہوئی ہے اور بہت جلد کھڑا ہو کر دوسری رکعت بھی پڑھ لی تو سجدہ سہو کا کرے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں سجدہ سہو کرے، نماز ہو جاوے گی۔ (بدست خاص سوال ۴۳)

(۲۴۵) وتر کے بعد کی دو نفلوں کا بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟ **سوال:** دو نفل جو بعد وتر کے پڑھتے ہیں ان کو کھڑے ہو کر پڑھنا زیادہ ثواب ہے یا بیٹھ کر؟

جواب: کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب۔

(بدست خاص ص ۳۹)

(۲۴۶) اگر امام سجدہ سہو بھی بھول گیا، سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو؟ **سوال:** امام سے نماز میں سہو ہوا اور سجدہ سہو بھی بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، مقتدیوں کو یاد تھا، بعد انفراغ امام انہوں نے صرف سجدہ سہو ادا کیا تو اندریں صورت مقتدیوں کی طرف [سے] جبر نقصان ہو جاوے گا یا نہیں؟

الجواب: اگر امام نے بعد دو سلام کے قبل کسی حرکت منافی صلوٰۃ کے سجدہ کیا تو درست ہے اور سب کی نماز کا جبر ہوا اور جو مقتدی تنہا سجدہ کرے گا، وہ معتبر نہیں، اعادہ جائز ہو سکتا ہے۔ (مجموعہ رامپور ص ۹)

(۲۴۷) اگر درمیان قعدہ میں سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو؟ **سوال:** اگر نمازی نے وسط کے قعدہ میں ہی ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا اور بعد میں یاد آیا کہ ابھی نماز تمام نہیں ہوئی اور اسی نیت سے کھڑے ہو کر نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۵۱) اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد، سہواً کھڑا ہو جائے تو؟ سوال: امام اگر آخر قعدہ [میں] نہ بیٹھے اور سہواً کھڑا ہو جاوے، تو مقتدی اتباع امام کریں، یا نہیں۔ در صورت عدم اتباع اگر بیٹھ کر سلام پھیر دیویں تو نماز ان کی جائز [ہوگی] یا نہ؟ اگر شق اول اختیار کی جاوے، تو اطاعت امام بھی ضروری تھی اور وہ متروک ہے، پھر دلیل جواز اس کی کیا ہوگی؟

جواب: مقتدی امام کو سبحان اللہ یا دیگر ذکر سنا کر بٹھا دیں، اگر نہ بیٹھے تو سجدہ تک انتظار کریں اور اعلام کرتے رہیں، اگر امام لوٹ آیا سجدہ سہو کر کے، سب کے ساتھ سلام پھیرے اور جو نہ لوٹا اور سجدہ رکعت خامسہ کا کر لیا تو مقتدی سلام دے کر رخصت ہوویں، امام کو چھوڑ دیویں کہ امام نوافل میں چلا گیا، وہ امام فرائض کا تھا نوافل کا اب امام نہیں رہا، دوسری نماز پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ رام پور ص ۳۰۶)

(۲۵۲) جماعت کی نماز فاسد ہونے کے بعد کیا کسی کے نزدیک، صرف امام کی نماز کا اعادہ کافی ہے؟ سوال: اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جاوے اور وہ اس سے ایسے وقت مطلع ہو کہ مقتدیوں کا اجتماع نہ ہو سکے، تو کیا یہ کسی کا مذہب ہے کہ تنہا امام کا اعادہ کرنا کافی ہے، اور مقتدیوں پر ضرور [ی] نہیں؟

جواب: یہ مذہب حنفیوں کا نہیں ہے، کسی اور کا ہوگا، مجھے معلوم نہیں۔ (مجموعہ رام پور ص ۳۰۶)

(۲۵۳) سجدہ سہو میں مقتدی کی نماز تبعاً کامل ہوتی ہے: سجدہ سہو میں آپ کی رائے سے توافق کرتا ہوں، کہ صلوٰۃ مقتدی تبعاً کامل ہوتی ہے، اعادہ کا استخراج صاحب فہم نے کیا ہے اور کسی کی رائے اس طرف نہیں گئی۔ (مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد قلمی، مکتوب نمبر ۲۶)

(۲۵۴) سنتوں کی چار رکعتوں میں پہلا قعدہ واجب ہے: سوال: سنتوں میں مثلاً چار رکعت میں قعدہ وسطیٰ کا فرض ہے، یا واجب؟

جواب: واجب ہے امام صاحب کے نزدیک۔ (بدست خاص، سوال ۵۸)

(۲۵۵) اگر چار سنتوں کی نیت کی اور چار رکعت کے بعد، بھول کر کھڑا ہو گیا اور چھ مکمل کر لیں تو؟ سوال: اگر چار رکعت سنت کی نیت کی اور بعد قعدہ آخر کے پانچویں رکعت کے واسطے بھول کر کھڑا ہو گیا اور یاد آنے کے بعد دو رکعت اور پڑھ لی، تو سجدہ سہو بھی کرے، یا نہیں؟

جواب: سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنتوں اور نوافل کے مسائل

[illegible]

(بدست خاص، ص۱۱)

ویدیا دو پر مثلاً، تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ فقط

[نوٹ: ایک ضروری مسئلہ: صحت نماز جمعہ کے لئے ملک تام یا وقف ہونا مسجد کا شرط نہیں۔ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

(۲۶۵) دن اور رات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ، کتنی رکعتیں درست ہیں؟

سوال: نوافل میں دو ہی رکعت ہوتی ہیں، یا زیادہ بھی؟

جواب: جس قدر چاہے پڑھے، دن کو چار بیک سلام اور رات [کو] آٹھ رکعت بیک سلام بلا کراہت ہوتی ہیں، اس سے زیادہ درست نہیں، مگر بکراہت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص۱۲)

(۲۶۶) نوافل کی چار رکعت کی نیت کی اور پہلا قعدہ بھول گیا تو؟

سوال: اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور وسط کا قعدہ نہ کیا سہو سے اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، تو یاد آیا کہ قعدہ نہیں کیا، تو اب کیا کرے، آیا بیٹھ کر التحیات پڑھے، یا بعد چاروں رکعت کے سجدہ سہو کرے؟

جواب: بیٹھ کر تشہد پڑھ کر، پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ فقط

(بدست خاص، ص۱۲)

(۲۶۷) نوافل کی جماعت میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟

سوال: نوافل کی جماعت میں علاوہ امام کے، کتنے مقتدی ہونے چاہئیں؟

جواب: تین تک جائز زیادہ مکروہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص۶۸)

(۲۶۸) نوافل کی عمومی جماعت کا حکم؟

سوال: نوافل کی جماعت کا جواز تو اس حدیث سے جو ایک صحابی فرماتے ہیں، کہ میں نے نماز تہجد بجماعت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پڑھی ہے، نکلتا ہے۔ لیکن چوں کہ اس وقت وہ صحابی ہی حاضر تھے کوئی دوسرے نہ تھے، للہذا وہ تنہا شامل ہوئے اور سورج گرہن اور تراویح میں بہت سے آدمی شامل ہوئے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نوافل میں خواہ کتنے ہی آدمی ہوں، جائز ہے۔ تو قلیل آدمیوں کا جماعت نوافل میں انحصار ہونا، کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

جواب: نوافل کی جماعت مکروہ ہے، مگر نماز تراویح، نماز کسوف، صلوٰۃ استسقاء میں جائز ہے، اور سب میں مکروہ تحریمہ [ہے]۔

(بدست خاص، ص۶۸)

(۲۶۹) تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟

سوال: نماز تہجد کی بارہ رکعت ہیں، یا کم؟

جواب: تہجد کی ادنیٰ دو رکعت اور اعلیٰ کی کوئی حد نہیں، ہزار رکعت ہوں یا زیادہ، مگر فعل شارع علیہ السلام سے دس رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہوتی، اکثر اوقات میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص۳۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۷۴) عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ کیسا ہے؟ غیر عربی میں خطبہ مکروہ لکھتے ہیں، کتب فقہ میں خطبہ کا اصل مقصود ذکر اللہ ہے اور ضمن پند میں سنت ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد ص ۴۴)

(۲۷۵) ہمیشہ عصاء ہاتھ میں لے کر خطبۂ جمعہ پڑھنا؟ عصا لیکر بالدوام خطبہ پڑھنا، بلا اصرار جائز ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ رام پور ص ۴۴)

(۲۷۶) خطبہ میں الوداع پڑھنا: خطبہ میں الوداع پڑھنا بدعت ہے۔ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

(۲۷۷) احتیاط الظہر فضول ہے: مولوی محمد صاحب السلام علیکم

خط آیا حال معلوم ہوا، جریانِ لطائف سے فرحت ہوئی، مبارک ہو، ان کی خوب ملازمت رکھو اور انوار کی تمنا مت کرو، انوار کوئی معتبر مقصود نہیں، نفس ذکر اور طمانیت فی الذکر مطلوب اصلی ہے، اس کو نہایت غنیمت اور عنایت الٰہی تعالیٰ شانہٗ جان کر معروف و مشغول ہو۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (۱) اگر مشق کرو گے سب کچھ ہو جاوے گا، غفلت بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ہر دم یکساں نہیں رہتا، کچھ تعجب نہیں۔

بندہ اپنے امور میں پریشان ہے، اسی واسطے دیوبند جانا نہیں ہوا، اس ماہ تو ہرگز نہیں جا سکتا، شاید جمادی الآخر کے اخیر میں جاؤں۔

جہاں جمعہ ادا ہوتا ہے کہ مصر اور قصبہ ہو امام جمعہ کا عامہ نے مقرر کر رکھا ہے، تو وہاں احتیاط ظہر پڑھنا لغو ہے، اور گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا، وہاں ظہر جماعت کر کے ادا کریں، وہاں خود ظہر فرض ہے۔ اس واسطے بعض فقہاء نے احتیاطاً ظہر کو منع کیا ہے اور جس نے اجازت دی ہے تو وہاں اجازت دی ہے، کہ تحقق ادا و سقوط فرض ذمہ کا باداء جمعہ نہ ہوتا ہو، اور ارتفاع بھی محقق نہ ہو، سو دونوں فریق درست فرماتے ہیں، کچھ نزاع نہیں، مسئلہ قریہ اور امام میں کچھ شبہ نہیں۔

جمعہ بعض روایات سے معلوم ہوا کہ مکہ میں فرض ہو چکا تھا اور یہ آیت فَاسْعَوْا الخ (۲) مدینہ میں نازل ہوئی، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء نزول قباء میں جمعہ فرض ہوا اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی سالم میں پانچویں روز نزول قباء سے، جمعہ بنی سالم میں ادا فرمایا۔ تاہم نزول اس آیت کا اس کے بعد ہوا، پھر اس آیت سے فرض کرنا جمعہ کا عجب ہے، ہاں حکم فرضیت اس سے مستفاد ہوتا ہے، مگر معلوم و مستفاد ہونا اور چیز ہے اور فرض کرنا دیگر امر، دونوں میں فرق لازم ہے۔

---

(۱) سورۃ ابراہیم، آیت ۷ ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (الجمعۃ ۹) ترجمہ: تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت۔ (ترجمہ شیخ الہند)

سفر اور مسافت قصر کے مسائل

جواب: جو منزل کے گردا گرد، ایک روز کی مسافت سے پھرتا ہے، وہ مسافر نہیں ہوتا فقط۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۴۷)

(۲۸۳) کیا ریلوے کے ملازمین کو، سفر ملازمت کے دوران قصر کرنا چاہئے؟

سوال: جو ملازمان ریل خواہ وہ ریل کے چلانے والے ہیں، یا ہمراہ جانے والے، و نیز ملازمان محکمہ بندوبست، و محکمہ نہر، و ڈاک خانہ جات، و مدرسہ ہائے سرکاری، بحکم سرکار تین منزل یا زیادہ سفر کرتے ہیں، نماز قصر کی اجازت ہے، یا نہیں؟

پھر جن ریل کے ملازموں کے واسطے حکم سفر جائے متعین سے ہر روز، یا تیسرے روز جاری ہوتا رہتا ہے، بعد واپسی بھی ان کو [ان کو] نماز قصر چاہئے، یا نماز حضر؟ پھر بعض ملازمین کے مبداء یا منتہائے سفر یا وسط سفر میں مقیم ہیں، وہاں پہنچ کر نماز کا کیا حکم ہے، اور بعض کے اہل وعیال ہر سہ جائے مذکورہ میں نہیں ہیں، خود ملازم ہیں، کسی قدر مقیم رہ کر، پھر ہمراہ ریل چلے جاتے ہیں، ان کو کیا ارشاد ہے؟

سو ریل کے اور محکمہ کے جو ملازم سفر بطور دورہ کے کرتے رہتے ہیں، ان کے واسطے حکماً ایک جا خاص دفتر کی متعین ہے، بعد واپسی بمقام دفتر، بصورت ارادہ قیام کم از پندرہ روز، نماز قصر چاہئے، یا حضر، ان کل ملازموں کے واسطے حکم نماز مثل اہل خیمہ کے ہے، جن کا مسکن صحرا ہے، یا کچھ تفاوت ہے؟ فقط

جواب: ملازمان ریل وغیرہ سب جب بعزم تین منزل کے سفر کے روانہ ہوں، تو راہ میں قصر صلوٰۃ کا کریں گے، اور جب کسی مکان میں جا کر ٹھہریں، اگر وہ جگہ جنگل ہے، تو نیت اقامت ان کی قابل اعتبار کے نہیں، اور جو وہاں آبادی ہے جیسے مکانات اسٹیشن، مگر صورت گاؤں کی ہو جاتی ہے، اگر پندرہ روز کی نیت سے قیام کرے گا، تو مقیم ہو کر اتمام صلوٰۃ کا کرے، ورنہ اس مقام پر بھی قصر ہی کرے۔ لہٰذا جو ملازم کہ دوسرے تیسرے روز پھر سفر پر جاتے ہیں، وہ مکان پر بھی قصر کیا کریں، کہ مسافر ہیں اور جو ملازم کہ راہ میں مثلاً ان کا گھر واقع ہوتا ہے، اگر وہ وطن اسٹیشن سے علیحدہ ہے، مثلاً ایک دو کوس، اور یہ ملازم بدون دخول وطن کے سفر کرتا ہے، وہ بھی مسافر ہے قصر کرے، اور جو اسٹیشن پر آبادی ہے اور اہل وعیال اس کے وہاں ساکن ہیں، تو وہاں تک اگر چلنے کی جگہ سے تین منزل کے قدر ہے، تو مسافر ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔

پھر اس وطن سے چل کر منتہیٰ مقصد تک کا بھی، یہ ہی حال ہے، اور واپس ہونے کا بھی یہ ہی قاعدہ ہے، اور مبداء، منتہا، پر اگر وطن ہے، تو وطن میں پہنچ کر بھی قصر نہ کرے گا، بلکہ اتمام صلوٰۃ کرے گا کہ سفر تمام ہو گیا ہے، اور جس کا کہیں ہر سہ مواقع میں گھر نہیں، وہ برابر مسافر رہے گا اور جو شخص سب جگہ سفر کر کے، ایک بلد خاص میں بمحل دفتر قیام کرتا ہے، اگر اس کے عیال وہاں نہیں، تو وہ وطن اقامت ہے، اگر وہاں پندرہ روز کی نیت سے اقامت کرے گا، تو سفر نہ رہے گا، مقیم ہو جاوے گا، پھر جب وہاں سے سفر کر کے گیا، جب واپس آئے تو وہ وہاں مسافر ہے، اب جدید نیت قیام پندرہ روز کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

أبواب الجنائز

سو (۲) ہے۔ مع ہذا یہ خصوصیت مصاہرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، دوسرے کے واسطے جائز نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو غسل دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا، حجت نہیں۔

اور کتاب درمختار، تمام عرب وعجم کے نزدیک معتبر ہے، غیر مقلد اپنے فہم سے عاجز ہیں، بخاری کے سمجھنے کی ان کو قوت نہیں، اپنے نفس اور فہم کے مقلد ہیں، فہم حدیث سے ان کو کچھ کام نہیں، بعض ائمہ کا ان کا مذہب اور اتباع اپنے نفس کا ان کا مشرب ہے، حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اور راہ حق پر چلنے کی توفیق دیوے اور ظلمات نفسانیہ سے ان کو نکالے۔ فقط والسلام

(مجموعہ کلاں ص ۳۵_۳۴۴)

(۲۹۵) کفن کے اوپر ڈالی جانے والی چادر کا، کیا حکم ہے؟ **سوال:** مردہ پر علاوہ کفن کے جو چادر اس غرض سے ڈالتے ہیں، کہ مردہ جوڑا [بندھا] ہوا، برا معلوم نہ ہو، جیسے ہندوؤں کا مردہ ہوتا ہے، نیز وہ چادر محتاج کو دے دی جاتی ہے، تو اس کا ڈالنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، مگر یتیم کے مال سے نہ کرنا چاہئے۔ (بدست خاص ص ۳۰۶)

(۲۹۶) نابالغ بچوں کے کفن کی مقدار کیا ہے؟ صغیر لڑکا لڑکی چار پانچ سال تک کو کامل کفن دینا اولیٰ ہے، جو ایک یا دو پارچہ میں لپیٹ کر دفن کر دیویں، جب بھی درست ہے، اور جب بارہ گیارہ سال کا ہو تو، کامل کفن دینا چاہئے۔

(مجموعہ کلاں ص ۳۴۹)

(۲۹۷) مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا؟ **سوال:** مردہ کے بالوں میں وقت غسل کنگھی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم (بدست خاص ص ۹)

(۲۹۸) میت کے سر پر عمامہ کی تحقیق اور کفن کی مقدار مسنون؟ عمامہ میت کے سر پر بعض روایات میں فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (۱) سے مروی ہے، لہٰذا اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے، مگر بذریعہ احادیث صحیحہ کے کفن تین پارچہ ہیں۔

(فرخ آباد ص ۴۸)

(۲۹۹) مردہ کو قبر میں رکھنے کے بعد، اس کا منہ قبر کو دکھانا کیسا ہے؟ **سوال:** مردہ کو قبر میں رکھ کر کفن کے بند کھولنا اور لوگوں کو اور قبر کو منہ دکھانا کیسا ہے؟

---

(۱) عن ابن عمر انه كفن ابنه واقدا في خمسة اثواب قميص و عمامة و ثلاث لفائف و ادار العمامة الى تحت حنكه. رواه سعيد بن منصور، كذا في آثار السنن (۲/ ۵۶) و اعلاء السنن ص ۱۹۹ ج ۸ (مكتبة الامدادية مكة المكرمة) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۴) [illegible] سوال

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۳۵) [illegible] مسئلہ

[illegible]

(۳۶) [illegible] سوال

[illegible]

الفقهية المستندة المعتبرة الصريحة.

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

اصلاح الرسوم تالیف: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ ص: ۹۳

شائع کردہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی، مقیم گنگوہ۔ [مطبوعہ در حیات حضرت مولانا گنگوہیؒ۔ ۱۳۱۰ھ]

(۳۱۹) اسقاط مروجہ کا حیلہ ثابت نہیں: **سوال:** اسقاط مروجہ بعد میت، کس حدیث سے ثابت ہے۔ بروایات صحیحہ بیان فرماویں فقط۔

جواب از عالم انبالوی: اسقاط مروجہ ایک صدقہ دینا ہے، واسطے میت کے، اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور ترکیب اسقاط کتب فقہ میں مذکور ہے، فقط۔ تمام شد جواب انبالوی

تردید جواب بالا از حضرت گنگوہیؒ: طریق اسقاط کہیں احادیث میں مذکور نہیں، متاخرین نے ایک حیلہ وضع کیا ہے، اگر کوئی کرے کرے ورنہ کچھ حرج نہیں۔ سائل پوچھتا تھا کہ اس کا ثبوت کہاں سے ہے، جناب مجیب نے اس سے اعراض کیا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۷۰-۷۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

كتاب الزكاة

[illegible]

ومباشرت بازن وپرورش وتعلیم اولاد صغیر، واداءِ حج، وطواف بیت اللہ، وزیارت مدینہ منورہ، ودیگر اماکن ومشاہد مقدسہ، و اجرائے مدرسہ اسلامی، وتعمیر پل ومسجد وچاہ، ومہمان سرائے، ونفع رسانی اہل اسلام، وداددہش فقراء، وایتام، واطعام محتاجین وغیرہ وغیرہ، مگر ہر امر کے لئے موقع ومحل جدا ہے۔

طعام میت اسی کو مقتضی ہے کہ محتاجوں اور معذوروں کو کھلایا جاوے، کیوں کہ اہل مقدرت کے کھانے میں محرومی محتاجین کی ہے، پس حق اہل مستحقان کیوں مارا جاوے۔ اندریں صورت حق بجانب کس کے ہے۔

اور یہ بھی استفسار طلب ہے کہ عرف ہمارے دیار میں اللہ واسطے کا کسے کہتے ہیں، اور طعام میت خاص حق مساکین ہے، یا وہ اور غیران کے سب برابر ہیں، اور بعد کھلانے محتاجین کے طعام باقی ماندہ میں سے، خود بازن وفرزند وغیرہ اہل قرابت کے کھانا، یا کسی اپنے دوست یا مقدور اہل وسعت کو بتفریح القلب اخلاصاً وثواباً ہمراہ خود کھلانا، یا اس کے گھر طعام بھیجنا، کیا حکم رکھتا ہے اور ذی مقدور آدمی کو قبول اور رد طعام اموات جائز ہے، یا ناجائز۔ اور طعام فاتحہ عام مومنین اور خواص اولیاء اللہ میں کیا فرق ہے، اور کھانا اور کھلانا اس کا کیوں کر مسنون ہے۔

(ب) صاحب صلوٰۃ خمسہ مفروضہ کو مرد بے نمازی کے گھر کی دعوت لینا اور عورت بے نماز [ی] کے ہاتھ کا پکایا ہوا، کھانا کھانا کیسا ہے اور جو مرد نمازی اور عورت بے نماز [ی] ہو تو کیا کرنا چاہئے، اور کس دعوت میں تنہا مساکین احق ہیں اور کس موقع پر اشخاص غیر محتاجین اور کس محل پر دونوں؟ اندریں صورت بہتر کیا ہے، آیا محتاجین کو اولاً کھلا کر اور رخصت کر کے، پھر ذی مقدوروں کو کھلاوے، یا ہر دو طرح کے لوگ جلسہ واحد میں شامل ہو کر کھاویں، اور روزہ نفل کو اثنائے روزہ میں افطار کرنا، کس موقع پر جائز ہے، اور کون سے مقام پر ناجائز۔ جواب اس کا مدلل ومشرح مرحمت ہووے۔ بینوا توجروا!

الجواب: (الف) صدقہ فرض کہ زکوۃ ہے اور واجب کہ صدقہ فطر اور نذر ہے اور جملہ صدقات واجبہ غنی کو حرام ہیں، اور صدقہ نفل خواہ ایصال ثواب میت کا ہو، خواہ ارواح مشائخ کرام وانبیاء علیہم السلام یا کسی وجہ کا صدقہ نفل ہو، یہ سب ایک حکم رکھتے ہیں، کہ غنی کو مکروہ تنزیہی ہیں، نہ حرام۔

قال فی الهداية: و لاتدفع الى غنى الخ . ترجمہ: ہدایہ میں کہا ہے: صدقات غنی کو نہ دیئے جائیں۔ [ت: نور] مراد اس سے زکوۃ اور صدقہ واجبہ ہے۔

قال فی فتح القدير [وقال فی النهاية] و كذا يجوز النفل للغنى انتهى[1]

ترجمہ: اور فتح القدیر میں کہا ہے: اور اسی طرح صدقہ نافلہ بھی غنی کے لئے جائز ہے۔ (ت: نور)

(۱) شرح فتح القدیر، علامہ کمال الدین ابن ہمام، کتاب الزکاۃ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لا یجوز، ص: ۲۷۳/ جلد ثانی، دار الفکر بیروت، بلا سن۔ عکس طبع قدیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھائی کو دے، کچھ اقرباء کو دے، کچھ مسکین کو دے، ایسے ہی شخص مومن مسکین کو دے اور اقرباء مومن کو دے۔ تو ایسے شخص فاجر و فاسق کا مال، مومن مسلمان کو قربانی کا گوشت لینا جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: فاجر و فاسق سے دوستی اور محبت کرنا تو اچھا نہیں، مگر اس کی عیادت کرنا اس لحاظ سے کہ شاید اس کو عبرت ہو، یا اپنے اوپر سے رفع شر کا کرنا، یا کوئی نفع دین کا ہو تو درست ہے، اور جو وہ صدقہ کرے یا گوشت قربانی کا کسی کو دیوے، اگر اس کے مال کی حرمت کا یقین نہیں اور حلال مال ہونے کا غالب گمان ہے، تو لینا اس کا مسلمان کو درست ہے، کچھ حرج نہیں۔ مگر دوستی محبت ایسے سے نہ کرے، بلکہ اس کو بوجہ اللہ تعالیٰ ہو سکے تو نصیحت کرتا رہے۔ فقط والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۱-۲۱۲)

(۳۳۳) صدقات کے کھانے سے، دل سست اور مردہ ہو جاتا ہے؟ سوال: بعض آدمیوں سے سنا ہے کہ اگر کوئی مریض ہو یا کوئی مر گیا ہو، تو ان کے واسطے جو کھانا بطور صدقہ یا خیرات پکاتے ہیں، تو اس کے کھانے سے دل مریض اور مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے، اور کہتے ہیں:

طعام المريض يمرض القلب، طعام الميت مميت القلب.

مریض کی صحت کے لئے [صدقہ کی نیت سے کھلایا گیا] کھانا دل کو بیمار کرتا ہے اور مردے کے [ایصال ثواب کے لئے] کھلایا گیا، کھانا دل کو مردہ بنانے والا ہے۔

(ت، نور)

تو آیا یہ کھانا پکانا اور کھانا شرعاً جائز ہے، یا کیا؟

جواب: یہ کھانے پکانے اور کھانے کھلانے جائز ہیں، مگر صدقات کے کھانوں سے دل سست ہو جاتا ہے اور ان دونوں مقولوں سے یہی غرض ہے۔ واللہ اعلم (بدست خاص ص ۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پانچواں باب

کتاب الصوم

روزے سے متعلق مسائل

(۲۳۳) [illegible] سوال [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

(۲۳۵) [illegible] سوال [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

(۲۳۶) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲۳۷) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲۳۸) [illegible]

[illegible]

جواب: حقہ مفسد صوم ہے، اگر صوم رمضان میں کسی نے جان کر حقہ پیا روزہ فاسد ہوا، اور کفارہ واجب ہوگیا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۳۵)

(۳۳۹) کسی ظالم کے خوف سے روزہ قضا کرنا؟ سوال: ایک ظالم ایک شخص سے کہتا ہے، کہ اگر تو اس ماہ رمضان میں روزہ رکھے گا، تو میں تجھ سے تیرا سب مال چھین لوں گا، اور اس شخص کو اس مال کے جانے سے، بہت دقت اور تکلیف ہوگی، اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جو اس کو اس ظلم سے بچائے، اور اس کے پاس ایسا سامان اور حمایت بھی نہیں ہے، کہ اس کے ذریعہ سے وہ حاکم سے فریاد کر کے، اس مال کو جو ظالم غصب کرتا ہے، وصول کر سکے۔ اس صورت میں مظلوم کو دفع ظلم کے واسطے، اس رمضان میں افطار کرنا، اور اس کی قضاء، دوسرے مہینے میں جائز ہے، یا نہیں؟

زید کہتا ہے کہ جائز نہیں ہے، اس واسطے کہ یہ شخص نہ مریض ہے، نہ مسافر، اور بکر کہتا ہے کہ یہ افطار اور قضاء جائز بلکہ اولیٰ ہے۔ مرض اور سفر میں افطار کی علت قرآن سے ثابت ہے، کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا اور صورت مذکورہ میں روزہ رکھنے میں ایسی سختی ہے، کہ اکثر اوقات مرض اور سفر میں بھی نہیں ہوتی۔

اس مسئلہ میں زید کا قول ٹھیک ہے یا بکر کا، ان مسائل کا جواب شافی دوسرے ورق پر روانہ فرمائیں، اور اپنی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ فقط، والسلام عریضہ ادب: نظیر حسن عفی عنہ

جواب: اکراہ جان پر ہوسکتا ہے نہ مال پر، اگر مال لینے کی تخویف کرے اور روزہ فرض سے روکے، تو مال اگرچہ جاوے ترک فرض درست نہیں ہے، اور غرض سفر کی تخفیف سے مال کو بچانا نہیں ہوسکتا، (۱) مال خرچ کے واسطے ہے، جان کی راحت کے واسطے ہوتا ہے۔

ہنوز طبع میری درست نہیں ہوئی، اسی واسطے سبق طلباء کا شروع کرایا نہیں گیا۔ فقط (فرخ آباد ص ۱۱-۱۵)

(۳۴۰) کفارہ اور فدیہ کے کھانے کے عوض میں قیمت دینا؟ سوال: یہ کہ کفارہ اور فدیہ کے کھانے کے عوض میں، قیمت دینا جائز ہے، یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ چند صیام کا فدیہ آیا، ایک بار ایک شخص کو دینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: کفارہ میں قیمت دینا بھی درست ہے، جس قدر ایک آدمی کو دیا جاتا ہے کہ ایک صاع یا نصف صاع ہے، اس کی قیمت دے دیوے درست ہے، اور فدیہ صوم وصلوٰۃ میں بھی قیمت دینا درست ہے، مگر کفارہ کا طعام و قیمت ایک کی ایک کو ملے گی، اور فدیہ کے طعام و قیمت کو چاہے سب ایک کو دے دیوے، تو درست ہے۔

(فرخ آباد ص ۲۴-۲۵-۲۷)

---

(۱) یعنی سفر کی رخصت پر حفاظت مال کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

[پالن پوری]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، اس لئے کہ ذکر وتلبیہ وہاں کا ذکر مسنون ہے، اس میں سبب روزہ کے کوتاہی ہوجاوے گی، ورنہ اگر وہاں کسی نے روزہ رکھ لیا تو ثواب ملتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۰، ۱۳۶، ۱۳۱)

(۳۴۷) ہزاری روزہ کی حقیقت؟ سوال: ہزارہ روزہ کو ہزاری کی نیت سے رکھنا چاہئے، یا نفل کی نیت سے، بعض تکرار کرتے ہیں۔

جواب: ہزارہ روزہ کی اصل، احادیث صحاح سے کہیں نہیں ملتی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳)

(۳۴۸) عشرہ محرم میں ذکر شہادت پڑھنے اور روزہ وصدقہ کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: [کہ] عشرہ محرم کو ذکر شہداء بیان کرنا اور اسی عشرہ میں روزہ رکھنا اور خیرات کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب کتب معتبرہ سے دیجئے۔ بینوا توجروا۔

جواب: عشرہ [محرم] میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے، اس واسطے کہ یہ مشابہ رافضیوں کے ہے، وہ ان ایام میں اس ذکر کو افضل عبادت جانتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہ کام کرے، وہ ان میں ہی ہے، پس ایسا کام کرنا رافضی ہونا ہوا۔

اور روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے اور خیرات وصدقہ دینا سب روز درست ہے، اس دن میں [بھی] جائز ہے، مگر تخصیص کہ اسی روز میں ضرور ہو، بدعت ہے۔ کسی کام کو بدون اجازت شرع کے خاص کرنا حدیث میں منع فرمایا ہے۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۳)

تراویح سے متعلق مسائل

(۳۴۹) بیس رکعت سے زائد تراویح کا حکم؟ سوال: یہ کہ ماہ رمضان میں بیس (رکعت) تراویح پڑھا چکا تھا، کہ ایک شخص کی وضو ٹوٹ گئی تھی، اس سے دو رکعت تراویح فوت ہوگئی تھی، اس نے وتر کسی کو نہ پڑھائی، آیا بعد رکعت بیس کے وتر پڑھاتا، یا یہ دو رکعت پڑھانی ضرور تھی؟

جواب: تراویح بیس رکعت ہے، اس سے زیادہ کو بجماعت پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے، پس جس نے بائیس رکعت کی جماعت کرائی، بے شک وہ ناواقف مسائل دین سے ہے، اس نے یہ کام بدعت اور مکروہ تحریمہ خلاف سنت کے کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

روز جماعت کراتے تھے اور دس روز اپنے گھر میں پڑھتے تھے، اور ختم قرآن کرنا صحابہ کا نماز تہجد میں، ہر ماہ احادیث سے ثابت ہے۔ (۱) چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ عبد اللہ بن عمرو کو آپ نے ہر ماہ ختم قرآن کا حکم فرمایا تھا۔ پس رمضان میں بھی بیس روز کا ختم تراویح میں اس سے واضح ہو گیا، اور یہ امر دیگر کتب احادیث میں بھی ہے، یہاں تک کہ مشکوۃ میں بھی۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۱۲-۷)

(۳۵۴) تراویح کا الم ترکیف سے پڑھنا، حکما ہے، یا روا جا؟ **سوال:** نماز تراویح میں جہاں تمام قرآن (شریف) نہیں پڑھا جاتا ہے، وہاں الم تر کیف سے پڑھتے ہیں، یہ بات حکما ہے، یا روا جا۔

جواب: جہاں سے چاہے پڑھے، دس سورت کو دو دفع پڑھنے کے سبب اس کو لوگوں نے ٹھہرالیا ہے، ورنہ مثل دیگر نوافل کے ہیں۔ فقط

(بدست خاص، ص ۱۲)

(۳۵۵) تراویح میں قل ھو اللہ کو اعوذ و بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ **سوال:** تراویح میں جب قرآن ختم کرتے ہیں، تو قل ھو اللہ کو اعوذ و بسم اللہ کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اعوذ تو نہ پڑھے، مگر بسم اللہ کے ساتھ تکرار قل ھو اللہ کا بعض کتب فقہ میں لکھا ہے، مضائقہ نہیں، مگر یہ ختم تمام قرآن میں ہے، نہ سورتوں سے پڑھنے میں۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۲)

(۳۵۶) کیا نوافل کی جماعت جائز ہے؟ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی کتنی رکعات پڑھیں؟ مجمع کمالات ظاہری و باطنی جناب مولانا رشید احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ چند مسائل جواب طلب ہیں، اور وہ یہ ہیں کہ آج کل جو لوگ نفلوں کی جماعت کرتے ہیں، یہ جائز ہے؟ اور اگر یہ جائز ہے تو کتنے آدمیوں تک جائز ہے؟ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ رمضان کے علاوہ ایام (میں) تین آدمیوں تک جائز ہے، اور رمضان میں جتنے چاہے ہو جائیں مقتدی، درست ہے، جماعت کے ساتھ، اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ سوائے رمضان کے نفل جماعت ہی جائز نہیں اور اگر تین آدمیوں سے زائد ہو جائیں تو آیا وہ جماعت مکروہ تحریمہ ہے؟

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کس صورت سے پڑھی اور کتنی رکعت تک پڑھی؟

اور مثلاً ایک مسجد کا امام ہے اور اس مسجد میں وقت مقرر ہے، تو اس وقت مقررہ کے اندر، اگر امام دو چار منٹ کی تاخیر

---

(۱) عن الحسن أن عمر بن الخطاب ؓ، جمع الناس على أبي بن كعب، فكان يصلي لهم عشرين ليلة، ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي، فإذا كانت العشر الأواخر، تخلف فصلى في بيته، فكانوا يقولون أبق أبي، سنن أبي داؤد، كتاب الوتر (۲/ ۲۵۶) رقم الحدیث: ۱۴۲۴ ت: شیخ محمد عوامہ، [موسسۃ الریان بیروت: ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴م] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

رویت ہلال کے مسائل

[illegible]

عیدین اور متعلقات عیدین

(۳۹۳) صدقۂ فطر میں شوربے کا کیا حکم ہے؟ سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۳۹۴) حضرت عثمان کا خطبۂ عیدین نماز سے پہلے پڑھنا [illegible]

سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۳۹۵) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

نہیں! کیونکہ منیٰ جگہ پہلے جانے والے کی ہے۔ (۱) یعنی جو پہلے پہنچ کر ٹھہر گیا، وہی اس جگہ کا مستحق ہے، وہاں اپنا مکان بنانا جگہ کا روک لینا ہے، یہ درست نہیں۔ پس یہ قاضی جو ایسا کرتا ہے گنہگار ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

یہ جواب صحیح ہے محمد مراد عفی عنہ

(فیوض رشیدیہ ص ۳۳ (فخر المطابع میرٹھ: بلاسنہ)

(۳۶۹) عید کے موقع پر انعام وغیرہ دینا اور دعوت؟

اور انعام عیدین اور تقسیم طعام عیدین میں بھی رواہے، اس کو مؤکد نہ جانیں کہ اوقات سرور میں یہ امور ثابت ہیں۔ ہاں! اگر ترک ان کا طبع پر گراں اور موجب شرم اور خفت جانا جاوے، تو البتہ داخل بدعت ہو جاویں گے۔

(فرخ آباد ص ۴۸)

(۳۷۰) عید کے دن سویاں پکانے کو ضروری سمجھنا؟

سوال: عید کے روز سویاں ضروری جانتے ہیں اور ان کا پکانا کھانا موجب ثواب جانتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کام کو کسی روز اپنی رائے سے ضروری جاننا بدعت ہے، فاعل اس کا مبتدع ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۴۲-۲۴۱)

(۳۷۱) عصر کے بعد اور لہو لعب کے ساتھ عید کی نماز؟

سوال: نماز عیدین بعد عصر قبل مغرب مع لہو ولعب، مثل تاشہ و باجہ و سنکھ وغیرہ کے جا کر پڑھنا، موجب ثواب کے ہوں گی، یا نہیں؟ اگر کوئی منع کرے اور کہے کہ وقت نماز عیدین قبل زوال ہے، اس وقت جائز نہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہمارے [بڑے] ہمیشہ سے اسی وقت پڑھتے چلے آئے ہیں اور بعض لوگ قبل زوال کے پڑھ کر، عوام کے ساتھ بعد عصر کے پڑھتے ہیں، موجب ثواب کے ہونگے، یا نہیں؟ اور وقت نماز کا کب سے کب تک ہے، مع سند حدیث وفقہ کے جواب تحریر کریں، تا کہ عوام کو سند ہوئے۔ بینوا توجروا

جواب: نماز عید کا وقت دو پہر تک ہے اور بعد زوال کے عید کی صلوٰۃ کا وقت نہیں رہتا، قال فی الھدایۃ:

واذا زالت الشمس خرج وقتها (۲) الحديث

ترجمہ: جب سورج ڈھل گیا [زوال ہو گیا] عید کی نماز کا وقت ختم ہو گیا۔ (ت: نور)

پس جو لوگ عید کو بعد عصر پڑھتے ہیں، ہرگز واجب صلوٰۃ عید کا ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، بلکہ تارک صلوٰۃ واجب ہو کر فاسق ہوتے ہیں، اور پھر بعد عصر کے نماز غیر مفروضہ کا پڑھنا بھی حرام ہے۔ لقوله عليه السلام:

---

(۱) رواه الترمذي عن عائشةؓ: قالت: قلنا: يارسول الله الانبنى لک بناء (وفي نسخة محمد فؤاد محمد عبدالباقي (بيتاً) يظلک بمنى قال: لا، منى مناخ من سبق. ص: ۱۷۷، ج: ۱، ابواب الحج باب ماجاء منى مناخ لمن سبق) [کتب خانه رشيديه دهلي] ت: محمد فؤاد عبدالباقي رقم الحديث ۸۸۱، ص: ۲۲۸، ج: ۳) [دار الكتب العلمية بيروت: ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء] اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

(۲) ہدایہ ص ۱۵۳ جلد اول باب العیدین (مطبع مصطفائی ۱۲۸۹ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب الاضحیۃ

(اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ) جو شخص نماز پڑھتا ہے، مسلمانوں کی نماز اور متوجہ ہوتا ہے ہمارے مسلمانوں کے قبلہ کی طرف، وہ ذبح نہ کرے قربانی کو، جب تک نماز سے فارغ نہ ہولیوے۔ [ترجمہ حضرت گنگوہی]

پس کچھ قید اس میں نہیں اور فخر عالم علیہ السلام نے جو مصلی (۱) پر ذبح کیا ہے، تو اعلام کے واسطے، کہ سب کو اطلاع ہو جاوے اور آپ سے پہلے کوئی نہ کرے، اس واسطے کیا ہے اور صحابہ اپنے اپنے گھر میں اور جہاں کسی کا دل چاہتا تھا، کرتے تھے، چنانچہ کتب سے واضح ہے۔ پس جہاں چاہے ذبح کرے، اس میں کوئی قید کسی مکان کی نہیں اور قربانی کرنا پہلے روز افضل ہے، دسویں تاریخ کو۔ اور گیارہویں اور بارہویں کو بھی درست ہے، چنانچہ حدیث میں ہے، پھر تیرہویں کو درست نہیں، لہذا بارہویں کی شام تک وقت قربانی کا ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۷-۱۶۸)

(۳۷۸) اگر قربانی واجب تھی اور ایام قربانی گزر گئے، تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: اگر کسی کے ذمہ قربانی واجب ہے اور اس سے ادا نہیں ہوئی، کہ ایام قربانی گزر گئے، تو اس کا عوض دوسرے سال قربانی کرے، یا قیمت قربانی ساتواں حصہ کسی محتاج کو دیوے۔

جواب: اس صورت میں قیمت قربانی کی صدقہ کرے، اگلے سال قربانی کرنے سے ادا نہیں ہوگا، فقط (۲)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، سوال ۱۰)

(۳۷۹) قیمت دیدینے سے قربانی ادا نہیں ہوگی:

سوال: جس حالت میں کوئی شخص گوشت قربانی لینے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں قیمت قربانی شرعاً بیت المال میں داخل ہونی چاہیے، یا نہیں؟ یا بطور خود قربانی کرنے والا حسب حصص مقررہ شرعی، یا خلاف حصص مقررہ شرعی کے للہ تقسیم کر سکتا ہے، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں اس کو مثل قربانی کے ثواب ہووے گا، یا نہیں؟

جواب: قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، ذبح کرنا ہی واجب ہے، خواہ قیمت بیت المال میں دیوے، یا فقیر کو دیوے، کسی حال واجب ادا نہیں ہوگا، اگر جان کر ذبح کو ترک کرے گا، گنہگار ہووے گا۔ البتہ اگر کسی عذر سے ایام قربانی کے نکل گئے، تو قیمت اضحیہ کی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۳-۱۹۴)

---

(۱) اس سے مراد مصلی العید ہے، یعنی جہاں عید کی نماز ادا کی جائے۔ یعنی وہیں نماز عید الاضحیٰ ادا فرمائی، وہیں قربانی بھی فرمائی تھی۔ (نور)

(۲) اقادہ قضاء میں حصہ کافی نہیں ہوگا، بلکہ متوسط درجہ کا بکرا ذبح کرنا ہوگا، حصہ کا جزئیہ اب تک نہیں ملا۔ (اضافہ از حضرت مفتی محمود حسن)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو چکی۔ البتہ ذبح سے پہلے آ کر شریک ہو جاتا، تو کراہۃً درست تھا، اب کچھ نہیں ہو سکتا، قربانی ہو چکی۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۴۰)

(۳۸۷) قربانی کیلئے باہم معاملہ طے ہو جانے کے بعد، ایک شریک کے موجود نہ ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

سوال: تین آدمیوں نے ایک جانور قربانی کرنا ٹھہرایا اور مبلغ (پانچ روپئے) کو وہ جانور ٹھہرا، لیکن ہنوز اس کی قیمت ادا نہیں ہوئی کہ جو روز عید الاضحیٰ کا آ گیا، ان تین میں کا ایک شخص کہیں چلا گیا، کہ اس عرصہ میں ان دو آدمیوں نے کہا کہ شاید وہ تیسرا شریک نہ رہے ہم دونوں ہی قربانی کر لیں، بعدہ ان دو آدمیوں نے قربانی کر لی اور گوشت تقسیم کرتے تھے کہ جو تیسرا بھی آ گیا اور ان میں تکرار ہوا، کہ اب شریک کرنا درست نہیں، آخر ایک حصہ دار تو اپنا نصف حصہ تقسیم کر لے گیا، اور دوسرے نے کہا کہ بھائی! اس حصہ میں ہم اور تم دونوں شریک رہے، وہ ایک حصہ ہر دونوں نے نصفا نصف تقسیم کر لیا اور یہ کہا کہ اگر یوں جائز ہوا، تو میں تم سے تمہارے حصہ کے موافق دام لے لوں گا، اور اگر جائز نہ ہوا تو یہ گوشت میں قرابتی کو دینے میں سمجھ لوں گا، تو اس صورت میں اگر وہ تیسرا شریک رہے، تو قربانی جائز رہی، یا نہیں؟

جواب: اگر گائے کی بیع ہو چکی تھی اور ہر سہ شریک قربانی کے ہو لئے تھے اور قیمت ادا نہیں کی تھی، پھر ایک غائب ہوا اور دو نے جانور ذبح کر لیا، تو وہ ہر سہ کا مال تھا، ہر سہ کی قربانی ہوئی، ہر سہ برابر گوشت لیویں گے اور جو فقط قرار داد قیمت تھی، بیع تام نہیں ہوئی اور پھر دونوں [نے] خرید کر قربانی کی، تو قربانی دو کی ادا ہوئی، نہ تیسرے کے ذمہ سے قربانی ادا ہوئی، نہ اس کی ملک گوشت ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی بیع درست ہے کہ گوشت دیکر قیمت گوشت کی لیوے، البتہ قرابت کے سبب جو گوشت اس کو دیا، قربانی اس کی درست ہو گئی، مگر ثالث کے ذمہ قربانی واجب رہی۔

(بدست خاص، سوال ۱۴۳)

(۳۸۸) اگر قربانی کا ایک شریک نہ پیسے دے، نہ گوشت لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر قربانی ہونے کے بعد ایک شریک قیمت قربانی کی نہ دے، اور اس قربانی کا گوشت بھی نہ لے تو وہ قربانی جائز رہی یا نہیں، اور اس کے حصہ کے گوشت کو کیا کرے؟

جواب: اس کی طرف سے قربانی ادا ہو گئی، قیمت اس کے ذمہ واجب ہے، اس سے لی جاوے اور گوشت اس کو دیا جاوے۔(۱) (بدست خاص ص:۹)

(۱) یعنی یہ اس کا حق ہے اس تک پہنچایا جائے، لیکن اگر وہ اپنی خوشی سے نہ لے تو اس کا بھی اسے اختیار ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو پھر تصدق کے معنی خاص تصدق بمعنی تملیک فقراء کے ہوں گے، یا عام تصدق بمعنی ہبہ، چاہے غنی ذی نصاب کو دے، چاہے فقیر کو، یا تملیک ہی شرط نہیں ہے، جس جگہ چاہے خرچ کر دیوے۔

سہارنپور میں یہ تعامل ہو رہا ہے کہ امام یا مؤذن یا دوسرے خدمت گذار مسجد کو جب مقرر کرتے ہیں، کہہ دیا جاتا ہے کہ جو آمدنی بعد ختم قرآن مجید ماہ رمضان میں ہوگی، یا جو آمدنی بعد عید الاضحیٰ کے کھالہائے قربانی کی، اہل محلہ سے آوے گی، وہ تم کو ملے گی، اور اگر بالفرض کسی جگہ نہ کہا جاوے، تو بسبب عرف کے ان خدمت گذاران کو خود معلوم ہے، کہ آمدنی معمولہ ملے گی اور عام لوگ موافق تعامل کے برابر خدمت گذاران مسجد کو، خواہ مخواہ وہ ذی نصاب ہوں، یا نہ ہوں، دیتے چلے جاتے ہیں، آیا یہ دینا جائز ہوگا اور قربانی میں کچھ خلل واقع نہ ہوگا، یا کیا حکم ہے، یا کچھ تفصیل ہے؟

اور اگر قربانی والا اس خیال سے کہ یہ خدمت گذار مسجد مذکور الصدر بھی، صاحب حاجت ہے، اور مجھ کو حاجت مذکور [میں] دینا ہے، خدمت گذار مسجد بہ نسبت دوسرے حاجت مند کے بہتر ہے، بلالحاظ ان کے اجرت خدمت کی، خواہ ذی نصاب ہوں، خواہ فقیر دیوے، یہ امر موجب خرابی قربانی کا تو نہ ہوگا، یا کیسا؟

اور خرید کتب وقفیہ مدارس میں، خواہ ان کی جلد وغیرہ میں بھی یہ کھال وغیرہ صرف ہو سکتی ہیں، یا نہیں، ظاہرا کارکن مدرسہ کے متولی ہوں گے، تملیک کسی خاص شخص کی نہ ہوگی، بینوا توجروا!

اگر کوئی روایت فقہ کی کسی کتاب میں ہو، اس کتاب کا حوالہ مع نشان باب کے درج فرماویں۔

الجواب: قربانی کے کھال وچم کا اگر کسی کو مالک کر دیوے اور وہ موہوب لہ اپنی ملک کو بیچ کر کے، مسجد میں یا جہاں خرچ کرے درست ہے، اور صاحب قربانی کو یہ سب امور ناجائز ہیں۔ فقط

کھال ورسن کو مسجد میں رکھنا درست ہے اور ملک دینے والے کی پر رہ کر، مستعمل ہووے گا، بطور وقف کے، یہ درست ہے۔ کھال وغیرہ غنی کو دینا درست ہے، تصدق کرنا فقیر کو ہوتا ہے اور آپ استعمال کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور ہدیہ بھی اس کا درست ہے۔ تصدق واجب نہیں علی التخیر ہے۔

اول تو اجرت امامت اور تاذین کی مکروہ ہے، پھر اگر فتوی متاخرین پر جائز کہا جاوے، تو یہ تعارف سہارنپور کا مجہول، ایسی اجرت ناجائز، ہاں بطور وعدہ کہہ دیوے تو مضائقہ نہیں۔ اور تصریح وعدہ کی کر دیویں ورنہ المعروف کالمشروط سے کراہت آجاوے گی، مگر قربانی میں اس سے کوئی خلل نہیں، جیسا اوپر سے واضح ہو گیا۔

اور مدارس میں اگر کھال مہتمم یا کسی کو دیویں، کہ وہ فروخت کر کے صرف کرے تو کوئی قید نہیں، مالک جس طرح چاہے صرف کرے، اور نہ رعایت قاعدہ کی رہے گی کہ کھال سے استبدال کتاب کا درست ہے، مگر فروخت کرنا روپے سے اور پھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: تکبیر و تسمیہ زبان سے کہے ایسا کہ آپ سنے فقط دل کے کہنے سے حلال نہیں ہوتا۔

(بدست خاص سوال ۱۰۵)

(۴۰) ذبح کے وقت تکبیر و تسمیہ پڑھنا بھول گیا تو؟ **سوال:** وقت ذبح کرنے جانور کے اگر تکبیر پڑھنا یاد نہ رہے اور بلا تسمیہ ذبح کر دی ہے تو جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: نسیان سے تکبیر کا نہ ہونا معاف ہے ذبح درست ہو جاتا ہے۔ فقط (بدست خاص سوال ۱۰۶)

(۴۱) ذبح فوق العقدہ کا حکم؟ **سوال:** مذبوحہ فوق العقدہ وطاہر باشد یا غیر طاہر، حلال است یا نہ؟ ہر چہ باشد جواب تحریر فرمائید، اجر یابید۔

ترجمہ: وہ جانور جو عقدہ (گلے پر ابھری ہوئی ہڈی) کے اوپر ذبح کیا گیا ہو، پاک ہے یا ناپاک؟ حلال ہے یا نہیں؟ جو صورت بھی ہو جواب تحریر فرمائیں، اجر پائیں گے۔

جواب: در مذبوح فوق العقدہ اگر مری قطع شود حلال است، و اگر مری ہم قطع نمی شود حرام۔ ایں را صاحب درمختار مرجح کردہ و جمع روایات نمودہ و ہمیں ارجح باشد۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: عقدہ سے اوپر ذبح جانور کی، اگر مری (خاص رگ) کٹ گئی تو حلال ہے اور اگر یہ رگ نہیں کٹی تو حرام۔ اسی کو درمختار کے مصنف نے ترجیح دی ہے اور سب روایات جمع کی ہیں، یہی سب سے بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۰۸)

(۴۲) ذبح کے وقت گردن کی گرہ سے اوپر کٹ جائے تو؟ **سوال:** گردن میں جو ایک گرہ ہوتی ہے جانور کے ذبح کرنے میں، اگر اس گرہ سے اوپر ذبح ہو جائے تو درست رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اگر نلی اور دونوں رگیں کٹ جاویں تو حلال ہے ورنہ حرام۔ پس یہ تحقیق کر لینا چاہئے کہ گرہ کے کٹنے سے یہ تینوں کٹتے ہیں، یا نہیں؟ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (بدست خاص ص ۳۶)

(۴۳) ذبح کرنے کے بعد اگر جانور نے حرکت کی ہو، چاہے خون نہ نکلے تو وہ حلال ہے: السلام علیکم و علی من لدیکم۔ حامداً و مصلیاً! کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں **سوال:** ایک شخص نے کسی جانور پرند یا ہرن وغیرہ کو بندوق سے شکار کیا اور زخمی ہو کر وہ جانور گر گیا، اور اس کو ذبح کیا، ذبیحہ میں کچھ خون نہیں دیا اور بعد ذبح وہ جانور تڑپتا بھی رہا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حالت میں بغیر نکلے خون کے، اس کا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بعد ذبح کرنے کے ہرگاہ کہ جانور نے حرکت کی ہے، تو اگرچہ خون نہیں نکلا، وہ جانور حلال ہو گیا، اس کا کھانا درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ۱۲۹)

(۴۱۴) کافر کا قول کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، کب معتبر ہے؟ **سوال:** ترجمہ کنز میں لکھا ہے کہ اگر کافر کہے، کہ یہ گوشت مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، تو اس کا قول مانا جاوے گا۔ اور ایک فتوئی میں لکھا ہوا ہے، کہ جب تک مسلمان کے سامنے کہ جس کے روبرو وہ گوشت ہوا ہے رہا، تب تک پاک ہے، اور اگر کچھ دیر بھی اس مسلمان کی نظر سے وہ گوشت غائب ہوا، تو وہ ناپاک ہے، پھر اس کافر بیچنے والے کا کہنا نہ مانا جاوے گا، ان میں کون سا قول معتبر ہے۔

جواب: یہ قول دونوں درست ہیں، مگر تمہاری سمجھ میں ان کا فرق نہیں آیا۔ (۱) (بدست خاص ص ۵۰)

(۴۱۵) اگر جانور کا گوشت اور کھال ذبح کرنے سے پہلے، الگ الگ بیچ دے تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** بعض جگہ ایسا کرتے ہیں کہ گائے کی کھال اور پیا قبل از ذبح قصاب کو قیمت کر دیتے ہیں، کہ اتنے میں کھال اور پیا اور اتنے میں گوشت۔ تو یہ تو معلوم ہے کہ یہ بیع کرنا منع ہے، مگر اور خریداروں کو وہ گوشت کھانا خرید کر، جائز ہے یا نہیں، یا فقط قیمت کھال کی ٹھہرائی اور گوشت بعد ذبح بیچا، تب بھی وہ گوشت کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: گوشت کھانا جائز ہے، خریداروں کو بیع صحیح کے ساتھ، کہ گوشت کو بہ بیع صحیح خرید یں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۵)

(۴۱۶) ذبح سے پہلے جانور کی کھال فروخت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ؟ **سوال:** گائے وغیرہ کا چمڑا قبل از ذبح قیمت ٹھہرانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، اگر اسی جلسہ میں نکال کر قبضہ کرادیویں، ورنہ منع ہے اور بیع فاسد ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۳۷)

---

(۱) معاملات میں فاسق، کافر، اور غلام کا قول معتبر ہے کیونکہ معاملات بکثرت پیش آتے ہیں، اور دیانات میں عدالت شرط ہے پس فاسق اور کافر کا قول معتبر نہیں اور یہ کہنا کہ یہ گوشت مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا ہے از قبیل معاملات ہے اور ان میں کافر کا قول معتبر ہے اور کسی گوشت کا حلال یا حرام ہونا از قبیل دیانات ہے اور ان میں کافر کا قول معتبر نہیں، پس اگر کوئی کافر کہے کہ یہ گوشت حلال ہے تو اس کا یہ قول معتبر نہیں۔ یہ مسئلہ در مختار شامی میں کتاب الحظر والاباحۃ کے شروع میں ہے، کہ کافر کا قول کہاں مانا جائے گا اور کہاں نہیں مانا جائے گا۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

عقیقہ اور متعلقہ مسائل

(۴۲۷) عقیقہ امر مستحب ہے مگر ہر سال کی نذر ماننے سے؟ **مسئلہ:** عقیقہ امر مستحب ہے اور ایک بار مستحب ہے سو جس نے نذر کی ہے ہر سال ذبح کرنے کی اس نے نذر کی ایک امر کی کہ مثل اس کے شرع میں واجب ہے یعنی اضحیہ تو اب ہر سال کا عقیقہ نذر کے سبب واجب ہوا، اور منذور میں سے کھانا نذر کنندہ کو نہیں چاہئے اگر اس میں سے کچھ کھایا تو قدر اس کے صدقہ کر دیوے۔ فقط

(مکتوب بنام مولانا محمد احمد، مکتوب ۱۸)

(۴۲۸) قربانی میں عقیقہ کا حصہ کرنا؟ **سوال:** ایک گائے میں چھ شریک قربانی کی نیت رکھتے ہیں اور ساتواں شریک عقیقہ کی نیت رکھتا ہے تو اس طور سے قربانی اور عقیقہ ایک جانور میں درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ شرکت درست ہے۔ واللہ اعلم

(ہدایات ... ص ۹)

(۴۲۹) عقیقہ کے جانور کی ہڈی توڑنی درست ہے: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ جو اکثر کتب میں مندرج ہے کہ ذبیحہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑی جائے اس کی کیا اصلیت ہے اور اگر صحیح ہے تو کون سی ہڈی مراد ہے؟

جواب: عقیقہ کے ذبیحہ کی ہڈی توڑنی درست ہے سب ہڈیاں توڑنی جائز ہیں مثل قربانی کے۔ یہ امر کہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑے کوئی روایت نہیں، محض تفاؤل ہے اور بس۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم   کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

(... ص ۱۸۰)

(۴۳۰) ختنہ کے لئے شرعاً کوئی وقت مقرر نہیں ہے: **سوال:** بعض آدمی بطور رسم ایسے لڑکے کے یا دو چار روز بعد ختنہ کرا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس سے سہان کا خلل بچہ کو نہیں ہوتا، آیا یہ فعل بجائے شریعت یا حکمت کیسا ہے اور بطور مسنون ختنہ کرنا، کتنی عمر میں چاہئے؟

جواب: بطور علاج درست ہے شرع سے ممانعت نہیں اور ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ہدایات ... ص ۳۶)

(۴۳۱) ختنہ کے موقع پر نیوتی پیسے وصول کرنا جائز ہے: **سوال:** ایک رسم ختنہ کی ہے اس میں مختلف ... (اس سے) لگتی ہے چاہے غریب ہو چاہے یتیم ہو جب تک اس سے ... روپیہ نہ لئے جاویں

toobaa-elibrary.blogspot.com

تب تک اس کی ختنہ نہیں ہونے دیتے، بلکہ جبراً مبلغان مذکور لیتے ہیں، یہ دس روپیہ مذکور لینے جائز ہیں، یانہیں؟ یہ رسم توڑ ڈالنے (کے) قابل ہے، یانہیں؟

جواب: ختنہ بدون روپیہ لئے برادری نہ ہونے دیوے یہ ظلم ہے، ایسا روپیہ لینا حرام ہے اوراس رسم ظلم کا ترک کرنا واجب ہے، خصوصاً یتیم سے روپیہ لینا سخت حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فیوض رشیدیہ، ص ۸)

(۴۲۲) بچے اور بچی دونوں کے کانوں میں اذان مستحب ہے: سوال: لکھا ہے کہ پسر کے کان میں اذان کہنا، بعد پیدائش کے مستحب ہے، تو دختر کے کان میں اذان کہنے کا بھی یہی حکم ہے، یا یہ حکم فقط لڑکے کے واسطے ہی ہے؟

جواب: اذان گوش دختر میں بھی مستحب ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم

(بدست خاص، ص ۱۰)

(۴۲۳) اذان ولادت کے فوراً بعد ہونی چاہئے: سوال: بعد پیدائش کے اذان کان میں کہنے کی [بعد] تولد کے کیا حد ہے، آیا فوراً بعد وضع حمل کے کہی جاوے، یا کئی روز بعد؟

جواب: بعد تولد کے فوراً اذان کہنی چاہئے تا کہ اول اس کے کان میں خدا کا نام پڑے مگر بعد غسل ہونا چاہئے۔

واللہ (تعالیٰ) اعلم (بدست خاص، ص ۱۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب الحج

حج اور عمرہ کے مسائل و مشکلات

(۳۳۴) [illegible]

جواب: [illegible]

(۳۳۵) رمضان المبارک کے عمرہ سے حج افضل ہے [illegible]

(۳۳۶) [illegible]

[illegible]

جواب: بہتر بعد حج کے جانا ہے، پہلے جاوے تو جب بھی کچھ حرج نہیں۔ فقط

(بدست خاص سوال ۱۲۶)

(۴۴۷) طواف خانہ کعبہ، حجر اسود کے بوسہ کی وجہ اور زم زم کے لانے کا جواز اور شرعی حدود؟

مسئلہ: طواف خانہ کعبہ کا اور بوسہ حجر اسود کا، بحکم حق تعالیٰ عبادت ہوا ہے اور زم زم کا لانا بھی، بحکم شرع درست ہوا ہے، مگر طواف سوائے بیت اللہ کے دوسری شے کا حرام ہے، اور بوسہ بھی قبور وغیرہ اشیاء کو دینا حرام ہے، لیکن جس شے کا بوسہ شرع نے جائز کر دیا، وہ درست ہے، جیسا استاد، پیر حق کے ہاتھ کو، قرآن شریف کو، مگر قبر کو بوسہ دینا گناہ ہے۔ زمزم کو بصورت گنگا کے پانی کے لانا بھی منع ہے اور بدون اس صورت کے لانا، جیسا کہ لوگ لاتے ہیں درست ہے، جیسا کنویں کا پانی لاتے ہیں، اسی طرح زمزم کا لاوے تو کیا حرج ہے، دور سے لانے میں گرنے اور خشک ہونے کا اندیشہ ہے، اس واسطے ٹین کے برتن میں منھ بند کر کے لاتے ہیں، اگر شیشہ میں یا بوہیہ میں رکھ کر، گنگا کے لوگوں کی طرح لاوے گا تو بیشک حرام ہے۔ یہ سب مسائل کتابوں میں مفصل لکھے ہیں۔ فقط والسلام

(مجموعہ کلاں ص ۲۴۶۔۲۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

آٹھواں باب

کتاب النکاح والطلاق

(نکاح، مہر، طلاق، رضاعت وغیرہ کے مسائل)

(۳۲۸) [illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۳۲۹) [illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

جواب: نکاح اول صحیح ہوگیا، اس کو کوئی فسخ نہیں کرسکتا، نہ والدین زوجہ کے فسخ کرسکتے ہیں، اور نہ خود زوجہ بالغ ہوئی، فسخ کرنے کی مختار ہے۔ قال فی در المختار و رد المحتار:

و لزم النكاح، ای بلا توقف علی اجازة احد و بلا ثبوت خيار فی تزويج الأب و الجد، و إن كان الولی أبا أو جداً (۱) انتهی

پس اب چراغا نے جو کریمہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا ہے، یہ نکاح باطل ہے۔ ہرگز درست نہیں، اور پہلا نکاح اس سے فسخ نہیں ہوا، اور یہ نکاح حرام محض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ الآية (۲) حرام کیا گیا خاوند والی عورتوں کا نکاح، فقط

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۷۵ سے ص ۱۷۷ تک)

(۴۳۸) نکاح میں اجازت بالدلالہ کے معنی؟

سوال: اجازت بالدلالۃ جو ہم نے دریافت کی ہے، اس کی تصریح مع عبارت کتب ارشاد ہو۔

جواب: سوال میں صراحت مذکور ہے، کہ باپ نے نسبت کو بخوشی قبول کیا تھا، اور نکاح کی سب رسوم کی اور جہیز دے کر حوالہ نوشہ کے کیا تھا، پس یہ افعال تو خود اجازت نکاح کی بصراحت موجود ہیں، اور اجازت کیا خود نکاح کر دینا ظاہر ہے۔ پھر دلالت اجازت کی کیا ضرورت ہے، اثبات ہے۔ یہ نکاح خود پدر کا کیا ہوا ہے، مگر چوں کہ سائل کو دلالت رضا کی ضرورت ہے، لہٰذا روایت اس کی نقل کرتا ہوں:

قال فی الدر المختار: وقبضه ای ولی له حق الاعتراض، المهر و نحوه، مما يدل علی الرضی رضا دلالة. (قال فی رد المحتار فی شرح) قوله: و نحوه كالتجهير و نحوه. انتهی (۳)

الحاصل! اس صورت مذکورہ سوال میں، خود پدر نے نکاح کریما کا کرایا ہے، اس میں اثبات رضا کی ضرورت نہیں، یہ نکاح پدر کا کیا ہوا ہے، کہ اب ہرگز فسخ نہیں ہوسکتا۔ دختر کی طرف سے اور نہ خود پدر کی طرف سے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۷۷)

---

(۱) الف۔ در مختار کتاب النکاح، باب الولی ص ۱۹۲ ج ۱ عکس مجتبائی ۱۳۳۱ھ ب۔ شامی ۳۰۲ ج ۲۔ باب الولی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۸ھ) نیز شامی ج ۲ ص ۳۳۰ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ نیز رد المحتار باب الولی ص ۶۶ ج ۳ (دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ) [نور]

(۲) سورۂ نساء آیت نمبر ۲۴۔

(۳) در مختار باب الولی ص ۱۹۱ ج ۱ عکس مجتبائی ۱۳۳۱ھ نیز شامی ص ۲۹۸ ج ۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۸ھ) شامی ص ۵۸ ج ۳ دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء نیز شامی ج ۲ ص ۳۲۴ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بات نخت احمق جاہل بکتا ہے، عالم ایسی بات ہرگز نہیں کہتا۔ واللہ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۴۲)

(۴۴۵) نکاح کے وقت، اگر بعض ولی راضی نہ ہوں تو؟ **سوال:** لکھا ہے کہ تھوڑے سے ولیوں کا راضی ہونا، ایسا ہے جیسا سب کا راضی ہونا، اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا در صورت موجودگی ایک ولی مقدم کے دوسرے ولیوں کو بھی اختیار ہوتا ہے اور بحالت موجودگی کل ولیوں کے، اگر ایک یا دو ولی ایک جگہ رضامند ہو کر نکاح کر دیں، اور سب کے سب ولی ناراض ہوں، تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو کچھ مطلب ہو تحریر فرما دیں۔

جواب: یہ اس صورت میں ہے کہ جب اور اولیاء موجود نہ ہوں، اور اگر سب اولیاء موجود ہوں اور پھر بعض راضی ہوں، بعض ناراض، تو اس وقت میں بعض کی رضا معتبر نہ ہوگی، بلکہ اور کسی صورت سے ترجیح دی جا سکے گی، حاکم وغیرہ کے ہاں پیش کر کے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۵۱)

(۴۴۶) شادی کیلئے داماد سے رقم طے کر لینا کیسا ہے؟ **سوال:** بعضے آدمی اگر اپنی لڑکی کا کسی سے نکاح کرتے ہیں، تو اس سے یعنی داماد سے کچھ روپے لینے مقرر کر لیتے ہیں، اور تاوقتیکہ وہ مبلغان معہودہ ادا نہ کئے جاویں، تو نکاح نہیں کرتے۔ تو شرعاً اپنی دختر پر کچھ لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ روپیہ لینا حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۵)

(۴۴۷) نکاح کے وقت تجدید ایمان، اور کلمہ پڑھانے کا معمول؟ **سوال:** کلمہ پڑھنا اور خطبہ پڑھنا، وقت نکاح، باوجود عیاں ہونے اسلام کے، کون سی حدیث سے ثابت ہے۔

جواب از انبالوی: کلمہ پڑھانا اور خطبہ پڑھنا نکاح میں بہت خوب اور مرغوب ہے، کلمہ پڑھانا مستحب ہے، احتیاطاً، بموجب حدیث شریف:

جددوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللّٰہ (۱) اپنے ایمان لا الہ الا اللہ کے ذریعہ تازہ کرتے رہا کرو۔

اور خطبہ پڑھنا مناسب ہے، چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، وقت نکاح حضرت فاطمہؓ کا خطبہ پڑھا ہے، کتب میں مسطور ہے۔ فقط .... جواب انبالوی تمام شد

جواب از حضرت گنگوہی تردید جواب بالا: خطبہ وقت نکاح لاریب مسنون ہے، مگر مسلمان کو کلمہ پڑھانا

(۱) ولفظہ عند الامام الاحمد: جددوا ایمانکم، قیل یارسول اللہ وکیف نجدد ایماننا؟ قال: "اکثروا من قول لا الٰہ الا اللّٰہ. مسند الامام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ص: ۳۵۹، ج: ۲ [دار الفکر بیروت: ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ] نیز ص: ۲۹۵ ج: ۸ [نسخہ محمد شاکر، مسند ابی ھریرۃ، رقم الحدیث: ۸۶۹۵ [دار الحدیث، القاھرۃ: ۱۹۹۵ء] [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

والد اور شوہر کے شرعی حق میں کس کو اولیت ہے اس کی تحقیق

نقل جواب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

[illegible]

وقال علیہ السلام:

و لاتخالفہ فی نفسھا و مالھا (۱) الحدیث

پس اس صورت سوال میں کہ والد کسی طرح محتاج خدمت نہیں، اور دختر کو خانۂ زوج سے منع کرتا ہے، ظلم کرتا ہے۔ عورت کو واجب ہے کہ نہ مانے اور زوج کے گھر جاوے۔ باقی شرط کر لینا پدر کا، کہ دختر ہر روز میرے گھر رہے گی، یہ شرط خلاف مقتضائے عقد نکاح کے ہے، قال علیہ السلام: کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل الحدیث(۲) لہٰذا اس کا وفا کرنا زوج پر ضرور[ی] نہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل جواب استفتاء از علمائے دیوبند

بعد غور کرنے عبارت سوال موجودہ سوال اول و دوم و سوم و پنجم و ششم کا ایک معلوم ہوتا ہے اور چہارم کا جدا، اس لئے دو جواب کافی ہیں۔ جب عورت کا باپ اُس کو شوہر کے گھر جانے سے منع کرے، اس میں اطاعت ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی شرائط بروقت نکاح کچھ مؤثر ہیں۔

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عقوق والدین بڑا سخت گناہ ہے، لیکن اس کے اندر یہ شرط ہے کہ خلاف شرع پر والدین کا اصرار نہ ہو، اُس پر اطاعت کرنی ضرور نہیں ہے۔ پس عورت پر جو حقوق شرعاً شوہر کے ہیں، اُس میں ماں باپ کی اطاعت ضرور نہیں ہے اور کچھ حقوق والدین ہیں، اُس میں شوہر کی اطاعت ضروری نہیں۔ مثلاً شوہر یوں کہے کہ تو اپنے ماں باپ سے مت مل اور مت کلام کر، اس میں شوہر کی اگر نہ مانے درست ہے۔ اور اگر ماں باپ یوں کہیں کہ تو شوہر کے یہاں مت جا، اس میں ماں باپ کی نہ مانے تو درست ہے۔ کیونکہ اصل حق شوہر کا تو یہی ہے کہ اس کے گھر میں بلا حائل دیگر رہے۔ پس جہاں تک کہ خلاف شرع نہ ہو، وہ نیک اطاعت درست ہے، ورنہ وہ اطاعت درست نہیں ہے۔

(۲) عاق کرنے کا اثر بیٹا بیٹی پر کچھ نہیں ہے، یعنی وہ بیٹا بیٹی ہی رہتے ہیں، اور جائداد سے حصہ برابر پائیں گے، اور رسم عوام جہلاء ہے یا ہنود کی ہے، اور شرع شریف میں جیسے کہ دوسرے کی اولاد اپنی نہیں ہوتی ہے، جس کو متبنیٰ کہتے ہیں، ایسے ہی اپنی اولاد سے رشتہ نہیں قطع ہوتا۔

محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند صحیح بندہ محمود عفی عنہ

---

(۱) حوالہ نمبر: ۴ پر گذر گیا ہے۔

(۲) البخاری. ولفظہ کل شرط خالف کتاب اللہ فھو باطل. وفی روایۃ من اشترط شرطا لیس فی الکتاب فلیس لہ، کتاب الشروط، باب المکاتب ومالایحل من الشروط، صفحہ: ۳۸۱/۳۸۲ ج: ۱ باب: ۱۷ حدیث: ۲۶۵۳ [ہر و آباد: ۱۳۱۵ھ] نیز ص: ۱۷۳ جلد سوم رقم الحدیث: ۲۷۳۵ [الریاض: ۱۴۰۲ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

الطّلاق

(۴۷۵) الفاظ کنایہ سے، نیت کئے بغیر طلاق کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مقدمہ میں: کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، کہ "جا تو اپنے میکے کو، تو ہمارے کام کی نہیں، اور ہمیں تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے" اور عرصہ دو ماہ تک منھ سے نہ بولا، بعدہ باہر کو نکل گیا۔ عرصہ قریب آٹھ سال کے گذرتا ہے، اس شخص کی کچھ خبر نہیں، یعنی مفقود الخبر ہو گیا۔ اس صورت میں آیا اس عورت کو نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا!

جواب: یہ دونوں کلمہ کنایہ طلاق کے لفظ ہیں، اور کنایہ میں جب تک طلاق کی نیت نہ ہو طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔ پس چونکہ زوج بعد تکلم ان کلمات کے گم ہو گیا ہے، نیت پر اس کی اطلاع دشوار ہے اور وقوع طلاق میں شک ہے، لہٰذا نکاح جو بالیقین ثابت ہے، شک سے مفتی رفع نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۱۴-۱۱۵)

(۴۷۶) طلاق میں الفاظ کنایہ کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا، کہ تو میرے گھر سے نکل جا، میں تجھ کو نہیں رکھتا، بالکل القط کر دی، جہاں چاہے اور شوہر کرلے مگر یہاں مت کرنا۔ ہندہ مذکورہ بارہ برس تک اسی جگہ رہ کر، دوسری جگہ چلی گئی، بعد اس کے جانے کے بکر و خالد نے زید کو فہمائش کی، کہ ہندہ کو تو لے آ۔ زید نے کہا کہ اس کو چھوڑ دی اور القط کر دی۔ ہندہ مذکورہ مطلقہ ہو گئی اور دوسرا نکاح کرنا اس کو جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا!

جواب: اگر چہ الفاظ طلاق صریح کے نہیں، بلکہ کنایات طلاق ہیں، مگر ظاہر حال اور متبادر کلام سے طلاق ہی [معلوم] ہوتا ہے، پس ایسی حالت میں اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۴۶-۱۴۷)

(۴۷۷) الفاظ کنایہ سے بغیر نیت کے، طلاق کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مدت تک نان ونفقہ سے تنگ رکھا، جب وہ مجبور ہوئی اپنے باپ کے چلی آئی، اس شخص مذکور کو اکثر آدمیوں نے فہمائش کی کہ ایسا امر نہ چاہئے، تو اس شخص نے چند شرائط پیش کی اور یہ کہا، کہ اگر یہ منظور کرے تو میں لے جاتا ہوں، اور اس کے نان ونفقہ کا کفیل ہوتا ہوں۔ اگر منظور نہ کرے تو اس کی یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

راہ، میری یہ راہ، نہ میں اس کا، اور نہ یہ میری۔ چنانچہ شرائط زوجہ نے منظور نہ کیں، اب اس باہمی گفتگو سے عورت نکاح سے خارج ہوگی، یا نہیں؟ اور اس عورت کا نکاح بعد عدت کے دوسرے شخص سے جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: اگر یہ کلام کہ اس کا یہ راہ، میرا یہ راہ، نہ میں اس کا اور نہ یہ میری، شوہر نے طلاق کی نیت سے بولے ہیں، تو طلاق واقع ہوگی، کیونکہ اس نے شرائط نہ قبول کرنے پر یہ تعلیق کی تھی، پس بعد عدت دوسرے سے نکاح جائز ہے، اور جو زوج طلاق کی نیت سے انکار کرتا ہے، تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۶۰)

(۴۷۸) طلاق دی یعنی چھوڑ دیا طلاق صریح ہے: طلاق کے باب میں، جس کے عرف میں چھوڑا بمعنی طلاق شائع وذائع ہوگیا، تو البتہ صریح ہووے گا، ورنہ غلبہ معنی کا وقلیل الاستعمال معنی کو ترک نہیں کرسکتا اور کنایہ سے نہیں نکال سکتا۔ اعتدی کو ہی دیکھو کہ اعتدی کے معنی عدت کے کثیر الوقوع ہیں اور اعتداد نعمۃ اللہ ایک ضعیف معنی ہیں۔ فقط

(مکتوب بنام مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، قلمی مکتوب ۷۱)

(۴۷۹) طلاق صریح کس کو کہتے ہیں؟ مسئلہ: طلاق صریح اس کو کہتے ہیں کہ ایسے لفظ سے ایقاع کیا جاوے جو عرف میں سوائے طلاق کے دوسرے معنی پر مستعمل نہ ہووے۔ سو لفظ چھوڑا کا، ہمارے عرف میں ترک نکاح اور ترک خبر گیری نان ونفقہ دونوں پر استعمال کیا جاتا ہے، سو اس سے معلوم ہو کہ بائن ہو محتاج نیت پر، پھر اگر نیت طلاق ہووی تو طلاق بائن واقع ہووے۔

(مکتوب بنام خلیل احمد انبیٹھوی ص ۳۱)

(۴۸۰) ڈھائی یا پونے تین طلاق کے الفاظ سے کونسی طلاق ہوتی ہے؟ سوال: طلاق اگر یوں کہا، کہ ڈھائی طلاق یا پونے تین طلاق، تو نکاح رہا یا نہیں، اور تین طلاق ہوئی یا دو؟

جواب: ڈھائی اور پونے تین پوری سہ طلاق ہوتی ہے، مغلظ طلاق ہوگئی اور ہمیشہ کو جدا ہوگئی۔

(بدست خاص، سوال ۶۱)

(۴۸۱) اگر دو طلاق، تین طلاق اور پچاس طلاق کہا تو کتنی طلاقیں واقع ہونگی؟ سوال: اگر یوں کہا کہ دو طلاق، یا یوں کہا تین طلاق، یا پچاس طلاق، تو دو طلاق پڑی یا تین، یا ایک؟

جواب: دو میں دو طلاق، اور تین اور پچاس میں تین طلاق پڑیں گی۔

(بدست خاص سوال ۶۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۸۲) جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے، اس سے طلاق کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ زید نے عمرو سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے، تو عمرو نے جواب میں کہا، کہ جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے، اور اگر عورت سے دریافت کیا جاتا ہے، تو وہ بھی بیان کرتی ہے کہ ہاں مجھ کو طلاق دیدی ہے۔ تب اس صورت میں طلاق عائد ہوگی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ قول عمرو کا کہ، جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے، لفظ طلاق کا نہیں، کیونکہ اس میں کوئی لفظ ایقاع طلاق کا نہیں، اور نہ اقرار طلاق دینے کا ہے۔ اس واسطے کہ معنی اس کلام کے عرف میں یہ ہیں، کہ جب گھر سے چلی گئی تو یہ چلا جانا گویا طلاق ہی ہے۔ سو عمرو نے چلی جانے کو طلاق ٹھہرایا اور اس کو طلاق یا بحکم طلاق جانا اور حال یہ ہے کہ چلا جانا، نہ طلاق ہے اور نہ بحکم طلاق ہے، شرعاً۔

پس یہ کلام اقرار طلاق کا نہ ہوا، بلکہ چلی جانے کو بحکم طلاق قرار دینا کہنا ہے، سو اس سے نہ طلاق واقع ہوئی اور نہ اقرار طلاق کا ہوا۔ پس اقرار زوجہ کا قابل اعتبار کے نہیں اور زوج تصدیق اس کے اقرار کی نہیں کرتا، لہٰذا طلاق عائد نہیں ہوتی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۳۱)

(۴۸۳) تیری ماں، یا تیری جنتی پر طلاق کہنے سے طلاق کا حکم؟ **سوال:** اگر کسی نے اپنی جورو کو یوں کہا کہ تیری جنتی پر، یا کہا تیری ماں پر طلاق ہے، اگر تو یہ کام نہ کرے، تو اس کہنے سے جورو پر طلاق پڑ گئی، یا نہیں؟

جواب: اس کلام سے طلاق نہیں ہوتی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۳۲)

(۴۸۴) تعلیق طلاق کے ایک مسئلہ کی تحقیق: **مسئلہ:** تعلیق طلاق میں جزا کے الفاظ کے بعد حذف اداۃ [کی] تحقیق ضروری ہے۔ سو اس تعلیق میں انا ابنک ؟ ہے، اگر اپنی زوجہ کو کوئی ماں کہدے انت امی یا اختی و علی ھذا تو ان صورتوں میں نہ طلاق ہوئی ہے، نہ ظہار نہ تحریم یمین، اس قیاس پر کہ اگر اپنے آپ کو پسر اپنی زوجہ کا کہہ دیا، تو کچھ بھی نہ ہوگا، کیونکہ زوج کا ابن ہونا، زوجہ کے ام ہونے کو لازم ہے، سو جب یہ لغو ہے، ایسا ہی وہ بھی لغو ہے۔ یہ مسئلہ کتاب الظہار در مختار میں ہے۔

اور یہ جواب جو بندہ لکھتا ہے کہ یہ تعلیق لغو باطل ہے، شاید اکثر علماء اس میں تردد فرماویں، مگر فقیہ اس کو قبول کرے گا، انشاء اللہ تعالیٰ! کیوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں معنی حقیقی و مجازی ہر دو ناجائز ہیں ھذہ بنتی کا، جو اصول میں لکھتے ہیں۔

(مکتوب بنام مولانا خلیل احمد مکتوب نمبر ۲۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حرمت مصاہرت

(۵۰۲) [illegible]

[illegible]

رضاعت

(۵۰۵) [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

(۵۰۶) [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible].blogspot.com

كتاب البيوع والمعاملات

[illegible]

اجارہ

[illegible]

مروۃ ہے مستاجر کی۔ کذا فی کتب الفقہ ، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۲-۲۲۳)

(۵۶۱) کرایہ کا مکان خالی کرانے کے لئے جبر کرنا؟ سوال: اگر اس فتویٰ شرعی سے منحرف ہو اور قبول نہ کرے، تو زید پر یہ امر جائز ہوگا یا نہیں، کہ کرایہ نامہ کو چاک کر ڈالے اور معاہدہ باہمی سے انکار کردے، کہ خالد نے حکم شرع کو قبول نہیں کیا۔

جواب: ایسے شخص کا یہی علاج ہے، کہ اس نے فتویٰ شرعی کو نہیں مانا اور زید کو گناہ سود میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ فقط، محمد مراد عفی عنہ (۱)

[جواب] ہرگز کرایہ نامہ کو چاک کر کے، خالد کو نکال دینا درست نہیں، کہ فسخ اجارہ کا یہاں کوئی عذر شرعی موجود نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۰)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ، جواب مسئلہ مولوی مراد صاحب نے بدون کتاب دیکھے لکھ دیا تھا، چونکہ بندہ کی فہم میں نہ آیا، جو کچھ معلوم تھا لکھ دیا، معاف فرماویں۔ آپ کی بیماری سے رنج ہے، حق تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرماوے۔

مولوی مراد صاحب السلام علیکم

اس مسئلہ کو کتاب الاجارہ کے، باب فسخ الاجارہ میں دیکھنا چاہئے، کہ عذر فسخ اجارہ کے موجر اور مستاجر کی طرف سے جو ہیں، ان کو کہتے ہیں، کہ اگر مالک پر دین ہو جاوے، کہ اندیشہ قید کا ہو اور سوائے اس شے کے اور کوئی دوسرا مال نہ ہو، جس کی بیع سے ادائے دین کر سکے، اس وقت فسخ کا اختیار ہوتا ہے، فقط سو آپ نے دین میں رہن کرنا عذر قرار دیا ہے۔

اس مسئلہ کو دیکھو اور آئندہ کو احتیاط رہے، کہ جواب [صحیح] ہو۔ ظاہری نفع ونقصان اور ظن وتخمین کو کام نہ ہو، کتاب کو خوب غور سے دیکھ کر جواب لکھو، اور عبارت کتاب کی نقل کیا کرو، تاکہ دوسروں کو پھر گنجائش رد نہ ہو اور جب خوب ماہر ہو جاؤ، اس وقت نقل عبارت کی ضرورت نہیں۔ یہ کلمات اپنا دوست جان کر بطور نصیحت لکھے ہیں، بہر خدا تعالیٰ ملال نہ فرمانا، اپنوں کو نصیحت کرتے ہیں، غیروں سے کام نہیں، فقط، سب کو سلام پہنچے۔ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۰-۲۲۱)

(۵۶۲) سود سے بچنے کے لئے مقررہ مدت سے پہلے مکان خالی کرالینا؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم در باب مسئلہ ذیل کے: کہ زید نے مکان اپنا میعاد معین کر کے خالد کو کرایہ پر دیا، بعد اس کے زید کو کہ مدیون ہے، بکر دائن نے کہا کہ مکان میرے پاس رہن کردے، تجھ کو سود سے

---

(۱) مولانا محمد مراد، فاروقی، پنجی، شاگرد رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی وحضرت مولانا گنگوہی، وبانی مدرسہ مرادیہ، احوش والی مسجد، مظفر نگر [نور]

کے کوئی کلمہ جھوٹ، واسطے احقاق حق ورفع ظلم کے، اظہار میں بیان کرے، تو اس پر مواخذہ شرعی ہے، یا نہیں؟

اور اب اس زمانہ میں کوئی مقدمہ کیسے ہی سچے سے سچا کیوں نہ ہو، بوجہ پابندی انگریزی قانون، بلا آمیزش جھوٹ ممکن نہیں ہے، کہ درست ہو جاوے اور اس میں احقاق حق ہو جاوے، تو اب کیا کرنا چاہئے؟ بینوا بسند الکتاب من الفقہ و السنۃ و الکتاب، توجروا عند اللہ الوھاب.

جواب: محض اپنا حق وصول کرنے کے واسطے، کہ کسی کو اس میں مضرت جان و مال کی دینا نہیں، کوئی صورت پیدا کرنا اور کذب وتوریہ سے اپنا حق حاصل کرنا، درست ہے۔ شرعاً اس میں کچھ اثم وملامت نہیں، کتاب وسنت وفقہ سے سب سے ثابت ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۶ تا ۲۱۷)

(۵۶۴) ڈبل پیسے کا منصوری پیسے سے تبادلہ؟

سوال: پیسہ ڈبل کو بھنانا، بایں طور کہ ایک منصوری لے لیا اور باقی کوڑی لے لی، یہ بھنانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: فلوس ڈبل کے بدلہ میں، فلوس منصوری(۱) اور کوڑیاں لینی، درست ہے، علی الاصح فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۱ تا ۱۰۲)

رہن

(۵۶۵) رہن کی زمین سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں؟

سوال: رہن کی زمین کی پیداوار میں سے، جو خرچ ہل یا جتی وغیرہ کی لکڑی کا اور لوہے کا اور مزدور کا، اور بیلوں کا اور حاکمی کا ہوتا ہے، مجرا ہونا چاہئے، یا نہیں؟

جواب: رہن زمین کا تصرف ہی درست نہیں، تو مجرا کیا ہوگا، اور باقی کیا ہوگا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۳)

---

(۱) نوے، سو سال پہلے پیسے کی بڑی قیمت تھی، تانبے کے پیسے ہوتے تھے، ایک روپیہ میں چونسٹھ پیسے آتے تھے، اور ہر ایک پیسہ میں خود کئی رقمیں چھپی ہوئی رہتی تھیں، ہر ایک پیسہ کے دو منصوری پیسے آتے تھے، اور ہر ایک منصوری پیسہ میں دمڑیاں ہوتی تھیں، اور ہر ایک دمڑی میں پانچ کوڑیاں، اور ہر ایک کوڑی میں بھی کچھ نہ کچھ آ جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پیسہ میں سولہ عدد متفرق چیزیں (سامان) خریدی جا سکتی تھیں، دوسری صورت یہ تھی کہ ایک پیسے میں سولہ گنڈے ہوتے تھے ہر ایک گنڈہ دو پائی کے برابر ہوتا تھا، پھر اس میں اسی طرح دمڑی اور دمڑی کے بعد کوڑیاں آتی تھیں۔ آج حال یہ ہے کہ بھیک مانگنے والے فقیر بھی ایک دو پیسے کا سکہ دیکھ کر، واپس کر دیتے ہیں کہ اس کا کیا آئے گا۔ [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں سمجھے جاویں گے، یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک جز کے ناجائز ہونے سے کل ناجائز سمجھا جائیگا، یا جز۔ بینوا توجروا!

جــواب: اگر شخص مذکور نے اپنی جائیداد جو کسی میں مشترک نہ تھی، خالص اس کی تھی اور منقسمہ اپنے بیٹوں کو دیدی، اس طرح کہ دونوں کو ثلاثاً مالک کیا اور دونوں بیٹوں نے اس پر قبضہ وتصرف کیا، تو یہ ہر دو پسر حسب حصص مالک اس کے ہوگئے، اب کسی وارث کو بعد انتقال واہب کے اس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا۔ اور یہ جواب حسب روایت صاحبین کے ہے، جس پر بعض کتب میں فتویٰ دیا گیا ہے: قال في العالمگيرية:

ذكر الصدر الشهيد إذا وهب من رجلين ما يحتمل القسمة حتى فسدت الهبة عنده، ثم قبضها يثبت الملك ملكاً فاسداً، قال وبه يفتي كذا في الفتاوى العتابية (۱)

اور اگر خود واہب کی جائیداد اوروں میں مشترک ہے اور واہب نے اس میں کے اپنے مملوک حصے بنام ہر دو پسر ہبہ کئے ہیں، تو یہ ہبہ فاسد ہے اور مفید ملک نہیں ہے، بعد انتقال زید کے وارثان زید اس میں شریک ہونگے، اور اپنا اپنا حصہ لیویں گے۔ في الدر المختار:

ولو سلمه شائعاً لايملكه فلاينفذ تصرفه فيه انتهى. (۲)

اور اس صورت میں قبضہ تحصیل وصول کافی نہیں ہوسکتا اور جز میں فساد آنے سے کل میں فساد نہ آوے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مہر) (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۹۔۶۰)

(۵۷۸) زکوٰۃ ساقط کرنے کیلئے ہبہ کے حیلہ کی تحقیق اور حکم؟

ہبہ کے حیلہ میں، اگر چہ ہبہ کا مسئلہ کتب فقہ میں نہیں، مگر یہ مسئلہ لکھا ہے کہ بعد حولان حول کے صدقہ کرنے سے زکوٰۃ ساقط ہوجاتی ہے، پس جب کسی نے کسی کو ہبہ کیا تو ملک واجب سے نکل گیا، اس پر زکوٰۃ نہ آوے گی۔ جب دو تین سال بعد اس نے رجوع چاہی اور موہوب لہ نے دیدیا تو فقط طلب واہب سے، اس پر ادا ضروری نہیں ہوتا، مگر بقضاء، اگر بیان قضا کی نوبت نہ آئی، اس نے دیدیا، تو یہ دینا اپنی ملک سے اخراج ہے، بحکم صدقہ ہوتا ہے، جب اس نے سب اپنی ملک سے اخراج کردیا، تو زکوٰۃ ساقط ہوگئی، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حیلہ کے موقع میں موہوب لہ سے قرار ہوجاتا ہے، سو اگر موہوب لہ بہ نیت تصدق دیدیوے، حسب قرارداد، تو زیادہ تر واضح ہوجاوے گا۔ فقط۔

---

(۱) فتاویٰ عالمگیری فصل فيما يجوز من الهبة و مالايجوز ص ۵۲۶ ج ۴ (مطبوعہ بندر ہوگلی کلکتہ: ۱۳۲۸ھ) [نور]

(۲) در مختار مع كشف الأستار كتاب الهبة ص: ۱۵۹/ ج: ۲ [مطبع مجتبائی: ۱۳۳۳ھ] [نور]

نیز الدر المختار مع الشامی کتاب الہبۃ ص ۶۹۲ ج ۵ (دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ) نیز الدر المختار مع الشامی کتاب مذکور ص: ۵۱۱ ج ۴ [مطبع مرتضوی۔ دہلی باہتمام عزیز الدین] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تیسرا اندیشہ جو ہبہ صغیر کا ہے، جو ظاہر معنی اس کے ہیں کہ مشتری اپنے صغیر کو ہبہ کردیوے، تو یہ حنفیہ کا مذہب نہیں اور ان کے قواعد کے موافق نہیں، سو یا تو کسی دوسرے شخص پر اعتراض ہے، یا اس کی یہ توجیہ ہے کہ بائع ابن صغیر مشتری کو ہبہ کردیوے، اب شفیع دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بیع ہوئی ہے، مگر حیلہ اسقاط میرے حق کے واسطے صورت ہبہ کی بنائی ہے، تو اس میں حلف صغیر پر آنا چاہئے کہ موہوب لہ ہے، کہ یہ دار تیرے پاس آیا، واقعی بطور ہبہ ہے اور دعویٰ شفیع کا غلط ہے، تو یہ ممکن نہیں، مگر یہ نصب مقسوم میں ہوسکتا ہے، نہ مشاع میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کی توجیہ سوائے اس کے کبھی بندہ سے نہیں ہوسکی، اگرچہ عسقلانی دیکھی، مگر بجز اس کے کچھ فہم میں نہیں آیا ہے اور اس وقت اس کے دیکھنے کی حاجت نہیں ہوئی۔

(مکتوبات حضرت گنگوہیؒ بنام مولانا خلیل احمد سہارنپوری مکتوب: ۵)

امانت

(۵۷۹) اگر امانت احتیاط کے باوجود ضائع ہوگئی، تو اس کا تاوان؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نے ایک چیز مرمت کے واسطے اس طرح سے زید کو دی، کہ تم اس کو اپنے باپ بکر کو زید دینا، کہ وہ مرمت کراکے بھیج دیں گے، اس کے بعد جب بکر سے وہ چیز طلب کی، تو یہ جواب دیا کہ اول تو مجھ کو صحیح طور سے یہ یاد نہیں، کہ زید نے مجھے دی ہو، اور شاید دے دی ہو، تو گم ہوگئی۔ اس صورت میں اس کی قیمت یا معاوضہ اسی قسم کا لینا درست ہے، یا نہیں؟ اور زید داخل امانت ہے یا نہیں، اور اگر امانت گم ہو جاوے، اس کا عوض لینا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟

جواب: زید امین ہے، اس کے پاس سے اگر باوجود احتیاط کے وہ شے گم ہوگئی، تو ضمان نہ آوے گا اور جو بے پروائی سے تلف ہوئی، تو ضمان دے گا، مگر اثبات اس امر کا مالک کے ذمہ پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۸-۱۶۹)

(۵۸۰) مال عاریت کے گم ہونے پر ضمان؟ سوال: اگر زید از عمرو چیزے بطور عاریت بوعدہ دو روز یا سہ روز گرفت، پس آں چیز بعد از سہ روز گم شد، زید ضامن گردد، یا نہ؟

ترجمہ: اگر زید نے عمرو سے کوئی چیز عاریت کے طور پر، دو یا تین دن کے لئے لی، پھر وہ چیز تین دن کے بعد گم ہوگئی، تو زید اس کا ذمہ دار ہوگا، یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب عمرو کہتا ہے کہ میں ہرگز کسی سے سود لینا پسند نہیں کرتا، مگر ضرورت یا مجبوری کی حالت میں، ظاہر میں سود کا بہانہ کر کے، اپنا مال مغصوب وصول کرنا چاہتا ہے، جب دفع ظلم کے واسطے جھوٹ کا بولنا بضرورت جائز ہے، تو اسی طرح یہ صورت بھی جائز ہونا چاہئے، یا کوئی فرق دونوں صورتوں میں معلوم ہو۔

جواب: اگر کوئی شخص اپنے مال مغصوب کے عوض بنام نہاد سود کے، روپیہ وصول کر لیوے، تو درست ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۶، ۳۷)

(۵۸۸) مسلمانوں کیلئے شراب کی قیمت حرام ہے: سوال: شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ مسلمان اگر شراب بیچ کر، اس کی قیمت سے دوسرے مسلمان کا قرض ادا کرے، تو قرض خواہ کو اس مال کا لینا درست نہیں۔

یہاں ایک سوال تو یہ ہے کہ اگر قرض خواہ کو اس کے سوا اور مال نہ ملے، تو وہی مال لے لے، یا صبر کرے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جس کا اکثر مال یا کل مال کسب حرام سے حاصل ہوا ہے، اس سے اپنے مال کی قیمت، یا مزدوری کی اجرت یا نوکری کی تنخواہ لینا جائز ہے، یا نہیں؟ شراب کے مسئلہ سے یہ صورتیں بھی ناجائز معلوم ہوتی ہیں، مگر ان صورتوں کے ناجائز ہونے میں حرج عظیم ہے۔

جواب: شراب کی قیمت مسلمان کے حق میں حرام ہے، اگر وصول نہ ہو .... سے لینا درست نہیں، صبر کرے، اور مال حرام والے کی ضیافت واجرت درست نہیں، اگر حرج ہے تو ہو، مسئلہ نہیں بدلتا۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۵، ۳۷)

(۵۸۹) طوائف اور سود خور کی دعوت قبول کرنی، ان سے اجرت لینی: دعوت کا کھانا رنڈی اور سود خوار کا حرام ہے، اور اجرت تعلیم حرام مال سے جائز نہیں، خواہ رنڈی ہو یا کوئی ہو، البتہ اگر حلال مال سے دیوے، درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

....

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

احکام الاراضی

[عشر اور خراج سے متعلقہ مسائل]

(۵۸۰) [illegible]

جواب: [illegible]

(۵۸۱) [illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۵۸۲) [illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

(۳۰۹) [illegible]

[illegible]

اضحی کے متفرق احکام ومسائل

(۳۱۰) [illegible]

[illegible]

اور لے سکتا ہے۔ مالک کو اختیار ہے جس قدر کرایہ چاہے لیوے، اس میں حاکم کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ھکذا یستفاد من الکتب، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰، ج ۱۳۰۲ھ)

(۶۱۵) رعایا کے لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اس کی اور زمیندار کے بعض نذرانوں کی شرعی حیثیت؟ **سوال**: رعایا لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اور اس کی مزدوری نہیں دی جاتی، اور اسی طرح جو اُن کے یہاں لڑکے کی شادی ہو، تو مبلغ دو روپیہ زمیندار لیتا ہے، گویا کرایہ مکان ہی سمجھا جاتا ہے، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کو بحساب کرایہ اگر مجرا لیوے تو درست ہے، اگرچہ مجہول ہے، مگر بحسب عرف، بمذہب بعض علماء کے درست ہے۔ فقط

(بدست خاص سوال ۸۵)

(۶۱۶) کھیتی کے شرکاء نے اگر کمی زیادتی طے کر لی تو کیا یہ شرکت صحیح ہے؟ **سوال**: کھیتی میں دو شریک ہیں، ایک کے تین حصہ اور ایک ایک حصہ کا، اور یہ بھی اقرار ٹھہر الیا کہ گھاس مثلاً چری وخوید [یعنی ہرے جو یا گیہوں] میں حصہ والا، اپنے حصہ سے زائد لے گا اور ایک حصہ والا کم، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: اگر کمی زیادتی معین ہو تو جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۰)

(۶۱۷) خودرو گھاس پر پابندی یا محصول لگانا صحیح نہیں: **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، اندراس مسئلہ کے: کہ گھاس اور پولہ اور سوختہ اندر جنگلات کے خودرو جو پیدا ہوتے ہیں، حاکم وقت یا زمین دار، چرانا نرگاوان اور سوختہ اور پولہ (۱) اور بینڈ (۲) کا جو محصول لیتے ہیں، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ مفصل جواب مع حوالہ کتاب شریف ارقام فرماویں۔ اور بر تقدیر اگر کوئی جنگلات خودرو سے، ڈڈی [چوری] کرلاوے، شرعاً ماخوذ ہوگا، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: گھاس اور پولہ وغیرہ جنگل غیر مملوک کا، سب لوگوں کی ملک ہے، جس کو حاجت ہووے لیوے۔ پس اس کو روکنا اور اس پر محصول لینا شرعاً درست نہیں، البتہ مملوک زمین کا درخت اور بینڈ (۲) ملک مالک کی ہوتی ہے اور گھاس اور پولہ جس کو جانور کھاتے ہیں، مملوک زمین کا بھی، ملک میں مالک زمین کے نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار:

---

(۱) گھاس کا مٹھا، کانس یا چھپر کے پھوس کا گٹھا۔ نور اللغات ص: ۱۳۵، جلد دوم۔ [نور]

(۲) بینڈ (بالکسر) یائے معروف۔ جھوں یا نرکلوں کا مٹھا۔ نور اللغات ص: ۸۱۷، جلد ۱۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

الجواب صواب بلا ارتیاب محمد اشرف علی عفی عنہ
[حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی]

الجواب صحیح غلام رسول علی عفی عنہ
[استاذ الکل مولانا غلام رسول صاحب ہزاروی]

هذا هو الحق و الحق أحق أن يتبع نور محمد عفی عنہ
مہتمم مدرسہ حقانی لدھیانوی [مؤلف نورانی قاعدہ]

السوال صحیح والجواب صحیح محمد عمر درازعفی عنہ فتح پوری

جناب المجیب العلام محمد حسن عفی عنہ

الجواب صحیح و التحقیق نقیح مغیث الدین سہارنپوری

[نقل از رسالہ زمیندارہ بل۔ مرتبہ [مولانا محمد متین خطیب، نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام دیوبند۔]
(کمال پرنٹنگ پریس دہلی، ربیع الثانی ۱۳۶۶)
از ص ۱۹ تا ۲۲۳ تصدیقات ص ۳۲

(۶۲۰) موروثی کاشت کاری شرعاً بے اصل ہے: سوال: جو کاشت کار بارہ سال زمین کو کاشت کر کے، مزارع موروثی ہو جاتے ہیں، تو ان کو بلا رضا زمیندار مالک کے، اس زمین کو کاشت کرنا اور وہی محصول مقررہ سابق دینا اور اس وقت جو مالک کو دوسرے مزارعہ اس محصول سے زیادہ دیتے ہیں، اس کے موافق نہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کاشت کار موروثی شرع میں کوئی شے نہیں، یہ سب امور ظلم ہیں۔ ہرگز بدون رضا مالک کے کاشت کرنا، اور کم محصول دینا حلال نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدعت خاص ص ۳۲)

....

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس رسالہ زمیندارہ بل کے صفحہ ۱۱ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ فتوی حضرت گنگوہی قدس سرہ کے زمانہ میں بصورت اشتہار شائع ہوا تھا، یہ مطبوعہ اشتہار دفتر جمعیۃ اسلام میں محفوظ ہے۔ نیز یہ فتوی جواہر الفقہ تالیف مولانا مفتی محمد شفیع ص ۳۲۲ جلد دوم [مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند ۱۳۹۰ھ] میں بھی شامل ہے۔
حضرت مولانا کا یہ فتوی، فتاوی خلیلیہ (فتاوی مظاہر علوم) مرتبہ مولوی محمد خالد صاحب ص ۳۹۲، ۳۹۴ (سہارنپور، ۱۳۱۷ھ) میں بھی درج ہے۔ [نور]

دسواں باب

کتاب الوقف

(وقف مسجد و مدارس کے متعلق مسائل)

[illegible]

(٦٥٣) مسجد میں تھوکنے، ناک صاف کرنے کا حکم؟ سوال: حدیث میں جو آیا ہے کہ تحت گناہ ہے یہ کہ، مسجد میں تھوکے اور اس کا بدلہ یہ ہے کہ صاف کرے، آیا یہ حکم تھوک کا ہے یا بلغم کا، یا دونوں کا، اور تھوک اور بلغم پاک ہیں یا ناپاک، اور اگر پاک ہیں، تو گناہ کیوں ہوا؟

جواب: تھوک بلغم اور رینٹ سب پاک ہیں، گھن کی شے کا یہ حکم ہے، گناہ گھن کے سبب سے ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۸)

(٦٥٤) مسجد کی دیوار سے جوتا صاف کرنا؟ سوال: مسجد کے فرش کی دیوار سے یا مسجد کی دیوار سے جوتا جھاڑنا، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مسجد کی دیوار کا باہر سے بھی ادب رکھنا چاہیے، اس پر جوتا پونچھنا جھاڑنا نہیں چاہیے۔ (بدست خاص، سوال ۹۰)

(٦٥٥) مسجد کی دیوار یا فرش کے ڈھیلے سے استنجا؟ سوال: مسجد کی دیوار یا فرش میں کا ڈھیلہ ہے، تو اس سے استنجاء کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ہرگز درست نہیں، کہ اس کا ادب ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۳۴)

(٦٥٦) مسجد میں چارپائی بچھا کر سونا کیسا ہے؟ مسئلہ: چارپائی مسجد میں بچھا کر سونا درست ہے، بلا کراہت۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

(٦٥٧) مسجد میں وضو کرنے کا حکم؟ سوال: اندر مسجد کے بارش وغیرہ میں وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں وضو کرنا درست نہیں، بے ادبی اور گھناوٹ کی بات ہے۔ (بدست خاص، سوال ۸۱)

(٦٥٨) کھوئی ہوئی چیز کے، مسجد میں تلاش کرنے اور اس کے اعلان کی حدود؟ سوال: جو چیز مسجد میں کھوئی جاوے، تو اس کا ڈھونڈنا مسجد میں کیسا ہے؟

جواب: تلاش کرنا مفقود شے کا درست ہے، مگر مسجد میں چیخ چیخ کر پوچھنا منع ہے۔ ہاں! مسجد کے باہر کھڑا ہو کر پکار کے پوچھے تو درست ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۳٦)

(٦٥٩) پیاز لہسن کچا کھا کر مسجد میں جانا؟ سوال: پیاز لہسن، خام کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لہسن پیاز خام (کھانا) درست ہے، مگر مسجد میں بوئے دہن سے جانا حرام ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۹۳)

(٦٦٠) ایسی جگہ حقہ پینا جس سے دھواں مسجد میں آئے؟ سوال: مسجد کے فرش سے جو فرش دوسرا، ملا ہوا حجرہ کے آگے کا ہوتا ہے، اس پر بیٹھ کر حقہ پینا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں دھواں نہ آوے، تو درست ہے اور جو آوے تو حرام۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

گیارہواں باب

کتاب الحظر والاباحۃ

۱

حلال وحرام یا پاک اور ناپاک چیزوں کا بیان)

(۶۶۱) ناک اور منھ کی رطوبت (سنک اور بلغم) کا حکم؟ **سوال:** ناک یا منھ کی رطوبت رقیق یا غلیظ، یعنی سنک وبلغم پاک ہے، یا ناپاک ہے؟

جواب: دونوں رطوبت بچہ وجوان کی پاک ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۴)

(۶۶۲) سیہہ کے بدن کے تکلوں کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** سیہہ (۱) ایک جانور ہے، اس کے بدن پر تکلے سے ہوتے ہیں، وہ تکلے جب اس کے بدن سے جدا ہو گئے، پاک ہیں، یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

جواب: تکلے بدن سیہہ کے پاک ہیں، مگر تکلے کی جڑ میں جو سفید رطوبت ہوتی ہے، وہ ناپاک ہے، اس کو دفع کرکے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۹۳)

(۶۶۳) سانپ کی کانچلی کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** سانپ کی کانچلی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: پاک ہے۔ (بدست خاص، سوال ۹۴)

(۶۶۴) مرغی کے پروں پر لگی ہوئی رطوبت کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** مرغی کے پر یا آدمی کے بال کی جڑ میں جو قدرے رطوبت سفید لگی ہوئی ہوتی ہے، اگر مع اس رطوبت کے پر یا بال چاہ میں گر جاوے، تو وہ پانی پاک رہا، یا ناپاک؟

جواب: اگر زندہ کا پر ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور ایسے ہی میتہ (۲) کا بھی اور اگر مذبوح (۳) ہو تو پاک ہے۔ ایسے ہی آدمی کے بال کے نیچے کی رطوبت نجس ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم (بدست خاص، ص ۳)

---

(۱) سیہہ (خارپشت) ایک پرندہ نما جانور جو مرغی سے بڑا ہوتا ہے اور اس کے پورے بدن پر بڑے بڑے خوفناک زہریلے کانٹے ہوتے ہیں۔ (نور)
(۲) مردار۔ (۳) ذبح کیا ہوا۔ (انور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۶۵) مرغی بگلے وغیرہ پرندوں کی بیٹ کی ناپاکی کا حکم: **سوال:** پیخال مرغی کی اور بگلے کی پاک ہے یا ناپاک، اور اسی طرح اور حلال جانوروں کی، مثلاً مور کی یا چڑیا، یا کبوتر یا ڈھیڈ [کوے] کی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: پیخال مرغی کی ناپاک ہے اور جس پرند حلال کی عادت پیخال ہوا میں کرنا ہے، وہ نجس نہیں، اور کبوتر اور کنجشک کی بھی نجس نہیں۔ (بدست خاص، سوال ۱۳۰)

(۶۶۶) چیل اور اُلو کے پر کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** اُلو اور چیل کا پَر پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: چیل اُلو حرام ہے، اگر ذبح بتکبیر سے کرے تو پران کا پاک ہے، مگر کھانا حرام ہے۔(۱) (بدست خاص، سوال ۹۵)

(۶۶۷) گھوڑے اور گدھے خچر کا پسینہ اور لعاب پاک یا ناپاک؟ **سوال:** گھوڑے کا اور گدھے خچر کا پسینہ اور لعاب دہن اور رطوبت بینی کی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: گھوڑے کا لعاب اور سنک اور پسینہ پاک ہے، اور خچر گھوڑے کے ولد کا بھی، اور گدھے کا پسینہ پاک اور لعاب مشکوک ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۰۵)

(۶۶۸) حرام چیزوں کو دوا میں استعمال کرنا کیسا ہے؟ **سوال:** حرام شے دواء استعمال کرنا، مثلاً شیر مادۂ خر یا شراب یا بھنگ خواہ طلاء، یا شرباً، جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: شراب کا استعمال مطلق حرام ہے، کھانا طلاء کرنا، اور شیر خر اور بھنگ کو طلاء میں استعمال کرنا درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (بدست خاص، علیحدہ)

(۶۶۹) جس نجاست خور بھینس کے دودھ میں گندگی کا اثر آجائے اس کا پینا؟ **سوال:** جو گاؤ میش نجاست خور ہے اور اس کا دودھ نمکین ہوتا ہے تو وہ دودھ پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: جس نجاست خور جانور کے شیر میں مزہ نجاست کا آجاوے، وہ منع ہے، اس کو ہرگز نہ پیوے اور جو شیر میں مزہ نہ آوے، تو درست ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۰۶)

---

(۱) پرندہ کا پر پاک ہے کیونکہ اس میں حیات نہیں، البتہ اگر چیل، الو زندہ یا غیر مذبوح ہوں تو ان کی جزئی رطوبت ناپاک ہے۔ درمختار میں ہے: وکذا کل مالاتحل الحیاۃ [الدر المختار ج: ۱ ص: ۳۸ عکس مجتبائی ۱۳۳۳ھ] اور شامی میں ہے: وهو مالایتالم الحیوان بقطعه کالریش الخ (۱/۱۵۱، باب المیاه المطلب فی احکام الدباغة مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ / نیز شامی نسخہ قدیمہ ص ۱۳۸ ج ۱ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۷ھ / نیز شامی باب مذکور ج ۱ ص ۲۰۶ دار الفکر بیروت) (یاسین پیرانی)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: جائز ہے اور حلال۔ (بدست خاص، ص ۳۰)

(۶۸۴) کانجی ہاؤس سے خریدے ہوئے جانوروں کا حکم؟

سوال: پھاٹک(۱) میں جو لاوارث جانور جاتے ہیں اور بعد پندرہ یوم کے نیلام ہو جاتے ہیں، تو بعد خرید نیلام کے، اگر اس کا مالک اول آجاوے اور معلوم ہو جاوے کہ یہ جانور فلانے کا ہے، تو مشتری نیلام کو اس کا رکھنا درست ہے، یا مالک اول کو ہی واپس کر دینا چاہیے؟

جواب: اپنی قیمت لے کر مالک پر واپس کرنا چاہیے، مگر جو وہ اجازت دیوے، تو رکھنا درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بدست خاص، ص ۳۳)

(۶۸۵) لاوارث بھینس کے پالنے اور اس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟

سوال: ایک شخص نے ایک لاوارث بھینس کی کٹڑی پالی اور خود ہی اس کا مالک بن گیا، تو اس بھینس کا دودھ اس پالنے والے کو، یا اور شخص کو جو اس کو یا اس کے دودھ کو خرید کرے، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کا دودھ پینا اور خرید نا درست ہے۔ (بدست خاص، ص ۶)

(۶۸۶) ہندو جو جانور اپنے دیوتاؤں کیلئے نامزد کر کے چھوڑ دیتے ہیں، اسکی تفصیل؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں: کہ اکثر ہنود گائے بیل وغیرہ، داغ دیکر کسی مردہ کے نام یا دیبی وغیرہ کے نام سے چھوڑتے ہیں، اور ان سے اور اولاد پیدا ہو کر، جنگل میں بکثرت ہو جاتی ہیں اور زراعت کا نقصان کرتی ہے، اور بعضے آدمی ان کو پکڑ کر کھا لیتے ہیں۔ از روئے شرع شریف کے حلال ہے، یا حرام؟

دیگر بعض آدمی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ، پلی ہوئی گاؤ میش یا گاؤ کے بچہ پیدا ہوتے ہیں، یہ بھی انہیں سانڈ کے چھوڑے ہوئے نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، بینوا تو جروا!

جواب: ہنود جو جانور داغ دیکر بنام کسی کے چھوڑتے ہیں، تو وہ جانور ملک اس چھوڑنے والے سے نہیں نکلتا، اس کی ہی ملک میں رہتا ہے وہ نیت اس کی بیہودہ ہوتی ہے۔ ہاں اگر اس نیت کے ساتھ اس جانور کو برہمن یا کسی کو دیکر مالک کر دے، تو نیت کا اثر ہوا اور حرام ہو گیا، پس جب تک کسی کو نہیں دیا، جیسا اب کرتے ہیں تو مالک اس کا وہی ہے۔ اب اس کو ذبح کر کے کھانے میں حرمت حق مالک کی ہے، مگر وہ حرمت جو نذر لغیر اللہ کی ہے، نہیں ہوئی۔ اگر مالک اجازت دیوے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ غصب کا مال ہے، اور جو حاکم پکڑ کر کسی کو دیدے، جب درست ہے۔

اور اس سے جو اولاد ہوئی ہے، اس کا بھی یہی حال ہے، کہ وہ ملک گائے والے کی ہیں، اس کا اذن ہو تو حلال ہے، ورنہ غصب کا مال ہوے گا، اور جو حاکم پکڑ کر دیدیوے، جب بھی حلال ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۱۲۷-۱۲۸)

---

(۱) پھاٹک، باڑا، احاطہ مویشی خانہ۔ نور اللغات ص ۱۲۰۳ جلد دوم (دہلی ۱۹۹۸ء) جس کو عام طور پر کانجی ہاؤس (Kanji House) کہا جاتا ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: تاجر کو حرام مال والے کے ہاتھ فروخت کرنا حرام، اس کا مال حرام ہوتا ہے، ایسے مال سے حج نہ کرے، سب کو صدقہ کردینا واجب ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فیوض رشیدیہ طبع اول ص ۳۵)

تصدیق جواب بالا: فائدہ واضح کہ یہ صدقہ متقی پرہیزگاروں کو نہ دے، ایسے شخصوں کو جو بالکل محتاج و تنگدست ہوں مثل کوڑھی و نابینا وغیرہ کو دیدے، یا مسافر کو ٹکٹ ریل یا سواری وغیرہ دلوادے، بے نمازوں کو رضائی وغیرہ بنوادے، عالم و طلباء کی خدمت نہ کرے۔ فقط عبدالکریم واعظ سڑک (کیرانوی)

(۶۹۸) ناجائز آمدنی والے کے یہاں کھانے سے نہایت احتیاط؟ سوال: اکثر اہل کار سرکاری رشوت لیتے ہیں، بلکہ بعض اہل کار، مثلاً چوکیدار نمبر، یا ملازمان پولیس کی تو رشوت، تنخواہ سے بدرجہا زیادہ آتی ہے، اور علاوہ ازیں دیگر اہل حرفہ بھی اکثر حرام و حلال کی احتیاط نہیں رکھتے ہیں، اور قوتِ حلال بہت کم بلکہ مفقود ہے، اور ان کے یہاں کے کھانے سے بچنا نہیں ہوسکتا، پان یا الایچی و تمباکو وغیرہ تو ضرور [ہی] لیا دیا جاتا ہے، تو اس صورت میں کیا کرے؟

جواب: احتیاط ضرور چاہئے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (ہدست خاص ص ۵۷)

(۶۹۹) حرام مال میں ملی ہوئی حلال آمدنی سے بھی پرہیز؟ سوال: ایک شخص کے پاس کچھ آمدنی حرام طور سے ہے، مثلاً سود وغیرہ کی، اور حلال طور کی بھی ہے، مثلاً کھیتی وغیرہ کی، تو ایسے شخص کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: حرام حلال سے ملا ہوا مال حرام ہوتا ہے، اس کو نہ کھاوے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدست خاص ص ۳۰)

(۷۰۰) ناپاک شیرے یا تیل کی فروخت کا حکم؟ سوال: شیرہ میں یا تیل وغیرہ میں چوہا گر کر مر گیا، یا اور کوئی چیز ناپاک گر پڑی، تو اس سے اور پاک چیز کا بدلنا، یا اس کو فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر منجمد ہے، اس کو اس جگہ سے نکال کر پھینک دے، باقی پاک ہے، اور نجس شے دوسرے کو دینا نہیں چاہئے، کہ وہ اس کو استعمال کرے گا۔ البتہ جس کے مذہب میں وہ ناپاک نہیں، جیسا بھنگی اس کو اطلاع کرکے دیوے، اور جو اندیشہ ہو کہ وہ دوسرے مسلمان کو دھوکا دے گا، تو نہ دے۔ (ہدست خاص سوال ۳۵)

(۷۰۱) جند بیدستر کے دوا میں استعمال کا حکم؟ سوال: جند بیدستر (۱) بقول اطباء خصیہ حیوان بحری ہیں، اس کا استعمال اور بغیر ذبح و تسمیہ کے قطع کئے جانے سے طاہر ہے، یا نہیں؟

---

(۱) جند بیدستر: ایک معروف دوا ہے جس کا یونانی طب میں کئی امراض خصوصاً مردانہ امراض میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ (انور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: استعمال اس کا جائز ہے اور وہ پاک ہے، اگر چہ وہ غیر ماہی ہے مگر دیگر ائمہ کے نزدیک جائز ہے، ضرورۃ احناف کے نزدیک بھی جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۱)

(۷۰۲) دواؤں میں نشے والی چیزوں کا استعمال: سوال: اگر کسی مرکب دوا میں بھنگ یا افیون پڑی ہوئی ہوتو، اس کا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نشہ کے قدر سے کم درست ہے، فقط (بدعت خاص ص ۴۰)

(۷۰۳) جوہر شراب بھی حرام ہے؟ مسئلہ: جوہر شراب میں حرمت ونجاست شراب کی باقی ہے، کہ سمیت اعلیٰ درجہ کا سکر کا ہے، اس کا استعمال [حرام] ہے۔ فقط (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۶)

(۷۰۴) شراب کے ناپاک ہونے کی وجہ؟ سوال: شراب اگر نشہ کی باعث سے ناپاک ہے تو افیون اور بھنگ کیوں ناپاک نہیں، اور اگر سڑ جانے کے سبب سے ناپاک ہے، تو پانی جو بلا آمیزش کسی ناپاک چیز کے سڑ جاوے وہ بھی ناپاک ہونا چاہئے۔ غرض موجب نجاست کا تحریر فرماویں اور اس کی وجہ بھی تحریر فرمادیں کہ جب شراب میں نمک ملادیں، تو وہ سرکہ بن جاتا ہے، کیوں ناپاک نہیں رہتا، کہ دراصل تو وہ ہی شراب ناپاک تھی؟

جواب: شراب بحکم حق تعالیٰ نجس ہوئی، جیسا کہ پانی اس کے حکم سے پاک ہوا، کہ شراب کو قرآن میں رِجس فرمایا ہے۔

جواب تو ہو چکا۔ اب سنو! کہ ایسی حجت اگر آپ کریں گے، تو کوئی شے پاک وناپاک نہ رہے گی، مثلاً پوچھو گے کہ پیشاب کیوں نجس ہے، اگر پتلا ہونے کے سبب تو پانی اور شیر بھی چاہئے نجس ہو، اور جو آدمی کے اندر سے نکلنے کے سبب، تو تھوک بھی چاہئے ناپاک ہو۔ علیٰ ہذا! اگر تمہارا یہ ہی قیاس ہے تو اس کا سلسلہ بے نہایت ہے، پس آپ کو ایسے شبہات نہ کرنے چاہئیں، کیا ہم اور تم اور کیا ہماری قیاس اور سمجھ جو احکام میں حجت نکالیں۔

اور سرکہ شراب کا اس واسطے ناپاک نہیں، کہ اس کی حقیقت بدل گئی، دیکھو منی اور علقہ نجس تھا، آدمی [بن کر] پاک ہوگیا کہ حقیقت بدل گئی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدعت خاص ص ۳۲)

(۷۰۵) حقہ پینے کا کیا حکم ہے؟ سوال: حقہ پینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: حقہ مکروہ ہے، بکراہت تنزیہی۔ (بدعت خاص، سوال ۹۱)

---

(۱) یہ جواب اصل نسخہ میں اسی طرح ہے، اعلیٰ درجہ کے سکر کی صراحت سے پہلے، جو ایک لفظ ہے وہ واضح نہیں ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷۰۹) نمائش میں سامان رکھنا جائز ہے، اور اگر کسی چیز پر انعام ملے، تو اس کا حقدار اس چیز کا بنانے والا ہے: سوال: ایک شخص نے بلا تعین تقرر حصہ کے ایک چوتھی(۱) کسی شخص سے لے کر میلہ نمائش میں بغرض انعام رکھدی، اس پر کسی قدر انعام ہوا، بقدر انعام کے مالک چوتھی، حصہ چاہتا ہے، اس کو حصہ دینا چاہئے، یا نہیں؟ اشیاء نمائش کا ایسی جگہ رکھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا!

جواب: انعام نمائش گاہ، کا بنانے والے کے واسطے ہوتا ہے، سو یہ انعام مستحق مالک چوتھی کا ہے، نہ رکھنے والے کا،(۲) فقط۔ اور نمائش گاہ میں اسباب رکھنا درست ہے، مگر وہاں جو کوئی معصیت ہوتی ہو تو شرکت اس کی درست نہیں۔

(مجموعہ کلاں ص۳۳۳۔۳۳۴)

(۷۱۰) مشرکانہ اور غیر اسلامی کتابیں بیچنا کیسا ہے؟ سوال: تاجر کو بیچنا کتب دین مشرکین کا جن میں رغبت ہے عبادت غیر اللہ کی اور تعریف اس دین کی، اور قصہ سانگ ہولی دیوالی اور ان کے اوتاروں کے اور پوتھیاں شاستر کی جائز ہیں، یا نہیں؟ اور ان کتابوں کا جو بدعتیوں کی تصنیف ہیں، جن میں بدعت کی ترغیب ہے، مثل عرس مزامیر وغیرہ اور کتب رافضیوں کی، جن میں ان کے مذہب کی خوبیاں اور اکابر دین کی برائیاں ہوں، اور کتب نجوم ورمل و فال وشگون اور بیچنا کتب غزلیات دیوان وغیرہ، مانند قلق، ضامن، ظفر، مؤمن، اور ان کتابوں کا جن میں تصویریں ہوں، یعنی مثنوی میر حسن، وقصہ سپاہی زادہ جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

اگر یہ منع ہیں تو کس درجہ کی ممانعت ہے، حرام ہے، یا مکروہ تحریمی، یا تنزیہی وغیرہ، مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔

جواب: کتب مشرکین کے مذہب کی اور حرام امور کی اور اہل بدعت کی بدعات رواج دینے کی کتب، اور شیعہ مذہب کی کتب اور نجوم فال کی کتب کا بیع کرنا حرام ہے، کہ اعانت حرام کام کی ہے اور اعانت حرام کی حرام ہے، اور قصہ کہانی کی کتب اور اشعار کے دیوان مکروہ ہیں، کہ حرام کام کی اس میں اعانت نہیں ہے، مگر عبث وقت ضائع کرنا اور لہو کے امور ہیں اور تصویر کی بیع بھی حرام ہے، ہدایہ میں لکھا ہے:

أن سبب الحرام حرام (۳) جو سبب حرام کا ہوتا ہے، وہ بھی حرام ہوتا ہے۔

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فیوض رشیدیہ طبع اول ص۲۳،۲۴)

---

(۱) چوتھی، ایک قسم کا سوتی بستر، جس کو چار تہہ کر کے بچھاتے ہیں۔ نور اللغات ص۵۰۸۔ جلد دوم۔ (نور)

(۲) یہ مسئلہ عرف کے تابع ہے، اب عرف بدل گیا ہے، فرم کا مالک چیزیں بنواتا ہے، اور یہی نمائش میں بھی رکھتا ہے، پس وہی انعام کا بھی حقدار ہوگا۔ (ریاست علی)

(۳) ہدایہ۔ کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاستبراء وغیرہ ص۴۶۱ جلد چہارم، مکتبہ تھانوی دیوبند۔

(۷۱۱) مدرس کو ہندو مسلمان شاگردوں سے عیدی لینا؟ **سوال:** معلم کو متعلم مسلمان یا ہنود سے عیدی یا آغازی، بطور نقد یا جنس لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: عیدی اور آغازی معمولی وعرفی لینا سب سے درست ہے، مگر ہنود کے تہوار میں ایسے مضامین لکھ کر دینا، جس سے کفار کے تہوار کی تعریف ہو، حرام ہے۔ فقط

(مجموعہ رام پور ص ۸۰)

(۷۱۲) فقیر کے مانگے ہوئے پیسے اور سامان کا خرید نا تبادلہ کرنا کیسا ہے؟ **سوال:** فقیر لوگ جو غلہ مانگ کر جمع کر لیتے ہیں یا کپڑا، تو ان آج کل کے فقیروں سے وہ غلہ یا کپڑا جو مانگا ہوا ہے، کسی کو خرید کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کا خرید نا درست نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم۔

(بدست خاص ص ۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

---

(۱) ایسا اس لئے کہ آج کل کے پیشہ ور فقیر اکثر مالدار ہوتے ہیں، جن کو زکوٰۃ صدقات دینا جائز نہیں۔ پس وہ اس بھیک کے حقدار نہ ہونے کی وجہ سے مالک نہیں ہوتے، اس لئے ان سے اس غلہ وغیرہ کا خریدنا درست نہیں، لیکن اگر کسی کے بارے میں بالتحقیق معلوم ہو کہ وہ غریب ہے، تو اس سے خریدنا درست ہے، مگر وہ بھیک کا سامان بیچنے والے اکثر بدذات بھکاری ہوتے ہیں۔ (پالن پوری)

اور خضاب سیاہ بھی منع ہے اور عورت کو باجے کا زیور پہننا بھی مکروہ ہے، اور جو نامحرم اس کی آواز سنے تو حرام ہے۔ اور قصہ کہانی غیر مشروع کی جلد بھی بنانا مکروہ ہے، مگر اجرت اس کی جو [ہے] وہ حلال ہے۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۸-۲۱۴)

(۷۴۰) ہر قسم کا موزہ پہننا صحیح ہے؟ **مسئلہ**: جراب خواہ کسی طرح [کی] ہے درست ہے، اگر اگر کوئی تشبہ غیر مذہب کا ہوگا تو وہ صورت مکروہ ہو جاوے گی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۱)

(۷۴۱) عورتوں کیلئے کون کون سے زیور ناجائز ہیں اور کون سے جائز؟ **سوال**: عورت کو گھونگھرو پازیب گوجری وغیرہ پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بجنے کا زیور نہ پہننا چاہئے، کہ باجا، ناجائز ہے۔ فقط

(ہدایت خاص، سوال ۷۰)

(۷۴۲) عورتوں کے لئے کس قسم کے زیور جائز ہیں؟ **سوال**: آپ نے عورتوں کے واسطے ہر قسم کا زیور جائز فرمایا ہے اور بعض کتب فقہ میں پتھر اور پیتل کا زیور حرام لکھا ہے۔ یہ مسئلہ ان کتابوں میں مردوں کے لئے خاص ہے یا عورتوں کے لئے بھی؟

جواب: فقہ کی کتب میں خاتم [انگوٹھی] کو لکھا ہے، مگر دوسری کتب سے سب قسم کے زیور درست معلوم ہوتے ہیں، عورتوں کے واسطے، فقط رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ قرشی آباد ص ۳۰)

(۷۴۳) عورتوں کو ناک میں زیور پہننا؟ **سوال**: ناک کان میں گہنا پہننا عورت کو جائز ہے، یا نہیں؟

(ہدایت خاص، سوال ۷۱)

جواب: جائز ہے۔

(۷۴۴) عورت کیلئے مسّی لگانے کا حکم؟ **سوال**: عورت یا مرد کو مسّی لگانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مرد کو مسّی حرام عورت کو درست، مگر دانتوں میں جرم مسّی کا نہ جمے، اگر جمے گا تو غسل سے پاک نہ ہوگی۔ فقط

(ہدایت خاص، سوال ۶۹)

(۷۴۵) کاجل لگانے کا حکم؟ **سوال**: کاجل لگانا مردوں اور عورتوں کو آنکھ میں جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر نفع مرض کو دے تو درست ہے مرد کو، اور عورت کو ہر حال درست ہے۔ فقط

(ہدایت خاص ص ۳۰)

(۷۴۶) گلٹ کا زیور پہننا جائز؟ **سوال**: گلٹ کا زیور پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(ہدایت خاص ص ۳۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے ان کی طرف سے عرض کیا، کہ بھائیو! جب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا معاف فرمادیتے ہیں، تو بھائی بھی ان کی خطا اللہ کے واسطے معاف کردیں، تو اس کے اوپر تمام برادری کے سامنے، ایک چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ بیشک اللہ اور رسول معاف کردیتے ہیں، مگر پنچ معاف نہیں کرتے۔ عمر یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہا۔ اُس وقت اُن آدمیوں پر فی کس ۴ روپیہ جرمانہ کردیا اور جس چودھری نے دوبارہ بھاجی بھیجی تھی، اس سے چشم پوشی اختیار کی، تو اس صورت میں ان کو ظالم یا ناانصاف کوئی کہدے، آیا جائز ہے، یا نہیں، اگر کسی نے کہہ دیا تو اس پر جرمانہ کرنا، یا اس کو جرمانہ دینا جائز ہے، یا نہیں۔ از روئے شرع شریف؟

الجواب: یہ چودھریوں کے قواعد ہی خلاف شرع ہیں، چودھری اور سب لوگ اس کے قبول کرنے والے بے انصاف اور ظالم ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم　　رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح۔ حکیم ابوالقاسم محمد عبدالرشید انصاری سہارنپوری عفی عنہ　الجواب صحیح۔ ابوالحسن عفی عنہ۔

جواب جو حضرت مولانا مخدوم زمان، جناب مولانا رشید احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے، درست ہے، اور یہ واضح ہو کہ ایک جماعت اہل اسلام کی متفق ہو کر، قواعد خلاف شرع شریف کے تجویز کرے اور برادری کا دستور العمل اس کو قرار دے، نہایت مذموم ہے اور اس گناہ سے زاید ہے کہ ایک شخص اس حرکت کا مرتکب ہوا، اہل اسلام کا خطاوار ہونا کسی امر میں اور بات ہے اور قواعد خلاف شرع شریف ایجاد کرنا اور امر ہے۔ سرکار نے قانون خلاف اسلام ایجاد کیا، وہ جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ اسلام کی پابند نہیں، مگر اہل اسلام کی شان سے خلاف شرع قانون ایجاد کرنا بہت بعید ہے۔ احمد علی عنہ

باغ فیض (تالیف مولانا حشمت علی بنارسی شاگرد مولانا محمد مظہر نانوتوی [درعدم جواز سفر مزارات اولیاء] مطبع ہاشمی بنارس ۱۸۹۳ء/۱۳۱۱ھ)

(۷۴۹) بلا نکاحی عورت رکھنے والے سے سلام وتعلقات رکھنا کیسا ہے؟ **سوال:** زید (جو بغیر نکاح کے عورت کو رکھے ہوئے ہے) کو سلام علیک کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا، اور اس کے ساتھ کھانا پینا مسلمان جان کر کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور زید سے یہ امورات یعنی سلام علیک وغیرہ خاص برادری زید کو ہی منع ہے، یا کل مسلمانوں کو۔

جواب: نہ زید کے ساتھ سلام علیک کریں، نہ اس کے سلام کا جواب دیں۔ زید سے سب مسلمانوں کو متارکت چاہیے، زید کو مثل چمار بھنگیوں کے جانیں، غرض سب مسلمانوں کو زید سے ترک کرنا چاہیے، کچھ برادری پر منحصر نہیں۔

(فیض رشیدیہ ص ۲۰)

رشید احمد

(۷۵۰) شخص مذکورہ بالا کی حمایت کرنے والے گنہ گار ہیں: **سوال:** ایک شخص نے زید مذکور کی برادری میں سے کل برادری کی دعوت کی، جس وقت کھانا کھانے گئے ایک مہتر نے زید اور اس کی بیوی کو وہاں دیکھ کر کہا، کہ پنچو! یہ برادری کا چور ہے اس کو نکال دو، بعدہ برادری کے لوگوں نے پنچایت کی کہ مہتر کو ذات سے ڈال دینا

toobaa-elibrary.blogspot.com

وعظ ونصیحت کے چند احکام اور متعلقات

(۷۷۶) وعظ مسجد اور بازار دونوں جگہ درست ہے: **سوال:** [ایک شخص کہتا ہے] کہ مسجد میں وعظ کہنا ممنوع ہے، بر سر بازار تخت بچھا کر، فروش مکلف سے آراستہ کر کے، اس پر وعظ کہنا فرض ہے۔

جواب: اور وعظ کہنا بر سر بازار بھی درست اور مسجد میں بھی درست، جناب فخر عالم علیہ السلام نے مسجد میں وعظ فرمایا ہے، احادیث اس سے پر ہیں۔ غرض وعظ سب جگہ درست ہے، امر بالمعروف نہی عن المنکر واجب ہے، خواہ کہیں ہو۔ فقط (مجموعہ چند یا نوی ص ۸۷۔ ۸۹)

(۷۷۷) وعظ ونصیحت کیلئے صلاحیت اور مطلوبہ قابلیت کیا ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نوجوان مرد صالح، پرہیز گار متبع سنت وتابع شریعت، یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ جاننے والا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تصدیق کرنے والا، نماز پنج گانہ پڑھنے والا، زکوۃ کا دینے والا، نکمی باتوں پر دھیان نہ کرنے والا، فسق وفجور سے بچنے والا، حتی الوسع مذاہب باطلہ کی تردید کرنے والا، صرف اردو کی کتابوں سے فقط صرف علم اردو بخوبی جاننے والا، احکام ممنوعہ سے بطاقت علم اجتناب کرنے والا، اگر بباعث افلاس وتنگدستی کے غریب الوطن جا کر، کتب واعظیہ تدریس: مثلاً ترجمہ اردو کنز الدقائق و مالا بدمنہ، وتفسیر عزیزی وفتح العزیز، وتفسیر جامع التفاسیر، تصنیف مولانا نواب قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی ودیگر تصانیف نواب صاحب مرحوم، مثل تحفۃ الزوجین، وگلزار جنت، وترغیب الجماعت وغیرہ اور حدیث میں سے مظاہر الحق، مشارق الانوار ومجالس الابرار، وعقائد میں سے تقویۃ الایمان و صراط مستقیم شرح سفر السعادت، ونصیحت المسلمین، ورسالہ حج مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ومکتوبات مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی ودیگر کتب اردو، مثل مجموعہ سعادت وغیرہ، ایسے موقع پر کہ جہاں لوگ رسومات بدعیہ وشرکیہ میں مبتلا ہوں۔ اس کے لئے کتب مذکورہ کا وعظ ونصیحت خالصاً للہ، واسطے قائم کرنے دین کے، کہ وہ لوگ جاہل نماز روزہ وغیرہ سے، درس (و) تدریس کیلئے، دین کی ترقی روشن کرنے کے لئے، کہ وہ لوگ بوجہ جاہلیت کے دین محمدی سے بے بہرہ ہوں، درست ہے، یا نہیں؟ اور قصد اس کا صرف ترغیب وترہیب ہو، شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور علم عربی سے ناواقف [ہے]۔ جواب مع مہر تحریر فرماویں، اللہ تم کو اجر عظیم دے۔ بینوا توجروا۔

جواب: اس کا کچھ عجب نہیں کہ آدمی علوم دینیہ نہ پڑھتا ہو، فقط فارسی اور اردو کی استعداد رکھتا ہو اور وعظ (و) درس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنتی ہیں اور سن کر عمل بھی کرتی ہیں، چنانچہ سیکڑوں عورتیں کفر وشرک سے توبہ کرتی ہیں، اور بے نمازی عورتیں نمازی ہو جاتی ہیں۔ تو اس صورت میں وعظ کہلایا جاتا ہے، اور پانچ پانچ سات سات محلہ سے، عورتوں کو وعظ سننے جانا جائز ہے، یا نہیں؟

اور خاوندوں کو ایسے وعظ میں اجازت دینی جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر خاوندان عورتوں کو وعظ سننے کی اجازت دیں گنہگار ہوتے ہیں، یا نہیں، جو خاوند وغیرہ اس صورت کے وعظ میں عورتوں کے جانے سے منع کریں، گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں؟ اب علمائے دین سے یہ عرض ہے کہ جو حکم خدا اور رسول اُس کے کا ہو، مع دلائل تحریر فرماویں۔

جواب: وعظ کہنا اور کہلانا رات اور دن کو، مساجد میں سب جگہ سب اوقات میں، درست ہے، کوئی خصوصیت نہیں، قال الله تعالیٰ:

وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ. الآية ترجمہ: اور سمجھاتا رہ، کہ سمجھانا، کام آتا ہے ایمان والوں کو۔

(الذاریات ۵۵) (ترجمہ شیخ الہند)

کچھ قید زمان ومکان کی وعظ میں حق تعالیٰ نے نہیں فرمائی اور حدیث صحیح ہے:

بلغوا عني ولو آية الحديث. کہ میرے احکام کی تبلیغ کیا کرو، اگر چہ قلیل ہو۔

(رواه البخاري) (بخاری نے روایت کیا ہے)

تبلیغ احکام کو آپ نے فرض فرمایا اور کوئی قید کسی وقت اور مکان کی نہیں فرمائی، اور اپنی رائے سے نص کو مقید کرنا منع ہے، پس ہر وقت ہر جگہ وعظ کہنا درست ہوا۔ اور جو مفاسد اس شخص نے بیان کیے ہیں، وہ دن میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی عورت کی چال ڈھال سے فتنہ ظاہر ہو، اس کا انتظام کرے، ورنہ خواہ مخواہ اپنے وہم فاسد سے مسلمان عورتوں پر، حکم خداوندی کا سننے سے تنگی کرنا اور منع کرنا سخت بیجا ہے۔ غرض تقریر اس شخص کی عدم جواز وعظ شب میں بیہودہ ہے۔

وعظ سننے سے مستورات کو فائدہ ہوتا ہے، ضرور سننا چاہئے، مگر جس میں کوئی مفسدہ ظاہر ہو، اس کا انتظام کر لیوے، اور بیوہ کا نکاح کرنا چاہئے، کیوں ان کو معطل کرے اور امر خیر سے روکے۔ جو وعظ سن کر وہ اپنا چارہ آپ کرے، نکاح بیوہ کا کرنا، والیان کو واجب تھا، جب انھوں نے سنت کام برا جانا، تو یہ بے غیرتی ان کو ہوئی کہ عورتیں خود اپنا نکاح کرنے لگیں، یہ عذر سخت بیہودہ ولغو ہے۔ فقط، والله تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

یہ جواب صحیح ہے: محمد مراد عفی عنہ

بے شک یہ وعظ میں جانا عورتوں کا جائز ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان تقدس میں، عورتیں عیدگاہ میں وعظ سننے جایا کرتی تھیں اور وہیں نماز بھی پڑھتی تھیں۔

مجیب، محمد مراد مظفر نگری

toobaa-elibrary.blogspot.com

کلام مجید میں صاف آیا ہے:

یـا ایُّھا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا اَنْفُسَکُمْ وَاَھلِیْکُمْ نَاراً (التحریم ۶) یعنی اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر کے لوگوں کو دوزخ سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آگ سے بچنا مردوں اور عورتوں کو سب کو چاہئے، نہ کہ مردوں کو ہی ضروری ہے، اور مردوں کو امر کے صیغہ سے تاکید کیا ہے، واھلیکم فرمایا، کہ گھر کے لوگوں کو بھی بچاؤ۔ اور آگ سے بچنا خدا اور رسول کی تابعداری سے ہے، اور امر و نواہی میں اور امر و نواہی وعظ سننے سے معلوم ہوتے ہیں، اور سوائے اس کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کوئی دعوت کرتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مکان پر تشریف لے جا کر، کھانا تناول فرماتے تھے، تو بعد کھانے کے، اس گھر کے سب لوگ، نیز پڑوس کے سب مرد عورت، آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر، مسائل دینی دریافت کرتے تھے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ مرد سنیں، عورتیں نہ سنیں، بلکہ یوں فرمایا ہے: کہ علم دین کل مرد [وں] و عورتوں کو سیکھنا فرض ہے: طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔

فائدہ: علمائے دین یوں فرماتے ہیں کہ اگر شوہر خود عالم ہو، تو شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کو علم، یعنی مسائل دینی سکھلاوے، ورنہ بیوی کو علم دین کے سیکھنے کی اجازت دیوے۔

نہ اذن دے شوہر اپنی بیوی کو مگر سات جگہ، پہلی واسطے عیادت والدین اور ان کی تعزیت کے واسطے، اور دوسری واسطے ملاقات محارم اور ان کی عیادت کے، اور تیسرے دودھ پلانے کے لئے، اگر عورت قابلہ اور دائی ہو، چوتھے واسطے غسل میت کے اگر وہ غسالہ ہو، پانچویں واسطے طلب ایک حق کے کہ دوسرے پر ہو، چھٹے واسطے ادائے حق غیر کے کہ اس پر ہو، ساتویں حج اور طلب علم دین ضروری کیلئے: کذا فی المضمرات فی کتاب النفقات و عین العلم

فائدہ: ان عبارات (کی رو) سے عورت کو وعظ میں جانا اور دین سیکھنا واجب ہے۔ حدیث شریف میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ قرب قیامت کے ایسے دجال اور کذاب لوگ فتویٰ دیں گے کہ وہ نہ خود سمجھیں گے، بلکہ لوگوں کو گمراہ کریں گے، اور ایسی ایسی حدیثیں بیان کریں گے کہ جو تمہارے باپ دادوں نے [بھی] نہیں سنی ہوں گی۔ (رواہ مسلم)

فائدہ: جو شخص وعظ شب کے سننے کو عورتوں کو منع کرتا ہے، وہ بھی انہیں لوگوں میں ہے، جن کی خبر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی ہے، کیونکہ جتنے عالم اہل اسلام میں متقدمین سے متاخرین تک ہوئے، ناچ وغیرہ کو منع کرتے چلے آئے اور وعظ کے سننے سنانے کے فضائل بیان کرتے چلے آئے۔ اور یہ مولوی مانع، خدا اور رسول کا اور کل اجماع امت کا خلاف کرتا ہے، پس شخص ایسے کے کہنے کا خیال نہ کرے، یہ گمراہ کرنے والا ہے، جو کچھ ضرورت ہو، علماء حقانی

سے دریافت کرلیا کرے اور مرد (و) عورت کو دل و جان سے وعظ سننا چاہیے۔ یہ وعظ سننا ہدایت ہے، اس پر اجماع امت کا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

إن اللّٰہ لایجمع أمتي أو قال أمة محمد علی ضلالة و ید الله علی الجماعة، و من شذ شذ في النار. رواه الترمذي(۱)

ترجمہ: فرمایا نبی علیہ السلام نے ہرگز ہرگز اللہ پاک میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا، اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، اور جو جماعت سے جدا ہوا، آگ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

فائدہ: علماء یوں فرماتے ہیں، کہ امت سے یہاں مراد اہل علم ہیں، یعنی اصحاب اور مجتہدین آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا یہ گمراہی کی باتوں پر اتفاق نہ کریں گے، کیونکہ اس جماعت پر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہے، وہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں رہیں گے اور جو کوئی ان سے جدا ہو کر، خلاف راستہ اختیار کرے گا، گمراہ ہو کر جہنم میں پڑے گا۔

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اصحاب (کرام رضی اللہ عنہم) اور علماء امت محمدی، سب وعظ عورتوں اور مردوں کو سناتے رہے، آج تک کسی عالم حقانی نے منع نہیں کرا، اگر یہ گمراہی ہوتا تو اس پر اجماع کیوں ہوتا اور اجماع اس پر ہے کہ گھروں میں مسجدوں میں، سب جگہ مرد اور عورتوں کو وعظ سناؤ۔ اب جو اس کے خلاف کرتا ہے، قرآن وحدیث واجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور رحمت کے ہاتھ سے نکل کر جہنم میں پڑتا ہے۔ یا اللہ اس مانع کو ہدایت دے اور کُل اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، کہ تیرا اور تیرے حبیب کا دل وجان سے ذکر سنا کریں اور ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین! جیسے کہ تو نے اپنے کلام [قرآن شریف] میں فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ آیَاتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ. (الانفال: ۲)

بے شک وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاتا ہے اللہ ڈر جاتے ہیں دل ان کے، اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی، زیادہ کرتے ہیں ان کا ایمان، اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: افسوس ہے اس مولوی پر کہ اس نے کچھ پڑھا ہے، یا جلاہوں کی طرح مومن کہلاتا ہے کہ، کہتا ہے کہ وعظ سن کر عورتیں بھاگ جاتی ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن سننے سے (عورتیں) بگڑ جاتی ہیں، اور پروردگار عالم یوں فرماتا ہے کہ شناخت ایمان والوں کی یہ ہے، کہ جب ان کے سامنے یاد کیا جاتا ہے، اللہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں،

(۱) مشکوۃ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی ص۳۰، ج۱، رقم الحدیث ۱۷۳، ت: رمضان بن احمد بن علی، مکتبة التوبة، دار ابن حزم ۲۰۰۳ء، نیز باب مذکور ص۳۰ ج۱، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، نقل اصح المطابع ۱۳۷۵ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

علم اور تعلیم سے متعلق چند مسائل واحکام

کی وجہ سے ہی ہوتا ہے، نہ بوجہ تحصیل متاع دنیا کے۔ کہ حب متاع دنیا کو شارع نے: رأس كل خطيئة فرمایا ہے۔(۱) پس جو شے کہ سر جملہ گناہوں کا ہو، وہ کس طرح فرض اور فی سبیل اللہ بن سکتا ہے، اور علی ہذا، جس قدر احادیث فضل اور تحصیل علم میں وارد ہیں، سب میں مراد علم دینیات کا ہی ہے، اور بس! اور ہرگز کہیں اس سے علم تحصیل دنیا کا مراد نہیں، اور وہ حدیث جو زبان زد ہے:

اطلبوا العلم و لو كان في الصين۔(۲) ترجمہ: علم کو حاصل کرو، چاہے وہ چین میں ہو۔

بشرط ثبوت کے، اس سے بھی علم دین ہی مراد ہے، کیونکہ قدر مایحتاج دنیا تو ہر بلد و قریہ میں حاصل ہے، پس اس قدر مشقت کہ تابہ چین، اس کی تحصیل کے واسطے مشقت اٹھانا فرض ہو، ہرگز کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ دنیا کے واسطے امر ہووے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود رکوب بحر کو، بوجہ مشقت کے، تحصیل دنیا کے واسطے ناز یبا ارشاد فرماتے ہیں: لقوله عليه السلام:

لا يركب البحر إلّا حاجٌ (۳) ترجمہ: حج کرنے والے کے علاوہ کوئی دریا کا سفر نہ کرے۔

پس أطلبوا کا لفظ جو فرض طلب پر دال ہے، بوجہ امر کا صیغہ ہونے کے، تحصیل متاع دنیا کے واسطے مشقت سفر کو کب فرض کر سکتا ہے، سو خلاف عقل و نقل کے ہے۔ بہر حال اس سے مراد وہ ہی علم ہے، جس کو فرمایا کہ:

طلب العلم فريضة على كل مسلم ترجمہ: علم کا حاصل کرنا ہر اک مسلمان پر فرض ہے۔

جس کو علم دین کہتے ہیں نہ کہ علم دنیہ کا، اور یہ روایت کتب طب کہ:

العلم علمان الخ اولاً یہ حدیث ہی نہیں۔(۴) بعد تسلیم و فرض اس کے حدیث ہونے کے، وہ خود تفرقہ کرتی ہے

---

(۱) یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا روایت کی ہے (مشکوة كتاب الرقاق فصل ثالث ص: ۴۴۴ ج: ۲ [نظر اصح المطابع دهلى. ۱۳۷۵ھ] نیز مشکوۃ شریف ص: ۱۹۳۸ ج: ۳۔ رقم الحدیث: ۵۲۱۳ ت: رمضان بن احمد [مکتبہ التوبہ، دار ابن حزم ۲۰۰۳ء] (نور)

(۲) یہ حدیث نہیں کسی کا مقولہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو باطل کہا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور بیہقی اور خطیب وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے اور مزی نے اس کو حسن لغیرہ قرار دیا ہے (كشف الخفاء، ص: ۱۳۸، ج: ۱ [دار احیاء التراث العربی بیروت] حدیث ۳۹۷ [نور]

(۳) عن عبد الله ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يركب البحر الا حاج او معتمرٌ او غازٍ في سبيل الله فان تحت البحر ناراً او تحت النار بحراً

بذل المجهود عكس طبع قديم ص: ۲۰۵، ج: ۳ [سہارنپور] بذل المجهود شرح ابو داؤد، باب مذکور ص: ۲۹ جلد ۹ [ت: مولانا تقی الدین الندوی المظاهری] اعظم گڈھ ۲۰۰۶ء، ۱۴۲۷ھ

ابو داؤد، كتاب الجهاد، باب في ركوب البحر. ص: ۲۰۵ جلد: ۳ رقم الحديث: ۲۴۸۱ ت: شیخ محمد عوامہ [مؤسسة الريان بيروت ۲۰۰۴ء]

نیز مشکوة كتاب الجهاد ص ۱۳۶۴ ج ۳ رقم الحديث: ۳۸۳۸ [مكتبة التوبہ بيروت: ۱۴۲۳ھ] (نور)

(۴) یہ حدیث ہی نہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کو موضوع کہا ہے اور سیوطی نے کتاب الطب کے شروع میں اس کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ قرار دیا ہے۔ پوری عبارت ہے العلم علمان: علم الأديان وعلم الأبدان (كشف الخفاء ۲: ۶۸ حدیث ۱۷۶۵) [دار احیاء التراث العربی ۱۳۵۱ھ] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) تعلیم کتابت واسطے نساء کے اس زمانہ پر فساد میں، کہ قبائح اور مفاسد اس کے اہل دانش پر کالمشاہدہ ہیں، مکروہ ہے، تحریما، یا نہیں؟

(۲) تعلم وکتابت وغیرہ مراہقات اور بالغات کا، بغیر حجاب کے، غیر محرم مرد بالغ سے کیسا [ہے]؟

(۳) منع نسوانِ زمانِ ہذا کا تعلیم کتابت سے، موافق قول محقق جلال الدین دوانی کے، کما ذکرہ فی اخلاق جلالی (۱) قرین مصلحت ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: اس زمانہ میں تعلیم کتابت کا عورتوں کو مکروہ ہے تحریما بے شک، اور مراہقہ اور بالغہ مرد نامحرم بالغ سے بے حجاب ہونا، اگر چہ تعلیم وکتابت کے واسطے ہو حرام ہے، اور منع کرنا عورتوں کو ایسے کام سے ضرور ہے، فقط۔

واللہ تعالی اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد

> درجہ بالا فتویٰ یا تصدیق جناب عبد الرحمن (غالباً مولانا قاری عبد الرحمن پانی پتی) کے فتوی کے آخر میں درج ہے، جو صواعق النملک الدیان علی من اباح الکتابۃ لنساء الزمان ص ۱۶۵۔۱۶۳ تالیف مولوی نجف علی خان ابن مولوی نظام علی خان (مؤلفہ ۱۳۰۵ھ مطبوعہ مطبع احمدی بمبئی: ۱۳۰۵ھ) کے حوالہ سے زیر نظر مجموعہ فتاوی کے ضمیمہ میں درج ہے۔

(۷۸۶) انگریزی کا سیکھنا پڑھنا اس وقت جائز ہے، جب؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں: کہ انگریزی بغیر داخل ہونے کے کسی مدرسہ میں، بقصد روزگار اور فکر معاش کے پڑھنا، یا گورنمنٹ اسکول میں کہ اس میں انجیل پڑھائی جاتی تھی، داخل ہو کر، یا مشن اسکول میں یعنی پادریوں کے مدرسہ میں، کہ اس میں ہر ایک طالب علم کو جبراً انجیل پڑھاتے ہیں، داخل ہو کر، قصداً انگریزی اور تبعاً انجیل پڑھنا، ان سب صورتوں میں جائز ہے، یا حرام، یا مکروہ؟ علی التقید الثالث قید تحریمی تنزیہی درکار ہے۔ بینوا توجروا

جواب: انگریزی زبان کا سیکھنا مباح ہے، نفس تعلیم زبان میں کوئی معصیت نہیں، مگر امر مباح اختلاط غیر مشروع سے ناجائز ہو جاتا ہے۔ بقولھم:

اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام (۲)

پس انگریزی زبان کا خارج مدرسہ میں سیکھنا، بشرطیکہ کوئی ممنوع شرعی اس کے ساتھ نہ ہو، مباح ہے، اور اسکول میں داخل ہو کر پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ فی زماننا دخول مدرسہ میں التزام، لباس وزی انگریزی کا اور اختلاط کفرۃ (و) فسقۃ اور

---

(۱) علامہ دوانی نے لکھا ہے: "دختر ہا را لائق آموخت و خواندن و نوشتن نگذارند، باید منع کرد" اخلاق جلالی ص ۲۱۳ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء

مگر یہ شرعی حکم نہیں ہے اور اس دور میں اس پر عمل کرنا بالکل غلط ہے۔ وبضدھا تتبین الاشیاء [نور]

(۲) الاشباہ والنظائر لابن نجیم. الفن الاول، النوع الثانی، القاعدۃ الثانیۃ ص ۱۰۹ جلد اول (دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) [نور]

تقلید اور عدم تقلید کی شرعی حیثیت

(۷۸۸) عوام کے لیے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۷۸۹) [illegible] سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

ایک کے ساتھ اور سو کے ساتھ برابر ہی ہے اور محمول علیٰ ہذا! ایک اور متعدد کے ساتھ جائز ہے، اور یہ تمام قصہ خلاف ونزاع کا بسبب عدم تحقیق وتأمل کے پیدا ہو گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق.

والحمد للہ رب العالمین، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین. فقط

[نقل فتوی بدست مولانا کریم بخش (۱) پنجابی، شاگرد خاص حضرت مولانا گنگوہیؒ]

(۷۹۱) چاروں مذاہب فقہ برحق ہیں، ان پر طعن صحیح نہیں: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین: کہ زید کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں چار مصلوں کی کچھ حاجت نہیں، ایک مصلیٰ ہونا چاہئے، ان چار مصلے والوں نے فساد ڈال رکھا ہے، آیا! یہ کہنا اس کا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: مذاہب اربعہ حق ہیں، ان پر طعن کرنے والا فاسق مبتدع ہے۔ البتہ قرون ثلاثہ میں ایک جماعت مکہ معظمہ کی مسجد میں ہوتی تھی، جس طرح اب چار جماعت کرتے ہیں، یہ امر مکروہ ہے۔ اگر یہ شخص اس طرح کی چار جماعت پر طعن کرتا ہے تو یہ درست کہتا ہے اور جو اہل مذاہب پر طعن اس کا مقصد ہے، تو وہ فاسق ہے، اور یہ قول اس کا خلاف شرع اور زبوں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۱۲۸-۱۲۹)

(۷۹۲) کسی کو لا مذہب یا غیر مقلد کہنا؟ **سوال:** زید نے عمرو سے کہا کہ تو لا مذہب ہے، یا کہ غیر مقلد، عمرو نے جواب دیا کہ غیر مقلد اور لا مذہب سوائے اللہ تعالیٰ اور شیطان کے کوئی نہیں، ہر کوئی کسی نہ کسی کی پیروی کرتا ہے اور زید وعمرو دونوں مقلد ہیں۔ اس کلام کا بولنے والا عند الشرع شریف کیسا ہے؟ بینوا توجروا! فقط

جواب: یہ کلمہ گستاخ بظاہر کلمہ کفر کا ہے، کیونکہ لا مذہب اور غیر مقلد کلمہ اہانت کا ہے، لہٰذا، ایسا کلمہ منہ سے نکالنا نسبت حق تعالیٰ کی بیجا ہے، مگر چونکہ قائل نے ایک توجیہ اس کی کر دی ہے (۲) لہٰذا اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے، مگر توبہ کرے اور آئندہ کو ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۴۱)

---

(۱) مولانا کریم بخش حضرت گنگوہیؒ کے خاص شاگرد، متبحر فقہ اور ہیئت اور معقولات کے بہت بڑے اور بہت مشہور عالم تھے۔ مولانا کریم بخش نے اس تحریر کے آغاز پر لکھا ہے: "نقل فتوی سلطان العلماء، مجدد زماں، حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب مدظلہ" لہٰذا اس فتوی کا حضرت مولانا گنگوہیؒ سے انتساب بلا شک درست ہے۔ فتوی کے بعد مولانا کریم بخش صاحب نے ان الفاظ میں اپنے دستخط بھی ثبت کئے ہیں: "راقم الحروف بندہ کریم بخش غفرلہٗ" (نور)

(۲) یعنی عمرو کا یہ قول: ہر کوئی کسی نہ کسی کی پیروی کرتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مارٰاہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن الخ (۱)

مگر ہاں، اب جیسے علماء کا اجماع، کہ اپنی رائے ناقص پر خلاف نص کے اور مخالف ائمہ ہدیٰ کے، کچھ ٹھہرالیویں، مردود ہے اور غیر معتبر۔ فقط

(چندیا نوی ۸۸، ۹۱-۹۲)

(۷۹۶) مسائل شریعت میں کن لوگوں کا اختلاف واتفاق قابل اعتبار ہے اور اہل سنت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اتفاق واختلاف قابل لحاظ و اعتبار کے وہ ہے، جو مجتہدین میں ہو، یا ایسے علماء میں کہ درجہ اجتہاد کے قریب ہوں، اور وہ دونوں طرف نصوص سے مستنبط ہوں اور وجہ خلاف کی یا بنظر قوت وضعف اخبار کے ہو، یا بنظر قول وفعل صحابہؓ کے، یا بوجہ علت واسباب کے، تو مثلاً ایسی حالت میں، ہر دو فریق اہل سنت واہل حق ہوتے ہیں، جیسا کہ مذاہب اربعہ میں، یا کسی مسئلہ جزئیہ میں، خلاف علماء ایک مذہب کا ہوا ہے، تو قنوت فجر میں یہ بھی وجہ خلاف کی ہے، دونوں نص حدیث رکھتی ہیں۔ (۲)

اور امور جدیدہ کا بدعت ہونا، موافق قواعد سنت واجماع وقیاس ائمہ کے ہیں، اس کا خلاف علماء کا خلاف نہیں، بلکہ عوام کا خلاف ہے، مجوز ان امور کے خلاف نص وائمہ کے کہتے ہیں، کوئی حجت جواز ان کے پاس نہیں، بلکہ مطلق ومقید کے عدم تفرقہ میں، جہل کے سبب یا عناد کے، مبتلا ہیں، تو اس کو قیاس خلاف سلف پر کرنا نہایت کم فہمی ہے۔ وہ اختلاف موجب رحمت، یہ اختلاف بسبب فساد وقہر ومعصیت، پھر تعجب ہے مقیس علیہ وہ ہو۔ معاذ اللہ!

مگر ہاں ایہ کہنا ان علماء کا کہ اہل بدعت امور جدیدہ کے، داخل اہل سنت میں ہیں، یہ صحیح ہے کہ یہ اہل سنت کامل نہیں، عاصی ہیں، جیسا فاسق اسلام سے خارج نہیں ہوتا، ایسا ہی یہ فریق اہل سنت سے خارج نہیں، اس معنی اہل سنت سے جو بمقابلہ اہل اہواء کے ہے اور بمعنی اہل سنت کہ متبع اعمال سنت کے ہیں، البتہ خارج ہیں، اور یہ کہنا کہ مثل روافض کے خارج

---

(۱) اخرجہ البزاز والطیالسی والطبرانی وابونعیم والبیھقی فی الاعتقاد، عن ابن مسعود وقال الحافظ ابن عبد الہادی مرفوعا عن انس باسناد ساقط والاصح وقفہ علی ابن مسعود، ورواہ احمد فی کتاب السنۃ ولیس فی مسندہ، کما فی کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی ص ۱۸۸ ج ۲ رقم الحدیث: ۲۲۱۴، [دار احیاء التراث العربی بیروت: ۱۳۵۱ ھ] (نور)

(۲) یہاں تک عنوان کے پہلے جز کا بیان ہے یعنی مجتہدین کا یا ایسے علماء کا جو درجہ اجتہاد کے قریب ہوں ان کا اختلاف معتبر ہے اور وہ رحمت ہے بشرطیکہ دونوں رائیں کسی نص سے مستنبط ہوں اور وجہ اختلاف بطور مثال تین ہو سکتی ہیں: اول: حدیثوں کا قوی ضعیف ہونا دوم صحابہ کے اقوال وافعال میں اختلاف ہونا سوم علت حکم میں اختلاف۔ ایسی صورت میں دونوں فریق اہل سنت اور اہل حق ہوتے ہیں، جیسے مذاہب اربعہ کا اختلاف یا جیسے کسی مسئلہ میں ایک ہی مکتب فکر کے علماء کا اختلاف۔ سائل نے خاص قنوت فجر کا مسئلہ پوچھا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد فجر کی نماز میں قنوت راتبہ کے قائل نہیں اور امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں، پھر امام مالک مستحب کہتے ہیں اور امام شافعی سنت، اور وجہ اختلاف نصوص کا اختلاف ہے دونوں فریقوں کے پاس حدیثیں ہیں۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں، یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ رافضی وغیرہ اہل اہواء کی بدعت، انکار ضروریات دین کے سبب سے ہے، مگر چونکہ تاویل بھی مسلّم رہے، اگر بلا تاویل ہو کفر ہو جاوے، اور ان امور جدیدہ کے مبتدع، اعمال جزئیہ خلاف سنت کو جائز کہتے ہیں، ضروریات دین میں مخالف نہیں، لہٰذا اہل سنت سے خارج نہیں۔ الحاصل اہل سنت کے دو معنی ہیں، ایک بمقابلہ اہل اہواء، بایں معنی یہ لوگ اہل سنت میں داخل ہیں اور دوسرے بمعنی اعمال، مثل [اہل] سنت کے کرنا، بایں معنی یہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ والسلام

اوران سوالات کو بسبب گرانی لفافوں کے روانہ نہیں کیا، اور اگر طلب کرو گے مرسل کر دوں گا۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۷-۵۸)

....

(۱) لفظ سنت چار معنی میں مستعمل ہے اول: احکام میں فرض و واجب کے بعد کا درجہ...... اہل سنت میں یہ معنی مراد نہیں دوم: بدعت کے مقابل سنت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اہل سنت اہل اہواء کا مقابل ہے، اہل سنت میں یہ معنی مراد لئے جاسکتے ہیں سوم: سنت بمعنی دینی راہ (الطريقة المسلوكة في الدين) أهل السنة والجماعة میں یہی معنی مراد ہیں..... اور حدیث اور سنت میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، وہ حدیثیں جو منسوخ یا مخصوص ہیں وہ حدیثیں ہیں، سنت نہیں۔ اور ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی خلفاء راشدین کی باتیں سنت ہیں، حدیث نہیں۔ حدیث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين: میں یہی سنت مراد ہے اور جو حدیثیں معمول بہا ہیں وہ حدیثیں بھی ہیں اور سنت بھی۔ چہارم: سنت بمعنی قول وفعل نبوی، پس اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اعمال سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امور جدیدہ جیسے میلاد مروجہ کے قائلین خود کو سنی کہتے ہیں، ان کا یہ قول کہاں تک درست ہے؟ حضرت رحمہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ امور جدیدہ بدعت ہیں، کیونکہ وہ قواعد سنت و اجماع وقیاس کے خلاف ہیں، ان میں عوام کا اختلاف ہے اور وہ نص اور اقوال ائمہ کے خلاف کہتے ہیں۔ ان کے پاس اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ ان امور میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں، پس اہل بدعت کا خود کو سنی کہنا درست نہیں..... اور عوام ان باتوں کے اس وجہ سے قائل ہوئے ہیں، کہ انھوں نے جہالت کی وجہ سے یا عناد کی وجہ سے، جیسے رضاخانیوں نے مطلق ومقید کے درمیان فرق نہیں کیا، جیسے مطلق (بلا قید) ایصال ثواب ثابت ہے اور مقید جیسے سوم، چہلم وغیرہ بدعت ہیں، پس اس اختلاف کو سلف کے اختلاف پر قیاس کرنا درست نہیں، سلف کا اختلاف موجب رحمت ہے اور یہ اختلاف عوام کے بگاڑ، اللہ کے غصے اور دین اور شریعت کی نافرمانی کا سبب ہے، پس اس کو اس پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے؟ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا!

لیکن یہ اہل بدعت اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں، البتہ وہ کامل اہل السنۃ نہیں، گنہ گار ہیں، جیسے فاسق (مرتکب کبیرہ) مسلمان ہے، اسلام سے خارج نہیں مگر وہ گنہ گار ہے، اسی طرح یہ لوگ بھی اہل سنت سے خارج نہیں ہیں یعنی اس اہل سنت سے جو اہل اہواء کے مقابل بولا جاتا ہے، البتہ چوتھے معنی کے اعتبار سے وہ اہل سنت سے خارج ہیں، کیونکہ وہ اعمال سنت کی پیروی کرنے والے نہیں۔

البتہ روافض کی طرح اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج نہیں، روافض ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے اہل اہواء ہیں اور اہل السنۃ سے خارج ہیں، مگر چونکہ وہ ضروریات دین کا انکار تاویل سے کرتے ہیں، اس لئے کافر نہیں، اگر بلا تاویل انکار کرتے تو کافر ہو جاتے اور بدعتی ضروریات دین کے منکر نہیں ہیں، بلکہ بعض اعمال جزئیہ جو خلاف سنت ہیں ان کو جائز کہتے ہیں، پس روافض کی طرح یہ لوگ اہل السنۃ سے خارج نہیں (حضرت رحمہ اللہ نے سنت کے دو معنی بیان کئے ہیں، ہم نے تکمیل بحث کے لئے چار معنی بیان کئے ہیں، حضرت نے دوسرے اور چوتھے معنی بیان کئے ہیں)

[پالن پوری]

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلوک و احسان

(۸۱۷) فی زمانہ تصور شیخ، غیر مشروع ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مسئلہ تصور شیخ معمولہ صوفیہ میں: کہ مرید صورت پیر خواہ وہ پیر زندہ ہو یا مردہ، تصور میں حاضر کرتے ہیں اور اس سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ آیا یہ تصور اور حصول فیض شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

دوم اگر کوئی شخص حضرت غوث اعظمؒ کو تصور میں حاضر کر کے: یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا تکرار کرے، تو یہ تصور اور پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ لیکن قائل اگر اس کلمہ کو بغرض حصول فیض باطنی پڑھتا ہے، تو شیئاً للہ سے: اعطنی شیئاً اکراماً للہ تعالیٰ مما اعطاک من الفیوض الباطنۃ مراد ہے، اور اگر اور کسی حاجت کے واسطے پڑھتا ہے تو شیئاً للّٰہ سے امددنی شیئاً اکراماً للّٰہ بالدعاء من اللّٰہ تعالیٰ غرض ہے۔

جواب: تصور شیخ جو معمول صوفیہ کا ہے، کسی وقت میں صوفیہ نے اس کو اختیار کیا تھا، کسی مصلحت کی وجہ سے، اور اس میں کوئی خدشہ نہیں جانا گیا تھا، مگر اب اس وقت میں اس کی اجازت شرعی نہیں معلوم ہوتی، کہ شائبہ بت پرستی ہو گیا ہے اور اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں، ہاں! اگر کوئی مغلوب محبت معذور ہو (تو وہ) معذور ہے، اور فیض من اللہ ہوتا ہے اور بس! فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[دوم] کسی بزرگ کو ذہن میں حاضر کر کے اس سے اپنا مطلب مانگنا شرک ہی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ہر وقت حاضر ہونے والا حق تعالیٰ ہے، اس سے [طلب] مرادات چاہئے اور احضار صورت شیخ سے شیخ حاضر نہیں ہوتا، پھر اس صورت و تماثل ذہن سے، کچھ حاجت دینی و دنیوی طلب کرنا خود واہی امر ہوا، جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا۔ اگرچہ بسبب تاویل کے اس کو شرک نہ کہا جاوے، مگر بظاہر صورت شرک کی ہے، لہٰذا ترک اس کا واجب ہے۔ جو امر موہم معصیت کا ہو، اس کو بھی ترک کرنا لازم دینی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں، ص ۱۰۲-۱۰۳)

(۸۱۸) من اللہ و من مشائخی کہنا صحیح نہیں: سوال: زید نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ: ما کان منہ صواباً فمن اللّٰہ و من مشائخی، و ما کان خطأً فمنی. اس کا بولنا عند الشرع جائز ہے، یا ناجائز، اس لکھوانے والے اور بولنے والے کا کیا حکم ہے، ایسے شخص کو کیا کہنا چاہئے؟

جواب: من اللّٰہ تعالیٰ و من مشائخی بظاہر کلمہ شرک کا ہے، چنانچہ حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے شاء اللّٰہ و شئت (۱) رد فرمایا لہٰذا ایسا کلمہ موہم بولنا و لکھنا نہ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۳۱-۲۳۲)

(۱) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لاتقولوا: ماشاء اللّٰہ وشاء فلان، ولکن قولوا: ماشاء اللّٰہ ثم شاء فلان، رواہ احمد وابوداؤد وفی روایۃ قال: لاتقولوا: ماشاء اللّٰہ وشاء محمد وقولوا ماشاء اللّٰہ وحدہ، رواہ فی شرح السنۃ [مشکوۃ کتاب الآداب، باب الاسامی، فصل ثانی ج: ۲ ص: ۴۰۸ [رشیدیہ دھلی ۱۳۷۵ھ] نیز مشکوۃ باب مذکور ص: ۱۴۸۳ جلد چہارم رقم الحدیث: ۴۷۷۸ ت: رمضان بن احمد علی [مکتبۃ التوبۃ دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء]

اگر یہ کہا جاوے کہ اہل سُکر معذور ہیں، تو سُکر سے کیا مراد ہے، اگر فی الجملہ ذوق اور شوق مراد ہے، تو اپنے مرتبہ کے موافق اکثر مؤمنین میں یہ بات پیدا ہو سکتی ہے، اور اگر بے اختیاری اور بے ہوشی مراد ہے، تو جو شخص دین و دنیا کی خیر و شر میں نظم و نثر میں عمدہ تمیز رکھتا ہو، سماع کی جائز محفلوں میں قصداً شریک ہو، بہت او امر کو اختیار کرے اور بہت مناہی سے بچے، ایسے شخص کو بے اختیار اور بے ہوش کہنا، ظاہر میں کسی طرح درست نہیں ہوتا؟

جواب: حق تعالیٰ کی ذات مقدس پر اطلاق الفاظ مکروہہ کا، مثل بت وغیرہ کے حرام و موجب کفر کا ہو سکتا ہے، خواہ کوئی بولے۔ مشائخ کے فعل کی تاویل کرنا چاہئے، اگر چہ بعید ہو، نہ یہ کہ حکم شرع کا ان کے فعل کے سبب بدلنا۔ حق تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں، مثلاً جواد حق تعالیٰ پر بولنا درست اور سخی کہنا منع، حکیم درست اور طبیب غیر جائز، پس ایسے مکروہ لفظ کس طرح درست ہو سکتے ہیں، کسی شیخ کے فعل کے سبب۔

پس مسئلہ عقائد کا مجمع علیہ امت کا، اپنے حال پر رکھو، مشائخ کے قول (و) فعل کی کوئی تاویل کرو، یہ ہے حکم ادب شریعت کا۔ نہ یہ کہ مشائخ معدودہ کے فعل کو اصل ٹھہرا کر حکم شریعت کو منسوخ بناؤ، کہ قواعد شرع کسی شیخ سے رد و رفع نہیں ہو سکتے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۱۲، ۱۳، ۸، ۹)

(۸۲۰) مولانا روم و مولانا جامی وغیرہ، اولیائے مقبولین میں سے ہیں:

سوال: [کیا] مولانا جامی و نظامی و مولانا روم وغیرہ کا بعض کلام کفر کو پہنچتا ہے؟

جواب: مولانا جامی وغیرہ اولیاء سب مقبول ہیں، ان کا بعض کلام بے شک ظاہر میں، موہم خلاف شرع کا ہوتا ہے، مگر تأمل سے اہل علم کو معلوم ہو جاتا ہے، کہ خلاف شرع نہیں، سو جس کو فہم ایسا نہ ہو وہ حسن ظن رکھے، بدگمان نہ ہو، وہ مقبول ہیں، ان کو برا کہنا زبوں ہے۔ فقط (چند یانوی ص ۸۸-۹۲)

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......

اخبار الاخیار۔ از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۲۵۵-۲۵۸ (دہلی ۱۲۷۳ھ)

نزہۃ الخواطر۔ از مولانا حکیم عبد الحی حسنی رائے بریلوی ص ۱۷۳-۱۷۵ (حیدر آباد ۱۳۱۰ھ)

تاریخ مشائخ چشت۔ از پروفیسر خلیق احمد نظامی ص ۲۱۸، ۲۲۳ جلد اول (طبع اول دہلی ۱۹۵۳ء)

ص ۱۷۱، ۱۷۹ جلد اول (طبع دوم دہلی ۱۹۸۲ء) (نور)

(۲) **شیخ علاؤ الدین علی بن احمد صابر کلیری:** سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے مؤسس اور نامور مرشد اور امام تصوف مگر تعجب ہے کہ تمام معاصر تالیفات اور تذکرے ان کے ذکر سے خاموش ہیں۔ سیر الاولیاء میں جو سطریں ایک بزرگ شیخ علی صابر کے حال میں درج ہیں، ان کے متعلق یقین سے کہنا مشکل ہے کہ وہ ان کے متعلق ہیں یا کسی اور کے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی شیخ صابر کلیری کا ذکر نہیں کیا اور یہی کلمات تحریر فرمائے ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے کہ "سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے مذہبی تذکروں میں ان کے حالات بڑی تفصیل سے درج ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تذکروں نے کہاں سے یہ حالات فراہم کئے، ان کے ماخذ کیا ہیں۔ غالباً سنہ ۶۸۹/۶۹۰ھ میں وفات ہوئی۔" (نور)

جنّات، خواب اور ان کے متعلقات

(۸۲۱) ہڈی کو دانتوں سے توڑنے اور اس سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی تحقیق؟ **سوال:** سنا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، ہڈی پر کے گوشت کو منھ لگا کر دانتوں سے نہ توڑا کرو، کہ وہ خوراک ہے تمہارے بھائی جنوں کی۔ یہ بات صحیح ہے، یا نہیں؟ اور اگر صحیح ہے تو منھ لگانے سے کیا نقصان ہو جاتا ہے، جو وہ پھر نہیں کھاتے؟

جواب: یہ غلط ہے، بلکہ دانتوں سے توڑنے کو فرمایا ہے اور استنجاء کرنے کو ہڈی سے منع کیا ہے کہ مسلمان جنات کی غذا ہوتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۱۷)

(۸۲۲) جنات کیا کیا کھاتے ہیں؟ **سوال:** علاوہ ہڈیوں کے جنات غلہ و مٹھائی وغیرہ بھی کھاتے ہیں، یا نہیں؟ اور اگر کھاتے ہیں، تو ہڈیوں ہی کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: سب کچھ کھاتے ہیں، مثل انسان کے۔ فقط، واللہ اعلم (بدست خاص، ص ۱۷)

(۸۲۳) جنات کی چوری سے حفاظت کی تدبیر: **سوال:** خرمن میں سے یا گھر میں رکھے ہوئے غلہ میں سے، جنات بھی چرا لیتے ہیں، یا نہیں؟

اور اگر چرا لیتے ہیں ان کے دفعیہ کی اور غلہ کی حفاظت کی بھی کوئی سبیل ہے، اگر ہو تو وہ بھی تحریر فرماویں۔

جواب: چور سب جگہ سے چراتا ہے، سبیل محافظت کی یہ ہے کہ وہاں ذکر کرے، قرآن پڑھے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۱۷)

(۸۲۴) شیاطین گمراہ کرنے کیلئے دائیں جانب سے آتے ہیں: **سوال:** مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، کہ قلب کے داہنی جانب فرشتہ رہتا ہے اور جانب چپ (بائیں) شیطان، اور سورہ والصافات میں ہے گنہگار لوگ شیطانوں کو کہیں گے، کہ تم ہم پر آتے تھے داہنے سے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے، تحریر فرماویں۔

جواب: دہنی جانب خیرات کی ہے، اور شیاطین دہنی جانب سے آتے ہیں، تا کہ لوگ جانیں کہ بھلے لوگ خیر بات بتاتے ہیں، دھوکہ دہی کے واسطے۔ فقط، واللہ اعلم

(بدست خاص، ص ۳۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸۲۵) جنات آسیب وغیرہ کا اثر اور ان کا علاج برحق ہے: سوال: آسیب جن وشیاطین کا آدمی کو ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اور کلام الٰہی دم کرنے سے، خواہ تعویذ وغیرہ باندھنے سے رفع ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اور جن و شیاطین گھر میں رہنے لگتے ہیں، یا نہیں؟

جواب: یہ سب امور حق ہیں۔

(بدست خاص، سوال ۵۰)

(۸۲۶) جناب رسول اکرم کی خواب میں، زیارت کے ایک پہلو کی تحقیق؟ سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، جو خواب میں یا مراقبہ ومکاشفہ میں مخلوق کو مشرف بزیارت فرماتے ہیں، تو خود آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام ہی خاص اسی جسم اطہر سے رونق افروز ہوتے ہیں، یا کیا ہوتا ہے؟

جواب: آپ کہیں تشریف نہیں لے جاتے، بلکہ آپ کی شکل مبارک کی مثال، پیش نظر دیکھنے والے کے ہو جاتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص:۱۹)

(۸۲۷) خواب میں جو مردے نظر آتے ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے؟ سوال: مردگان جو رویاء میں نظر آتے ہیں، ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے، وہ بھی خود ہی آتے ہیں، یا کیا ہوتا ہے؟

جواب: اس خواب کی بھی یہی کیفیت ہے، جو اوپر لکھی گئی۔ فقط واللہ اعلم۔

(بدست خاص، ص:۱۹)

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

گانے بجانے اور آتش بازی وغیرہ کے احکام

[illegible]

اور ان چیزوں کا، ایک ہی حکم ہونا چاہئے؟

جواب : شراب سے بھی فرحت ہوتی ہے اور زنا سے بھی۔ اور پھر آمدنی ضائع کرنا ہے، نہ لباس واکل کہ جزو بدن بنانا ہے، ایسی فیاضی جہل پر افسوس ہے۔

رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ فرخ آباد ص ۳۱-۳۲)

(۸۳۲) زمین کے سات طبقوں کی کیوں وضاحت نہیں؟

مسئلہ: ہم کو ہفت آسمان سے نفع ہے، شمس چہارم آسمان میں، اور زحل ہفتم میں، نزول احکام ہفت آسمان سے ہوتے ہیں، زمین سوائے طبقہ اعلیٰ کے نہ کچھ ہمارے نفع میں ہے نہ وہاں سے کوئی احکام منافع ہم کو ملتے ہیں، نہ کوئی امر محسوس ہوتا ہے، جس سے ہفت طبقہ کا اشارہ ہوتا، سوائے آسمانوں کے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص: ۲۰-۲۱)

(۸۳۳) بادل بجلی اور کڑک وغیرہ کے متعلق سائنس دانوں کے اقوال خلاف شریعت نہیں ہیں:

سوال: حکماء لوگ [سائنس داں] کہتے ہیں کہ جو بخارات زمین سے اٹھتے ہیں، ان ہی بخارات سے بادل اور بجلی اور کڑک اور مینہ اور اولہ پالا اور شبنم ہوجاتی ہیں، تو از روئے شرع شریف ان چیزوں کا جو کچھ حال ثابت ہوا ہو، تحریر فرماویں؟

جواب: شریعت ان امور کا انکار نہیں کرتی، ان میں کوئی بات خلاف قواعد شریعت نہیں۔ فقط

(بدست خاص، ص ۴۷)

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

قبر، قیامت اور احوال آخرت وغیرہ

(۸۴۴) [illegible]

جواب: [illegible]

(۸۴۵) [illegible]

جواب: [illegible]

(۸۴۶) [illegible]

جواب: [illegible]

(۸۴۷) [illegible]

جواب: [illegible]

(۸۴۸) [illegible]

(۸۴۳) مردوں کی روحیں گھروں پر نہیں آتیں: **سوال:** ارواح مُردگان اپنے گھروں میں، بعد وفات، جیسا کہ امام محمد بن محمد الغزالی نے لکھا ہے دقائق الاخبار میں، آتی ہیں، یا نہیں؟

جواب: نہیں آتی، اور یہ روایات قابل اعتبار نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، علیحدہ)

(۸۴۴) ایسے واقعات صحیح نہیں، جس میں کسی شخص کے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات کہی جائے: **سوال:** بعضے آدمی جو بظاہر مر جاتے ہیں اور پھر ہوش (میں) آجاتے ہیں تو ایسا قصہ کہتے ہیں، کہ یوں دو شخص آئے اور ایسے ایسے مکانوں میں کو لے جا کر، ایسی جگہ لے گئے، جہاں دفتر تھا اور منشی لکھ رہا تھا، اور بعض کہتے ہیں کہ جہاں خدا تھا، پھر اس منشی نے سر اٹھا کر اور نظر کر کے کہا، کہ یہ وہ شخص نہیں ہے، اس کو کیوں لائے ہو، بلکہ وہ شخص اسی نام کا فلاں جگہ ہے، اسکو لاؤ پھر وہ دونوں شخص لیجانے والے دھکے دیکر یہاں چھوڑ گئے۔ یہ بات کیا ہو جاتی ہے اور کیا ہوتا ہے، کہ جتنے شخصوں کو ایسا حال ہوتا ہے، وہ ایسی ہی بات دیکھی ہوئی بیان کرتے ہیں، کیا سب کو یہی ایک خیال ہو جاتا ہے، یا کوئی شیطان کا دخل ہے، یا کیا بات ہے؟

جواب: یہ سب تخیلات ہیں، ان کا اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم

(بدست خاص، ص ۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ملازمت، ان کے ساتھ کاروبار اور ملک کی سیاست میں تعاون اور شرکت

سوال:

الجواب:

madani-library.blogspot.com

اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبر املانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں، یا نہیں؟ (علی محمد لدھیانوی، متوطن بمبئی)

جواب: اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع وشراء وتجارت میں کر لیویں، اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین میں، یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔

مگر سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہئے، اگرچہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے، یا واقع میں خیر خواہ ہو، مگر اس کی شرکت مآل کار مسلمان واسلام کو سم قاتل ہے، ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا، اور ہنود سے شرکت معاملہ کر لینا، اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو، یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت یا ترقی ہنود ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا، اسی طرح برا ہے اور بس۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[نصرۃ الابرار مولوی محمد صاحب لدھیانوی ص ۱۲۔۱۵۔۱۹ (مرتبہ ۱۳۰۶ھ طبع اول، لاہور: ۱۳۰۶ھ)
فتاوی قادریہ (مجموعہ فتاویٰ مولوی محمد لدھیانوی) ص ۴۷۔۴۸۔۵۲ (طبع اول، لاہور: ۱۳۱۹ھ)]

(۸۵۱) کافروں کے گھر کا اور ان کا پکایا ہوا، کھانا کھانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین، در باب کھانا کھانے اہل ہنود کے ہاتھ کا، یا اس کے اہل خانہ کے ہاتھ کا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھر کا کھانا پکا ہوا، یا ان کے مردوں کے ہاتھ کا کھایا، یا نہیں؟ اور یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، یا تابعین، یا تبع تابعین رضی اللہ عنہم نے کھایا یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: کفار کے گھر کا کھانا کھانا اور کافر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا درست ہے، بشرطیکہ کوئی امر غیر مشروع اس میں نہ ملا ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے گھر کا گوشت پکا ہوا کھایا ہے، اور ہنود عرب میں نہیں تھے، جو اس کا کوئی جواب دیوے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۳۸)

(۸۵۲) ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر، ان سے کچھ لینے دینے کا حکم؟

سوال: ہندو لوگ جو رعایا ہیں، ان سے کچھ ان کے تہواروں میں، مثلاً دیوالی وغیرہ میں کھیل بتاشہ خواہ پکا ہوا کھانا، پکوان وغیرہ جو ان کے تہواروں میں پکتا ہے، یا کسی ہندو کے مرے پیچھے جو مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، لینا، بطور حق ورسوم زمینداری، یا بطور راہ ورسم بدلہ کے، تو جائز ہے، یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

واسطے وعظ کے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین واسطے خرید وفروخت کے گئے ہیں، تو ہم کو بھی ایسے ہنگامہ ہنود میں جانا جائز ہے۔ اب جیسا ارشاد ہو ویسا کیا جاوے، اگر جائز ہو تو ہم لوگ جاویں، ورنہ نہ جاویں اور جو لوگ محض واسطے فاتحہ بزرگان کے، یا سیر تماشہ ایسے میلوں میں جاتے ہیں، وہ اچھا ہے، یا نہیں؟

الجواب: عرس مسلمانان اور نوچندی میں اگر وہ کوئی عرس یا تیرتھ ہے اور سب میلہ ہنود میں، جا کر فروخت کرنا حرام ہے۔ اگرچہ سیر کی نیت نہ ہو فقط فروخت ہی کی نیت ہو، کیونکہ وہ مجمع معصیت کا ہے، اس کی شرکت بھی معصیت اور حرام ہے۔

من كثر سواد قوم فهو منهم

حدیث ہے۔ البتہ پینٹھ کی خرید وشراء میں جانا درست ہے، اور اسواق جاہلیت بیع وشراء کے جامع تھے، کوئی معصیت کا ہنگامہ نہ تھا، جس نے ان میلوں کو میلہ معصیت جانا، محض غلط اور خلاف سمجھا، اس کے قول کا ہرگز اعتبار نہیں۔ احادیث میں مصرح ہے کہ وہ مجامع بیع وشراء تھے، نہ مجامع معصیت کے، پس نفع دنیاوی کے واسطے معصیت کے میلوں میں جانا حرام ہے، نص قرآنی وحدیث سے اور بیع وشراء کی پینٹھ اور مجامع میں مباح ہے اور خلاف اس کے قول مردود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۷۔۲۰۸)

(۸۵۵) غیر مسلموں کے تہواروں کے موقع پر، ان سے ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: اگر ہنود اپنے تہوار میں، بوجہ ملاقات اہل اسلام کو کھیل (۱) بتاشہ، شرینی وغیرہ لا کر دیں، تو اس کا لینا اور کھانا درست ہے۔

(مجموعہ چند یا نوی ص ۲۷)

(۸۵۶) ہندوؤں کے مذہبی میلوں کی سیر کرنا اور اس کو اچھا سمجھنا:

سوال: جو مسلمان میلہ ہنود میں پالکی یا گھوڑی یا بگھی پر سوار ہو کر، میلے کی رونق زیادہ کرے وہ مردود مصداق: **من كثر سواد قوم فهو منهم** ہوا یا مقبول رہا، اور اس حدیث کا حوالہ تحریر فرمائے۔

جواب: لاریب اہتماشائی میلہ عبارت ہنود کا فاسق دائرہ قبولیت سے خارج ہے۔ اگر صرف سیر ہی کرتا ہے، اور اگر استحسان اس فعل کا کرے اور ملوث بافعال کفار بھی ہووے، تو کافر ہوگا۔ بہر حال مصداق حدیث شریف کا بنتا ہے، خواہ وہ محض وملوث بافعال اشرار ہو، خواہ محض تماشائی ہو، اور حدیث مذکور کو ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں، اور علی بن معبد نے **كتاب الطاعة و المعصية** میں، عمرو بن الحارث سے روایت کیا ہے، بایں الفاظ:

---

(۱) کھیل: بھنے ہوئے چاول یا جوار یا مکئی، وہ بھنا ہوا اناج جو پھول گیا ہو۔ (نور اللغات ۴/۲۱۶ دہلی: ۱۹۹۸ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لموافقته معهم، فيما يفعلون في ذالك اليوم) انتهى. فقط محصله واللّٰه تعالىٰ اعلم

اسی طرح محرم کی بھیڑ بھاڑ میں جو حائیکین جاتے ہیں، وہ بھی تحت مصداق حدیث مذکور داخل ہیں۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵۸-۵۹)

(۸۵۷) غیر مسلموں کے مجمع میں، سیر و تفریح کے لئے جانے کا اور خرید و فروخت کرنے کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں: کہ مذہبی مجمع کفار میں اگر کوئی مسلمان بہ نظر سیر و تماشا، یا بغرض خرید و فروخت چلا جائے، اور اس کو برا نہ جانے، یا برا جان کر جائے، تو ان تمام صورتوں میں اس کو کس درجہ کا گناہ ہے، اس کا نکاح باقی رہتا ہے، یا نہیں۔ سیر (تماشہ) اور خرید و فروخت کو جانا دونوں گناہ میں برابر ہیں، یا کچھ فرق ہے، جواب بتفصیل تمام عنایت ہو۔ فقط

الجواب: مجمع کفار میں کہ اس کا انعقاد علی المعصیت ہو، شریک ہونا ہر حال حرام ہے، خواہ بوجہ سیر و تماشہ جاوے یا بہ غرض خرید و فروخت کے۔ لقوله تعالىٰ:

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. (الانعام:۶۸)

تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ (ترجمہ شیخ الہند)

ولقوله عليه الصلوٰة والسلام:

من كثر سواد قوم فهو منهم (الحديث) (۲)

پھر اگر اس فعل کو برا اور ممنوع جان کر کرتا ہے، تو فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کافر نہیں ہوا، اگرچہ قریب کفر کے پہنچا اور نکاح بھی نہیں گیا، اور جو اچھا اور برا جان کر کرتا ہے، تو کافر مرتد ہو گیا۔ لقوله تعالىٰ

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (البقرہ:۸۱)

کیوں نہیں، جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے سو وہی لوگ ہیں دوزخ کے رہنے والے، وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

---

(۱) فتاوىٰ عالمگیری. كتاب السير الباب التاسع في احكام المرتدين منها ما يتعلق بتلقين الكفر بالارتداد والتشبه بالكفار. ص:۹۵ جلد دوم [مطبع احمدی، اموخاں ۱۲۸۷ھ] نیز باب مذکور ۲۸۰ جلد دوم [مطبع علمی، بندر ہوگلی ۱۲۵۸ھ] نیز باب مذکور ج:۲ ص:۲۷۶-۲۷۷ [نورانی کتب خانہ بلا سنہ]

(۲) كتاب الزهد والرقائق، ابواب زيادات الزهد، لنعيم بن حماد، باب استماع اللهو ص:۱۲ [مطبع علمی پریس، مالیگاؤں۔ ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء] نیز ملاحظہ ہو: نصب الراية في تخريج احاديث الهداية ج:۴ ص:۳۴۶ [مجلس علمی ڈھابیل۔ دار المامون، القاہرہ ۱۳۵۷ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

قال فی العالمگیریة، عن البحر: و(یکفر) بخروجه الی نیروز المجوس لموافقته معهم فیما یفعلون فی ذالک الیوم. انتهی(۱)

پس ظاہر ہوگیا کہ اتباع وشرکت کفار کی کفر ہے، پس جب کافر ہوا تو نکاح بھی جاتا رہا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۷۵۔ مجموعہ چندپانوی ص ۱۹)

(۸۵۸) رام لیلا وغیرہ میں چندہ دینا گناہ کبیرہ ہے: سوال: رام لیلا کے ہونے میں اپنی رضامندی ظاہر کرے، یا چندہ دے، تو اس شخص کے لئے شرع میں کیا حکم ہے، وہ شخص آثم ہوگا، یا نہیں؟ اور کس قسم کے اثم کا سزاوار ہوگا اور کوئی حکم شرع اس پر نافذ ہوگا، یا نہیں؟

جواب: ایسا شخص از روئے شرع شریف کے مرتکب سخت کبیرہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. (المائدہ:۲)

اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر، اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی مع مہر (بدست خاص، علیحدہ)

(۸۵۹) غیر مسلم کے گھر میں بیوہ عورت رکھنے کے معاملہ میں گواہی اور شرکت کا حکم؟ سوال: ایک چمار نے اپنی بھاوج بیوہ کو، دوسرے چمار کے گھر میں زوجہ کرکے بٹھادی، اور اس دوسرے سے کچھ روپے بھی لئے، اور پھر زمیندار کے پاس آیا کہ تم ایک کاغذ اپنی گواہی سے لکھدو، کہ فلاں عورت فلاں چمار کے گھر میں بٹھادی، اور اس کا سوائے میرے اور کوئی وارث نہیں ہے کہ جھگڑا کرے، اور مبلغ اس قدر میں نے اس سے خرچ کے لے لئے ہیں، تو یہ کاغذ لکھنا اور اس کی اجرت تحریر لینا زمیندار کو جائز ہے، یا نہیں؟

یا اگر روپیوں کا حوالہ نہ لکھا بلکہ صرف یہی لکھا جاوے، کہ اس کا وارث میں ہوں اور میں نے اپنی اور عورت کی رضامندی سے، فلاں کس کے گھر میں بٹھادی ہے، تو اس تحریر کی اجرت لینی بھی جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ امر اگر کافر اپنے مذہب میں کریں تو خیر، مگر مسلمان کو ایسے خلاف کاغذ کا لکھنا نہیں چاہئے، اس طرح روپیہ لینا حرام ہے، اگر فقط نکاح کردینے کو لکھے اور لکھائی لیوے، تو بظاہر جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (بدست خاص، سوال ۸۶)

---

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین، منها مایتعلق بتلقین الکفر و الامر بالارتداد و التشبه بالکفار، ص:۹۵ جلد دوم، [مطبع احمدی، اموخاں دہلی، ۱۲۷۸ھ] نیز عالمگیری باب مذکور ص:۲۸۰ جلد دوم [مطبع طبی، بندر ہوگلی ۱۲۳۸ھ] نیز عالمگیری باب مذکور ج:۲ ص:۲۷۶، ۲۷۷ [نورانی کتب خانہ پاسنہ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں، مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کئے، تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ایسے شخص کو جلد تائب ہونا چاہئے، ایسے گناہ کا وبال بہت برا ہے اور عذاب آخرت سخت ہے۔ حررہ الراجی عفو ربہ الکریم محمد فضل عظیم خطیب دیوبندی عفی عنہ اللہ الرحیم۔

عبارت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سلمہ درست ہے اور فتویٰ سابق جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کے حق میں نہیں ہے، اور نہ وہ اس کے محل ہرگز ہو سکتے ہیں۔ بندہ عبدالقدیر عفی عنہ

تحریر مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی صحیح اور درست ہے۔ محمد مراد عفی عنہ ساکن ...... مظفر نگر

تحریر مولانا رشید احمد صاحب سے میں اتفاق کرتا ہوں، فقیر کے پاس بھی لدھیانہ سے ایک استفتاء آیا تھا اور اس پر فقیر نے کچھ عبارت لکھی تھی، جس کو سائل نے مولوی عبدالعزیز و مولوی عبداللہ و مولوی محمد صاحب کی نسبت چسپاں کر دیا، میں تینوں صاحبان سے خوب واقف ہوں، حقیقت میں وہ دیندار ذی علم ہیں، وہ ایسے نہیں کہ خلاف اسلام کوشش کریں۔ واللہ اعلم

نصرۃ الابرار ص: ۶-۵ (مطبع صحافی لاہور: ۱۳۰۶ھ-۱۸۸۸ء)

فتاوی قادریہ ص: (طبع اول، لاہور: ۱۳۱۹ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا گنگوہی کا ایک مشہور تاریخی فتویٰ

ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فتوائے دار الحرب

اس فتوے کا پس منظر، اس کے محرکات، اس سوال کرنے والے، اس فتوے کے قلمی نسخے، نئی پرانی طباعتیں اور ان کے متعلقات۔ نیز مکمل فتویٰ کا قدیم اور صحیح ترین متن، فتویٰ کا مفصل سوالنامہ، جو اس تحریر کا محرک بنا تھا۔

مفصل مقدمہ، پس منظر و پیش منظر، اصل فارسی متن اور فتوے کا اردو ترجمہ

ترتیب و تحقیق اور حواشی و تصحیح

نور الحسن راشد کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا گنگوہی کا تاریخی فتویٰ

[ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے — (۲)]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت شاہ صاحب اور ہندوستان کے چند، اور بڑے علماء کی گذارشات پر، احمد شاہ ابدالی نے خاطر خواہ توجہ کی اور حضرت شاہ صاحب کے متوسلین نے بھی، ان ہدایات وخطوط کی تعمیل میں فخر ومسرت محسوس کی، احمد شاہ ابدالی حضرت شاہ صاحب کے مکتوب نیز علمائے ہند کے چند اور مکتوبات اور دعوت ناموں کی وجہ سے ہندوستان آیا، اور پانی پت کے میدان میں، ایک طاقتور اور بھرپور حملہ کر کے، ان قوتوں کے ہندوستان پر قبضہ اور حکومت کے منصوبہ پر ایسی کاری بھرپور ضرب لگائی اور ان طالع آزماؤں کو ایسا کمزور اور بے دست وپا کر دیا، کہ وہ سر اٹھانے کے لائق نہ رہے۔

ابدالی ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ (یکم نومبر ۱۷۵۹ء) کو پانی پت کے میدان میں پہنچا اور تقریباً ڈھائی مہینہ تک جنگ کے بعد، اواخر جمادی الاول (۱۴؍جنوری ۱۷۶۱ء) مرہٹوں کو شکست فاش دی۔

حضرت شاہ صاحب کی، یہ تدبیر بلاشبہ نہایت کارگر ثابت ہوتی، اگر ابدالی کی تاریخی کامیابی کے بعد، ہندوستان کی سیاسی قیادت اور وزارت عظمیٰ، حضرت شاہ صاحب کے معتمد افراد میں سے، نواب نجیب الدولہ [جو اپنے جنگی تجربہ، دور اندیشی، بے مثال دانش مندی اور حوصلہ کی وجہ سے، احمد شاہ ابدالی کے لئے بھی ایک دریافت کی حیثیت رکھتے تھے] کے سپرد کر دی جاتی، تو بعد کے حالات اس سے بہت مختلف ہوتے، جو سامنے آئے، ممکن تھا کہ اس سے مغل خاندان اور حکومت کی عمر میں بھی، خاصا اضافہ ہو جاتا، ابدالی کی بھی یہی رائے تھی، لیکن درباری سازشوں، مغل خاندان اور امراء کے باہمی سخت اختلافات اور عہدہ ومنصب کے خواہشمندوں کی، شاطرانہ چالوں نے، اس انتظام کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ نجیب الدولہ کی جگہ ایک اور، وزیر اعظم منتخب کر لیا گیا، جس کا انجام معلوم ہے۔ مغل خانوادہ کے ارباب اقتدار کی بے دانشی اور صبر واعتماد کے فقدان کی وجہ سے، بات پھر وہیں آ گئی جہاں سے چلی تھی، کہ نہ حاکم کو استحکام حاصل تھا، نہ حکومت کو۔ جو دیانت وانصاف، دور اندیشی واستحکام کی بات کرتا، اس کو خود غرض ومطلب پرست کہا جاتا، اہل غرض اور خوشامدیوں کو حکومت وامراء کا مخلص ومددگار سمجھا جاتا تھا۔ اس خود غرضی اور افراتفری کی وجہ سے، بادشاہ اور سربراہان حکومت ایک تماشہ بن کر رہ گئے تھے، کبھی کسی کو حکومت سپرد کی جاتی، کبھی کسی اور کو! آج ایک شہزادہ تخت پر بیٹھتا کل دوسرا، اس کی جگہ لے لیتا، یوں حکومت کا اعتبار اور مغل خاندان کی رہی سہی ساکھ بھی خاک میں مل گئی تھی۔

انگریز بہت دنوں سے اس کھیل کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا، اور اس سے صحیح وقت پر بھرپور فائدہ اٹھانے کی فکر میں تھا۔ اپنی شطرنج کی بہت عیاری کے ساتھ بساط بچھا چکا تھا، اس کے مہرے حرکت میں تھے، لال قلعہ پر قبضہ ان کی بنیادی ترجیحات میں شامل تھا، بالآخر، انگریزوں نے سنہ ۱۸۰۳ء میں دہلی پر باقاعدہ قبضہ کر لیا۔ اکبر، جہانگیر اور شاہ جہاں کی عظمتوں کے نام لیوا اور تخت سلطنت کے دعویدار، انگریزوں کی ماہانہ پنشن پر گزارہ کرنے لگے اور ان کے اشارہ چشم وابرو کے محتاج ہو کر رہ گئے۔

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ!

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہنچے۔ ریاست میں بہت عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ہر طبقہ کے افراد میں پذیرائی حاصل تھی۔

اگرچہ ملازمت کی مصروفیات بہت رہتی تھیں مگر مولانا نے کہیں بھی قیام ہوا، اور کسی بھی ملازمت وخدمت پر فائز رہے ہر جگہ درس حدیث کا معمول بلاناغہ جاری رکھا، طلبہ کی مالی معاشی سرپرستی فرماتے، ان کی ضروریات کا بھی بہت خیال کرتے تھے، دوچار طلبہ کو اپنے ساتھ کھانے میں شامل رکھتے تھے۔ معروف اہل قلم محمد امین زبیری نے (جنہوں نے مولانا کو قریب سے دیکھا تھا) لکھا ہے:

”وہ دورے میں ہوں یا مقیم، صبح کے وقت دو چار طلباء کو حدیث وفقہ کا درس، ان کا لازمۂ زندگی تھا، ان کے دسترخوان پر چند طلباء، خصوصاً ناشتہ اور شب کے کھانے کے وقت، ضرور ہوتے تھے، وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی یہی نظام اوقات تھا“ (۱)

مولانا وحید الدین کے، حضرت مولانا گنگوہی سے جو روابط تھے، مولانا سعید الدین میں اس کا پورا اثر آیا، اور مولانا بھی ہمیشہ حضرت مولانا کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ مولانا سعید الدین کے نام حضرت مولانا کے مکتوبات سے ان روابط اور اعتماد کا اندازہ ہوتا ہے، جو حضرت مولانا کو مولانا پر تھا۔ حضرت مولانا کے گرامی ناموں سے یہ بھی واضح ہورہا ہے کہ مولانا، حضرت کو اپنے تمام حالات ومسائل سے باخبر رکھتے تھے اور حضرت مولانا حسب ضرورت ہدایت ورہنمائی بھی فرماتے رہتے تھے، حضرت مولانا کے مکتوبات کے بعض مندرجات سے، مولانا کے روحانی کمالات ومرتبہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا نے ایک خط میں تحریر فرمایا ہے:

”اگرچہ تم کو ایسی حالت میں کہ اسباب ظاہری پر نظر نہیں، کچھ لکھنا لغو ہے، مگر تاہم بحکم: الدین النصحیۃ لکھتا ہوں، کہ بار بار زیارت وطن اور بہانہ دلداری ختن، تدبیر کے خلاف ہے، اگر حق تعالیٰ نے سامان رزق مقرر کردیا ہے، اس کو متغیر متفکر بنانا اور پرخاش عباد کا سبب ٹھہرانا، قرین مصلحت نہیں، آئندہ جو مناسب جانو“ (۲)

دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن: مولانا سعید الدین صاحب کو، حضرت مولانا گنگوہی کی نسبت اور خاندان حضرت مولانا قاسم نانوتوی سے قرابت کی وجہ سے، دارالعلوم دیوبند سے والہانہ سا تعلق تھا، دارالعلوم میں، حضرت گنگوہی کے سرپرستی کے آغاز کے وقت سے، معمول چلا آرہا تھا کہ رامپور گنگوہ وغیرہ سے خانوادہ کا، کوئی فاضل مدرسہ کی شوریٰ کا رکن بنایا جاتا تھا، سب سے پہلے ممبر، مولانا حکیم ضیاء الدین رامپوری تھے، پھر ان کے بھتیجے، مولانا حافظ احمد رامپوری اس کے لئے نامزد کئے گئے، مولانا احمد کی رکنیت شوریٰ کے، (۳) چار سال بعد، ۱۳۲۴ھ میں مولانا سعید الدین بھی مجلس شوریٰ کے لئے

(۱) بھوپال کا علمی جائزہ، مضمون الحاج محمد امین زبیری، مشمولہ بھوپال نمبر فکر وآگہی، دہلی۔ مرتبہ رضیہ حامد صاحبہ ص:۶۹۱ (طبع اول:۱۹۹۶ء)

(۲) مکاتیب رشیدیہ ص:۹۶ (۳) دارالعلوم کی صد سالہ زندگی، تالیف مولانا قاری محمد طیب صاحب ص:۱۰۳ (طبع اول دیوبند:۱۳۸۵ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

منتخب کر لئے گئے تھے، جو اس وقت سے وفات تک، بہت دلچسپی اور اہتمام سے، مدرسہ کی بھرپور خدمت کرتے رہے۔

شوریٰ کے اجلاس کا وقت آتا، تو کئی دن پہلے دیوبند پہنچتے، مدرسہ کے معاملات کو دیکھتے، کاغذات کو جانچتے اور مجلس شوریٰ میں رکھنے کے لئے، ان کی ترتیب وتکمیل فرماتے۔ مجلس کی تجاویز لکھنا اور اس کے متعلق تحریری کام انجام دینا، اپنی سعادت سمجھتے تھے اور کئی دن تک اس میں مشغول، وقت گذارتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی روداد میں، مولانا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"دارالعلوم کی خدمت میں شغف کا حال یہ تھا، کہ مجلس شوریٰ کے ہونے سے چند روز بیشتر، آپ تشریف لاتے تھے، اور وہ تمام کاغذات، جو شوریٰ میں پیش ہونے والے ہوتے تھے، آپ ان کو مرتب فرمایا کرتے تھے۔ جلسہ کے دوران میں، تمام روداد شوریٰ کا لکھنا، تجاویز کا مسودہ بنانا اور بعد میں ان کا صاف کرانا، یہ سب کچھ آپ نے اپنے ہی ذمہ لے رکھا تھا، آپ ان تمام کاموں کو عبادت عظمیٰ خیال فرماتے تھے اور اکثر تحدیث بالنعمۃ کے طور پر، اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا بیشتر وقت دارالعلوم کی ان ہی خدمات میں گذارتے تھے" (۱)

اخلاق وعادات ومزاج: علم وفضل، دیانت وسچائی اور خوش خلقی میں ممتاز ومعروف تھے، وسیع القلب تھے، ہر اک فکر وخیال کے افراد سے بے تکلف ملتے اور ضرورت ہوتی، تو نہایت نرمی سے بحث وگفتگو کرتے، تعصب اور شدت مزاج سے بہت دور تھے۔ نصیحت وگفتگو نہایت مؤثر تھی، دینی ودنیاوی وجاہت سے بہرہ ور تھے۔ محمد امین زبیری صاحب نے، بھوپال کے ممتاز علماء میں مولانا کا ذکر کیا ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ لکھتے ہیں:

علماء کے زمرہ میں، مولوی سعید الدین کو بھی شامل کرنا چاہئے، جو دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ بھوپال میں ان کی پوزیشن، ایک سیویلین افسر کی تھی، انہوں نے محرری سے ترقی کی اور ذمہ دارانہ عہدوں پر مامور رہے۔ وہ دورے میں ہوں یا مقیم، صبح کے وقت دو چار طلباء کو حدیث وفقہ کا درس، ان کا لازمۂ زندگی تھا۔ ان کے دستر خوان پر چند طلباء، خصوصاً ناشتہ اور شب کے کھانے کے وقت ضرور ہوتے تھے، وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی یہی نظام اوقات تھا۔

نہایت وجیہ خوش لباس اور نفیس طبع تھے۔ ایسے پیرایہ میں نصیحت کرتے تھے کہ مؤثر ہو جاتی تھی، وسیع القلب تھے، ہر خیال کے آدمی سے مخلصانہ وبے تکلفانہ ملتے تھے اور نرمی سے بحث کرتے تھے، متعصبانہ ذہنیت کا پتہ نہ تھا۔

شرعی پائجامہ (جس کا کمر بند گلے میں ہوتا یا اس میں پتلون کی گیٹس لگے ہوتے) قمیص، شیروانی اور ترکی ٹوپی پہنتے تھے، کبھی کبھی مولویانہ عمامہ اور قبا بھی، بلیرڈ اور کروکے کھیلوں میں مشاق تھے (۲)

---

(۱) روداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۲۷ھ

(۱) بھوپال کا علمی جائزہ، مضمون از محمد امین زبیری۔ مشمولہ بھوپال نمبر، فکر وآگہی، دہلی۔ مرتبہ رضیہ حامد صاحبہ۔ ص: ۲۹۱ (طبع اول: ۱۹۹۶ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

زمانہ میں بھی آپ اس مشغلہ سے خالی نہ رہے، ایک دو طالب علم آپ کے مکان پر حاضر ہوکر، حدیث وتفسیر، اصول فقہ اور فقہ وغیرہ کی، بڑی بڑی کتابیں آپ سے پڑھتے رہتے تھے۔

دار العلوم کی خدمت میں شغف کا یہ حال تھا، کہ مجلس شوریٰ کے ہونے سے چند روز پیشتر، آپ تشریف لاتے تھے، اور وہ تمام کاغذات، جو شوریٰ میں پیش ہونے والے ہوتے تھے، آپ ان کو مرتب فرمایا کرتے تھے۔ جلسہ کے دوران میں تمام روداد شوریٰ کا لکھنا، تجاویز کا مسودہ بنانا اور بعد میں ان کو صاف کرانا، یہ سب کچھ آپ نے اپنے ہی ذمہ لے رکھا تھا، آپ ان تمام کاموں کو عبادت عظمیٰ خیال فرماتے تھے، اور اکثر تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا بیشتر وقت دار العلوم کی ان ہی خدمات میں گذارتے تھے۔ فتنۂ اختلاف ۱۳۴۴ھ میں آپ نے جس سرگرمی سے دار العلوم کی حمایت واعانت میں، غیر معمولی حصہ لیا، اس کے لئے القاسم والانصار شورائے مقالی شاہد عدل ہیں، اسی لئے مولانا کی وفات کا صدمہ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ودیگر ارکان مدرسہ، اور تمام جماعت دار العلوم نے، غیر معمولی طور پر محسوس کیا اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی وفات سے، مدرسہ کی اور مجلس شوریٰ کی قوت انتظامیہ، وہیئت ترکیبیہ کو جو نقصان عظیم پہنچا، اس کی تلافی آج تک نہ ہوسکی، فی زمانہ ایسے مخلص کارکن کہاں۔ حق تعالیٰ آپ کی مغفرت فرماکر، آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

دار العلوم میں جب آپ کی وفات کا تار پہونچا، طلبہ ومدرسین وملازمین نے ملکر قرآن خوانی وکلمہ طیبہ کا ختم کرکے آپ کے لئے ایصال ثواب کیا"(۱)

مولانا سعید الدین بن علیم الدین رامپوری: مولانا سعید الدین کے عہد میں، رام پور میں اسی نام کے ایک اور عالم بھی تھے، جو مولانا علیم الدین، بن شیخ احمد بخش کے فرزند، اور تھانہ بھون کے اس معروف فارقی خاندان کے فرد تھے، جس سے تھانہ بھون کے، مشہور علماء اور مشائخ وابستہ ہیں (۲) یہ خاندان سنہ ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں، تھانہ بھون کی بربادی کے بعد، رامپور آکر آباد ہوگیا تھا۔

مولانا سعید الدین کی نسبت مولانا کی تحریروں سے چند مختصر سی ناتمام معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مولانا سعید الدین، مفتی عبد القیوم بڈھانوی سے بیعت تھے (۳) غالباً کچھ دنوں بھوپال میں بھی قیام رہا تھا، مولانا سعید الدین کو ہندوستان کی

---

(۱) روداد، دار العلوم دیوبند ...... سنہ ۱۳۴۷ھ ...... ص: ۱۷۔

(۲) مولانا معیر الدین فاروقی کا، داد وھیالی نھیالی نسب نامہ ان اوراق پر مفصل درج ہے، جو مولانا کی مملوکہ شامی [حاشیہ درمختار] کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ نسخہ مدرسہ مظاہر علوم قدیم سہارنپور میں محفوظ ہے۔

(۳) مولانا عبد القیوم سے بیعت کا واقعہ، اور مفتی عبد القیوم صاحب کی عنایت کی ہوئی ایک مفصل سند بیعت بھی، مولانا سعید الدین نے اپنی تحریرات میں نقل کی ہے۔ مولانا کی مذکورہ تمام تحریروں کے فوٹو اسٹیٹ ہمارے ذخیرہ میں موجود ہیں۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شرعی حیثیت کے مباحث سے دلچسپی تھی، مولانا نے مولانا قاضی محمد ایوب پھلتی کا، رسالہ دار الحرب بھی ۱۳۰۹ھ میں نقل تھا۔ا یہ نسخہ مظاہر علوم سہارنپور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ا ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) تک حیات تھے۔

مولانا کو فقہ حنفی سے ذوق تھا، شامی پر مولانا کے مختصر اشارات وافادات درج ہیں۔ مولانا کے تعلیم وتلمذ وغیرہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور مولانا کے حضرت مولانا گنگوہی سے، کسی رابطہ کی بھی ہنوز کوئی اطلاع دستیاب نہیں، اس لئے قرین قیاس ہے کہ، حضرت مولانا گنگوہی کے نام سوال اور مکتوب، مولانا سعید الدین خلف مولانا وحید الدین کا ہے۔ بہ ظاہر موخر الذکر، مولانا سعید الدین (بن علیم الدین) کا اس فتوے سے کچھ تعلق نہیں۔

اس فتوے کے قلمی نسخے: اس فتوے کی اگرچہ تحریر کے فوراً بعد، نقلیں شروع ہوگئی تھیں، خود حضرت مولانا گنگوہیؒ نے اپنے فتوے کے آخر میں تحریر فرمایا ہے: میں یہ مسودہ بھیج رہا ہوں امید کہ اس کی نقل لینے کے بعد، اصل تحریر یہاں واپس بھیج دیں گے، کیوں کہ یہاں بھی کچھ لوگ اس نقل کا ارادہ رکھتے ہیں:

"ایں مسودہ را روانہ می کنم، امید کہ بعد نقلش، روانہ این صوب فرمایند کہ بعض مردم این جا، ہم قصد نقلش می دارند"

حضرت کے تلامذہ اور متوسلین کا معمول بھی یہی تھا، کہ وہ حضرت مولانا کی اکثر اہم تحریروں اور فتاوی کی نقل محفوظ کرنے کی، کوشش کرتے تھے، بہ ظاہر اس پر بھی، متعدد حضرات نے توجہ فرمائی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ حضرت کی وفات کے ایک عرصہ بعد تک، اس کی متعدد نقلیں موجود تھیں۔ مولانا مفتی محمد شفیع نے مطبوعہ نسخہ کی تمہید میں لکھا ہے:

"حضرت کے اقارب وتلامذہ میں، دوسرے متعدد حضرات کے پاس بھی، اس کی نقلیں موجود ہیں"

مگر افسوس کہ اب ان میں سے اکثر نقلیں معدوم اور بے نام ونشاں ہو چکی ہیں، صرف دو قدیم ومعتبر قلمی نسخے معلوم ہیں، پہلا حضرت مولانا گنگوہی کے ایک پرانے شاگرد اور مجاز طریقت، مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی(۱) کی باقی ماندہ

---

(۱) مولانا صادق الیقین خلف مولانا سراج الیقین۔ کرسی ضلع بارہ بنکی میں ولادت ہوئی، مولانا حکیم محمد حسین سے متوسطات، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے مدرسہ جامع العلوم کان پور میں درسیات کی اکثر کتابیں اور معقولات پڑھیں۔ کان پور سے کاندھلہ آئے، مولانا حکیم صدیق احمد کاندھلوی نے یہاں ایک مدرسہ قائم کیا تھا، اس میں پڑھا، (مولانا صادق الیقین کے اپنے والد کے نام خطوط میں اس کی تفصیلات لکھی ہیں، جو راقم نے پڑھے ہیں اور ان کے فوٹو اسٹیٹ میرے پاس موجود ہیں۔) مولانا صدیق احمد کاندھلوی کی رہنمائی میں، حضرت مولانا رشید احمد کی خدمت میں گنگوہ میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا سے حدیث شریف مکمل کی۔ حضرت مولانا گنگوہی، مولانا کی لیاقت وذہانت کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

اول اپنے والد سے بیعت ہوئے، سنہ ۱۳۱۰ھ میں حج کے لئے حاضر ہوئے حضرت حاجی امداد اللہ سے شرف بیعت حاصل کیا، مکہ مکرمہ میں قرأت وتجوید میں کمال حاصل کیا۔ مدینہ منورہ میں شیخ ظاہر علی وتری سے اجازت حدیث اور سند لی۔ مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی سے بھی اجازت وسند حاصل کی۔ حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے، یہ سفر اصلاح باطن بیعت اور استفادہ کے لئے ہوا تھا، لمبے عرصہ تک حضرت مولانا سے استفادہ کیا اور اجازت وخلافت حاصل فرمائی، اتباع سنت میں نہایت کامل تھے۔

شوال سنہ ۱۳۳۳ھ (ستمبر ۱۹۱۵ء) میں ہجرت کے ارادے سے مکہ معظمہ پہنچے، حج کے فوراً بعد ۳ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ (نومبر ۱۹۱۵ء) کو مکہ معظمہ میں وفات ہوگئی۔ معلومات کے لئے مولانا کے والد مولانا شاہ سراج الیقین کی مؤلفات، شمس العارفین ۹۳-۹۵ (افضل المطابع ہردوئی) ۱۳۳۳ھ اور سراج وہاج (سفرنامہ حج، خدا بخش لائبریری جرنل (شمارہ ۷۵-۷۶) نیز مولانا پر، راقم سطور نور الحسن راشد کاندھلوی کا مضمون مندرجہ سہ ماہی احوال وآثار، کاندھلہ، شمارہ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / اگست ۱۹۹۴ء ملاحظہ ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

چند کتابوں میں شامل ہے، دوسرا نسخہ جو علامہ انور شاہ کشمیری کے قلم سے ہے، خانقاہ رحمانیہ مونگیر (بہار) میں محفوظ تھا، اس نسخہ کا عکس مولانا منت اللہ مونگیری نے "ہندوستان اور دارالحرب" کے نام سے شائع کر دیا تھا۔ دونوں کا تعارف درج ذیل ہے۔

نسخہ کرسی، مکتوبہ ۱۳۲۲ھ: اس فتوے کا خانقاہ نجاتیہ کرسی (ضلع بارہ بنکی) میں موجود نسخہ قدیم ترین معلوم نسخہ ہے۔ یہ ایک مجموعہ [تحریرات ورسائل] میں شامل ہے جو تمام حضرت مولانا گنگوہی کے چند اہم ترین جوابات ومکتوبات پر مشتمل ہے، اس مجموعہ کا تصوف، اصطلاحات تصوف اور مشائخ وصوفیاء کے متعلق خلیفہ ابومحمد محی الدین کے ایک مفصل سوالنامے اور اس کے نہایت جامع جواب سے آغاز ہوا ہے، اس کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی، حضرت مولانا سے وہ اہم خط وکتابت نقل کی ہے، جو بعد میں تذکرۃ الرشید میں شائع ہوئی تھی۔ بعد ازاں یہ فتویٰ اور اس کا سوال نامہ نقل کیا گیا ہے، جو [صفحہ ۳۵ کے نصف آخر سے صفحہ ۴۶ کے اختتام تک] ساڑھے آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، آخری ڈیڑھ صفحہ میں سجدہ غیر اللہ کے سلسلہ میں، مولانا احمد حسن مرادآبادی کے ایک سوال کا جواب نقل ہے، گویا یہ مجموعہ کل سینتالیس صفحات میں ہے۔ تحریر پختہ مگر رواں ہے، ترقیمہ کاتب درج نہیں، لیکن صفحہ ۱۷ کے حاشیہ پر یعنی خلیفہ ابومحمد محی الدین۔ کے سوال کے جواب کے اختتام پر، کاتب نے اپنا نام اور سنہ کتابت لکھا ہے۔

"بقلم ناچیز محمد احمد عفی عنہ..... المرقوم، ۲۷ رذوالقعدہ ۱۳۲۲ھ یوم پنجشنبہ وقت ۷ ربجے صبح"

فی صفحہ سترہ سے بیس تک سطریں ہیں، پہلے سترہ صفحات کے حواشی پر، خلیفہ ابومحمد محی الدین کے سوالات کا جواب نقل ہوا ہے، درمیان سے دو تین کے علاوہ اکثر صفحات کے حاشیے سادہ ہیں۔

نسخہ مونگیر، مکتوبہ بدست حضرت علامہ انور شاہ کشمیری: اس فتوے یا رسالہ کا ایک عمدہ صاف نسخہ، شہرۂ آفاق جلیل القدر عالم اور محدث، علامہ انور شاہ کشمیری کے قلم سے، خانقاہ رحمانیہ مونگیر، کے ذخیرہ میں محفوظ تھا، اس ذخیرہ کا یہ نسخہ مولانا عبدالماجد صاحب (کمراؤں ضلع دربھنگہ، بہار) کی خانقاہ کی لائبریری کو عنایت کی ہوئی، کتابوں میں شامل ہے۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب نے اس نسخہ کا عکس، خانقاہ مونگیر سے سنہ ۱۳۸۳ھ (۶۴-۱۹۶۳ء) میں، عمدہ آرٹ پیپر پر شائع کر دیا تھا۔ یہ طباعت صرف آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، پہلا صفحہ سرورق کا ہے، دوسرے پر کتب خانہ رحمانیہ کا فوٹو ہے، تیسرے چوتھے صفحے پر، مولانا منت اللہ رحمانی کے قلم سے، اس نسخہ کی وجہ اشاعت اور اس کا تعارف: "تقریب" کے عنوان سے درج ہے۔ تین صفحات پر حضرت شاہ صاحب کا مکتوبہ نسخہ، یا فتویٰ آیا ہے، آخری صفحہ سادہ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مولانا منت اللہ رحمانی نے اس کو، حضرت شاہ صاحب کی تالیف سمجھا ہے اور اسی حیثیت سے شائع بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت (علامہ انور شاہ کشمیری) کی ایک علمی تحریر جس کا تعلق ہندوستان کے دارالحرب

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان دونوں میں جو جزوی اختلاف ہے، وہ راقم سطور کے مرتبہ نسخہ کے حاشیہ میں درج دونوں کے اختلافات سے واضح ہو جائے گا۔(۱)

خلاصہ یہ ہے کہ مونگیر سے شائع رسالہ: ''ہندوستان اور دار الحرب'' کا حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے کتابت کے علاوہ کسی اور پہلو سے انتساب درست نہیں، یہ حضرت مولانا گنگوہی کا وہی معروف فتویٰ ہے، اس لئے نسخہ مونگیر کو بھی اس فتوے کے بنیادی نسخوں میں شمار کیا جانا چاہئے۔

طبع اول، دیوبند، ۱۳۵۲ھ: اس فتویٰ کی پہلی اشاعت وہ ہے، جو مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ اول مفتی صاحب کے رسالہ، ماہ نامہ المفتی دیوبند میں مضمون کی صورت میں چھپی تھی، اس کے بعد، ''فیصلة الاعلام فی دار الحرب و دار الاسلام...... المعروف بہ ...... کیا ہندوستان دار الحرب ہے''؟ کے نام سے، دار التبلیغ دیوبند سے ۱۳۵۲ھ (غالباً جمادی الاولیٰ، اگست و ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء) میں، کتابی صورت میں شائع ہوئی۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس فتویٰ کا اردو ترجمہ کیا، حوالوں کی مراجعت کی، چند توضیحات اور اضافے، مولانا مفتی محمد سہول بھاگلپوری (۲) صدر مفتی دار العلوم دیوبند نے بھی کئے۔ یہ اس نسخہ کی اب تک کی واحد کتابی اشاعت ہے، اگر چہ اس رسالہ یا اشاعت سے نقل ہو کر، یہ فتویٰ اور جگہ بھی چھپا ہے، مگر ان متاخر اشاعتوں پر اعتماد صحیح نہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب کا چھپا ہوا نسخہ سولہ صفحات کا ہے، پہلا صفحہ سرورق کا ہے، دوسرے پر، مولانا محمد شفیع کی مرتبہ تمہید ہے، صفحہ ۲ سے ۱۴ تک فارسی فتویٰ اور ترجمہ اور حاشیے درج کئے گئے ہیں۔ اب اس طباعت کے نسخے بھی کم یاب ہیں، تاہم ہمارے ذخیرہ میں، اس طباعت کا صاف ستھرا ایک عمدہ نسخہ موجود ہے (۳)

اس طباعت کے متعلق، مولانا محمد میاں صاحب کی اطلاعات درست نہیں: مولانا محمد میاں صاحب نے اپنی کتاب، ''علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے'' میں اس فتوے (مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند) کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے، وہ غلط فہمی ہی نہیں بلکہ تہمت کے زمرہ میں آسکتا ہے۔ مولانا نے لکھا ہے:

---

(۱) یہ اختلافات تنج زیر نظر طباعت میں درج نہیں کئے گئے ان کے وہ اشاعت ملاحظہ ہو، جو صرف اسی نسخہ اور اس کے متعلقات پر مع اس متن اور ترجمہ کے علیحدہ شائع ہوئی ہے۔ (نور)

(۲) مولانا محمد سہول عثمانی بھاگل پوری سنہ ۱۸۷۴ء (۹۱-۱۲۹۲ھ) سن ولادت ہے ۱۴ رجب سنہ ۱۳۶۷ھ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۴۸ء کو وفات ہوئی، مفصل حالات کے لیے دیکھئے حیات مولانا محمد سہول عثمانی بھاگل پوری، مؤلفہ محمد قسیم الدین فیروزی (کراچی ۱۹۷۰ء)

(۳) یہ نسخہ میرے والد ماجد مدظلہ کے ایک اہم سبق اور خاص دوست، مولانا محمد عاقل الہ آبادی (سابق آرگنائزر، جمعیۃ علمائے ہند) کا مملوکہ ہے، مولانا محمد عاقل صاحب کے قلم سے اس کے آخری صفحات پر مفصل حاشیے لکھے ہوئے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٨٩٥)

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

سوال مکتوب مولانا سعید الدین صاحب رام پوری

جواب [illegible] حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

[illegible]

والثالث: أن لایبقی فیها مسلم أو ذمی آمنا بالأمان الأول، فشرط هذه الشرائط لیكون علما تاما علی تمام القهر والإستیلاء، اذدار الاسلام یحتاط لإرتباطه لها، وعندهما یصیر دارالاسلام دار الحرب، بإجراء أحكام الكفر فیها.

ودر طحطاوی، حاشیہ درمختار اینکہ:

قوله بإجراء احكام الشرک أی علی الاشتهار، وأن لایحكم فیها بحكم اهل الإسلام.

(وفی) الهندیه وظاهره إن أجریت أحكام المسلمین وأحكام اهل الشرک لایكون دارحرب. انتهی!

پس ایں بلاد نہ بمذہب امام صاحب ونہ بمذہب صاحبین رحمہم اللہ، دار الحرب تواند شد، چہ موقوف ومعطل شدن، احکام اسلام بالکلیہ شرط متفق علیہ معلوم میشود، وفقدان ایں شرط ظاہر! چہ بسیارے از احکام اسلام، تاہنوز باقی وجاری اند۔

واگر ایں بلاد مطابق رائے حضور دار الحرب باشند، پس دریں بلاد حکم گرفتن سود ورہن از کفار چہ باشد، ونیز از منشأ وماخذ ایں روایت کہ از کتاب وسنت باشد، ایمائے زیب رقم فرمایند۔

درصیرت دار الحرب دار الاسلام، اگر جریان بعض احکام اسلام کافی تواند بود، پس ظاہراً تمامی روئے زمین دریں زمان دار الاسلام خواہد بود۔ والسلام خیر ختام۔ فقط

۱۷ر شعبان ۱۳۱۰ھ [۷ر مارچ ۱۸۹۳ء]

سعد آباد ضلع متھرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب استفتاء مولانا سعید الدین رام پوری

از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفا عنہ

عنایت فرمائے بندہ، مولوی سعید الدین صاحب، دام اشفاقہم

بعد سلام مسنون الاسلام، مطالعہ فرمایند۔ خطِ ایشاں بماہ رمضان دربابِ تحقیق مسئلہ دار الحرب رسید، از آنجا کہ طبع خود مضمحل از مدت شدہ، ودر رمضان زیادت براں شد، از تحریر جواب قاصر ماندم، اکنوں آنچہ می توانم، می نگارم۔

باید شنید کہ مدار بودن، حکم بلدے وملکے بدار الاسلام وبدار الحرب، بر غلبہ مسلماناں وغلبۂ کفار است وبس!

لہٰذا ہر موضع کہ مقہور حکم مسلمین است، آں را بلاد اسلام گفتہ خواہد شد، وہر محلے کہ مغلوب حکم کفار است، دار الحرب نامیدہ خواہد شد۔ قال فی جامع الرموز:

دار الاسلام مایجری فیہ حکم امام المسلمین، وکانوا فیہ آمنین. **ودار الحرب** ماخافوا فیہ من الکافرین، انتہیٰ.

وقال فی رد المحتار:

سئل قاری الھدایۃ عن البحر الملح، أمن دار الحرب أو الاسلام؟ أجاب انہ لیس من احد القبیلتین، لأنہ لا قھر لأحدٍ علیہ انتھی.(۱)

غرض از نقل ایں عبارت آنست، کہ مدار بودن دار کفر واسلام، بر غلبۂ کفر واسلام است وبس اگرچہ در بحر ملح راجح قول بدار حرب بودن باشد بوجہے دیگر، وہر مقامیکہ مقہور ہر دو فریق باشد۔ آں را بحکم الاسلام یعلو ولا یعلیٰ ہم دار الاسلام خواہند گفت، مگر بہ ہمیں شرط کہ غلبہ وقہر بعض وجوہ اہل اسلام در آنجا باشد، نہ آں کہ نفس مقام مسلمین در آنجا بود، یا اظہار بعض شعائر اسلام باذن کفار، در آنجا بودہ باشد، کہ نفس کون اہل اسلام در دارے، واظہار شعائر اسلام باذن کفار در بلدے، قابل اعتبار نیست۔ وعلیٰ ہذا بودن کفار در دار الاسلام، واظہار شعائر کفر باذن حکام اسلام، یا بغفلت ایشاں، در آنجا دار الاسلام بودن را ضرر نمی کند۔ چہ در ہر دو شق غلبہ یافتہ نمی شود، وحکم غلبہ را است، نہ نفس وجود وظہور را۔

(۱) شامی ص: ۲۴۴، ج: ۳...... باب استیلاء الکفار (مطبع اکمل المطابع دہلی: ۱۲۸۸ھ) ب: مطابق نسخہ خ ک

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

وفی خزانة المفتین: [ص] دارالاسلام لاتصیر دارالحرب، إلاباجراء احکام الشرک فیها، وان یکون متصلا بدارالحرب، لایکون بینها وبین دارالحرب مصر آخر للمسلمین، وان لایبقیٰ فیها مسلم أوذمی آمنا بالأمان الاول فمالم توجد هذه الشرائط، لاتصیر دارالحرب.

ومعنی قولنا: ان لایبقی فیهامسلم أو ذمی آمنابالأمان الاول، ان لایبقی فیمامسلم اوذمی امنا علی نفسه، الاّ بامان المشرکین.........الخ

وفی البزازیة، قال السید الامام: والبلاد التی فی ایدی الکفرة الیوم، لاشک انها بلاد الاسلام بعد، لانه لم یظهر فیها احکام الکفرة بل القضاة مسلمون، انتهیٰ.

پس باید دید، کہ دلیل بودن آں دیار بلاد اسلام می آرد، بقولہ: بل القضاة مسلمون کہ حکم حکام اسلام بطور اول باقیست، ونمی گوید لان الناس یصلون ویجمعون، چرا کہ مراد اجراء احکام بطور شوکت وغلبہ است، نہ اداے مراسم دین خود، برضاء حاکم غالب۔

درردمختار(۱) گوید۔

فی معراج الدرایة عن المبسوط: وبلاد الاسلام التی فی ایدی الکفرة، بلادالاسلام لابلاد الحرب، لانهم لم یظهروافیها حکم الکفر والقضاة مسلمون، والملوک الذین یطیعونهم ففساق عن ضرورة مسلمون ولوکانت عن غیر ضرورة منهم أوبدونها. وکل مصرفیه والٍ من جهتهم، تجوز فیه اقامة الجمعة والاعیاد واخذالخراج وتقلید القضاة وتزویج الایامی لاستیلاء المسلم علیه، وأما بلادعلیها ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمعة والأعیاد ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین فیجب علیهم أن یلتمسوا والیاً مسلماً.....انتهی.

وفیه ایضا: قلت، وبهذاظهران مافی الشام من جبل تیم اللّٰه وبعض البلاد التابعة له کلها بلادالاسلام، لانهاوان کانت لها حکام درُوز اونصاریٰ ولهم قضاة علی دینهم، وبعضهم یعلنو ن بشتم الاسلام، لکنهم تحت حکم ولاة امورنا، وبلاد اسلام محیطة ببلادهم من کل جانب، واذا اراد ولی الامر تنفیذ احکامنا فیهم، نفذها. انتهی.

(۱) شامی نسخہ ہندیہ ص: ۳۰۸، ج۳ فی کتاب القضاء مع تقدم وتاخر (مطبع مرتضوی) نیز شامی ج: ۵ ص: ۳۶۸۔۳۶۹ [دارالفکر بیروت ۱۳۸۶ھ]

ازیں ہر دو روایت واضح شد کہ، برائے بقاء دار اسلامیت، بعد غلبۂ کفار، بقاء قوت و شوکت حکام مسلمین و انفاذ امور بقوت وغلبہ مراد می شود، و ہم چناں در دار حرب، اجراء حکم اسلام، اگر بقوت باشد، رافع دار حربیت می شود، نہ ادائے محض شعائر اسلام، باذن ورضاء حاکم، مخالف دین۔

الحاصل، غرض ازیں شروط ثلاثہ، نزد امام صاحب واز شرط واحد کہ اجراء حکم اسلام است، نزد صاحبیہ ہموں وجود غلبہ وقوت اہل اسلام است، اگر چہ بعض وجوہ باشد، وہیچ اہل فقہ [ص: ۸] نمی گوید کہ در ملک کفار، اگر کسے باذن ایشاں صراحۃ یا دلالۃ، اظہار شعائر اسلام کند، آں ملک دار الاسلام می شود، حاشا وکلا کہ ایں دور از تفقہ است۔

چوں ایں مسئلہ منقح شد، اکنوں حال ہند را غور فرمایند کہ اجرائے احکام کفار نصاریٰ، دریں جا بچہ قوت وغلبہ است کہ اگر ادنیٰ کلکٹر ہم حکم دہد، کہ در مساجد نماز جماعت ادا مکنند، ہیچ کس از امیر وغریب قدرت ندارد، کہ ادائے آں نماید۔ وایں ادائے جمعہ وعیدین وحکم بقواعد فقہ کہ می شود، محض بوجہ قانون ایشانست، کہ در رعایا حکم جاری کردہ اند، کہ ہر کس حسب دین خود عمل نماید، سرکار را مزاحمت بوئے نیست۔ وامن سلاطین اسلام کہ بود، ازاں نامے ونشانے نماندہ، کدام عاقل قائل خواہد شد، کہ امنے کہ شاہ عالم دادہ بود، اکنوں بہموں امن، مامون نشستہ ایم، بلکہ امن جدید از کفار شدہ، وبہ ہموں امن نصاریٰ جملہ رعایا، قیام ہند می کنند۔

واما اتصال، پس آں در ممالک واقالیم شرط نیست بلکہ در قریہ وبلد ایں شرط کردہ اند، کہ مدد رسیدن ازاں بسہولت مراد است۔

وکسے می تواں گفت کہ اگر مدد کابل یا شاہ روم آید، کفار را از ہند خارج کند، حاشا وکلا! بلکہ اخراج ایشاں بسیار اصعب است و مستقل جہاد وجنگ باسامان کثیر می خواہد۔

بہر حال تسلط کفار بر ہند بداں درجہ ہست، کہ در ہیچ وقت کفار را بر دار حرب زیادہ ازیں نہ بود۔ وادا مراسم اسلام از مسلماناں محض باجازت ایشانست، واز مسلماناں عاجز ترین کسے از رعایا نیست، کہ ہنود را ہم قدرے رسوخ است مگر مسلماناں را چیزے وقعت نیست۔ البتہ در ٹونک ورامپور وبھوپال کہ حکام آنجا، باوجود مغلوب بودن کفار، احکام خود جاری دارند، دار اسلام تواں گفت، چنانچہ از روایات ردالمحتار وغیرہ مستفاد می شود، فقط

اکنوں بعد سلام مسنون آنکہ، اگر بایں تحریر طمانیت شما حاصل شود، فہو المراد، ورنہ بندہ را معذور دارند، مگر چونکہ از تحریر طویل عاجزم، ایں مسودہ را روانہ می کنم، امید کہ بعد نقلش روانہ ایں صوب فرمایند، کہ بعض مردم ایں جا ہم قصد نقلش می دارند۔

فقط والسلام

۷ر شوال (۱۳۱۰ھ/۲۴ر اپریل ۱۸۹۳ء)

آج ۱۶ر ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ بروز پنجشنبہ تینوں نسخوں کے مقابلہ اور اختلاف نسخ کی تحریر وترتیب مکمل ہوئی۔

فلحمدللہ علی ذالک

نور الحسن راشد کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور نشہ والی چیزوں کی برملا خرید وفروخت، روپیہ چنگی اور ٹیکس وصول کرنا اور تاتاریوں کی قومی رسموں کے مطابق احکامات جاری ہونا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بنی قریظہ کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سورتی (رکھنے) کی اجازت مانگنا، حالاں کہ وہ (مدینہ منورہ) اس کے باوجود بھی بلاشک وشبہ دارالاسلام تھا۔

اور کہا گیا ہے کہ (علاقے اور شہر) کفر کے احکامات جاری ہونے کی وجہ سے، دارالحرب ہوجاتے ہیں، جب کہ ان (شہروں) میں اسلام کے احکامات کے مطابق، کوئی حکم جاری نہ ہو، اور یہ کہ اس میں کوئی مسلمان اور ذمی مسلمانوں کے پہلے معاہدہ (اور اعلان) کے مطابق محفوظ نہ رہے۔ لہٰذا جب بھی یہ شرطیں پائی جائیں گی، تو وہ سب دارالحرب ہوجائے گا، لیکن اگر ثبوت اور شرائط میں اختلاف ہو، تو وہ دارالاسلام، اسی حکم (دارالاسلام ہونے) پر باقی رہے گا، یا اسلام کے پہلو کو احتیاطاً ترجیح دی جائے گی۔

اور عتابی کی شرح زیادات میں ہے: دارالاسلام دارالحرب ہوجاتا ہے، تین شرطوں (کے پائے جانے) سے

[اول] اس میں کافروں کے احکامات علی الاعلان جاری ہوجائیں۔

[دوم] یہ ہے کہ یہ علاقہ دارالحرب سے ملا ہوا ہو، اور اس شہر اور دارالاسلام کے بیچ میں، مسلمانوں کے شہروں میں سے کوئی شہر واقع نہ ہو۔

[سوم] یہ کہ، اس میں کوئی مسلمان اور ذمی، پہلے امن (مسلمانوں کے دیئے ہوئے معاہدہ کے مطابق) محفوظ اور مطمئن نہ ہو۔

پس یہ شرطیں اس لئے مقرر کی گئی ہیں، تا کہ (غیر اسلامی قوت اور غلبہ) کی مکمل اور اصل حیثیت معلوم ہوجائے۔ کیوں کہ دارالاسلام کے ان دونوں (پہلوؤں) سے جڑنے میں احتیاط کی جاتی ہے۔

طحطاوی کے حاشیہ درمختار میں، یہ ہے کہ:

(فقہاء کا قول) شرک کے احکامات برملا جاری ہوں، اور ان میں کوئی حکم اہل اسلام (کے اصول اور شریعت) کے مطابق، (یا اس کی روشنی میں) نہ ہو۔

ہندیہ (فتاویٰ عالم گیری) میں ہے:

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ، اگر اس میں مسلمانوں کے احکامات (وقوانین) جاری ہوں، اور اہل شرک کے (قوانین وہدایات) جاری نہ ہوں، تو وہ دارالحرب نہیں ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس یہ شہر امام صاحب کی رائے کے مطابق، نہ صاحبین کی رائے پر دارالحرب نہیں ہوں گے، کیوں کہ (دارالحرب ہونے کے لئے) احکام اسلام کا بالکل ختم یا بے اثر ہونا ایسی شرط ہے، جس پر سب کا اتفاق معلوم ہوتا ہے، اور اس شرط کا (اس وقت) موجود نہ ہونا، ظاہر ہے۔ کیوں کہ ان علاقوں میں (مسلمانوں یا دشاہوں کی ہدایات وقانون کے مطابق) بہت سے اسلامی ہدایات واحکامات، اب بھی (قانونا) باقی اور جاری ہیں۔

اور اگر یہ شہر جناب والا کی رائے کے مطابق دارالحرب ہوں، توان شہروں میں غیر مسلموں سے سود لینے اور کافروں سے رہن، لینے کا کیا حکم ہوگا؟ اور ان روایتوں کا شریعت کے قانون کے مطابق جو مقصد ہو تحریر فرمائیں۔

اور دارالحرب کے دارالاسلام میں بدل جانے کی صورت میں، صرف چند اسلامی احکامات کا نافذ ہونا، کافی ہو، تو بہ ظاہر اس زمانہ میں پوری دنیا دارالاسلام ہوگی؟

والسلام خیر ختام

سعدآباد ضلع متھرا

۱۷رشعبان ۱۳۱۰ھ (۷رمارچ ۱۸۹۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلکہ چھوٹی بستیوں اور شہروں کے لئے یہ شرط کی گئی ہے۔ اور مدد ملنے سے سہولت سے مدد ملنا مراد ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اگر کابل کے حکمراں کی یا خلیفۂ مسلمین [ترکی] کی مدد آجائے، تو مسلمان کافروں کو ہند سے نکالدیں گے، ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کا نکال دینا بہت دشوار ہے، مستقل جہاد و جنگ، اور بہت سامان (و انتظامات) کو چاہتا ہے۔ بہرحال کافروں کا ہندوستان پر تسلط اس درجہ کا ہے کہ، کسی وقت بھی کافروں کو دار حرب پر، اس سے زیادہ تسلط (اور قبضہ) نہیں ہوا [جیسا یہاں ہے] اور یہاں مراسم اسلام کا ادا کرنا، صرف ان کی اجازت سے ہے، اور (ہندوستان میں) مسلمانوں سے زیادہ کمزور ہے، بس، ان کی رعایا میں کوئی نہیں ہے، کہ ہندوؤں کو بھی کسی قدر اعتبار حاصل ہے، مگر مسلمانوں کی کچھ وقعت نہیں ہے، ہاں البتہ ٹونک، رامپور اور بھوپال وغیرہ میں، کہ وہاں کے حاکم [نواب] کافروں کے احکامات سے دبے ہوئے ہونے کے باوجود، اپنے احکامات جاری رکھتے ہیں۔ اس لئے ان ریاستوں اور مقامات کو، دار الاسلام کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ، مختار وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

اب بعد سلام مسنون! یہ ہے کہ، اگر اس تحریر سے آپ کو اطمینان حاصل ہو جائے، تو مراد حاصل ہے، ورنہ بندہ کو معذور سمجھیں۔ چوں کہ میں لمبی تحریر سے معذور ہوں، (اس لئے) اسی مسودہ کو (آپ کے پاس) بھیجتا ہوں، امید کہ نقل کے بعد اس کو (واپس) بھیج دیں گے، کیوں کہ بعض لوگ یہاں بھی اس کی نقل کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فقط والسلام

۷ رشوال ۱۳۱۰ھ (۲۴ راپریل ۱۸۹۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب العلم والتحقیق

[illegible]

(۸۷۴) [illegible]

[illegible]

(۸۷۵) [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۸۷۶) [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۸۶۹) سورۂ فتح کے پہلے رکوع میں عَلَيْهُ پر پیش کیوں ہے؟ **مسئلہ:** یہ سورۂ فتح کے پہلے رکوع کے آخر میں، عَلَيْهُ (۱) کے ہائے ضمیر کو پیش کس واسطے پڑھا جاتا ہے، حالانکہ اور سب مثالوں میں زیر موجود ہے۔

جواب: یہ قرأت اور وَمَآ اَنْسَانِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ الخ کی قرأت حفص کی ہے قراء کے قاعدے میں کسی کو دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲)

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۸)

(۸۷۰) ضاد کا صحیح مخرج اور تلفظ کیا ہے؟ **سوال:** ضاد معجمہ مشتبہ الصوت خاء معجمہ ہے، یا دال مہملہ، صحیح تلفظ کیا ہے؟

جواب ہر دو مسائل (۳) کا مدلل بدلائل شرعیہ ایسا ارقام فرمایا جائے، تا کہ کسی کو جائے اعتراض معقول باقی نہ رہے۔ **بینوا توجروا**۔

جواب: ضاد معجمہ نہ دال پر ہے اور نہ ظاء ہے، بلکہ جدا حرف ہے، کہ سننے [سمجھنے] سے آتا ہے۔ پس جو لوگ اس کو ظاء پڑھتے ہیں غلط کرتے ہیں، اور جو دال پڑھتے ہیں وہ بھی اس لفظ کے ادا کرنے میں خطا کرتے ہیں، مگر بہر حال حرف بنسبت دال کے ظاء سے قریب ہے۔ پس جو شخص استادوں [کذا] قرأت سے درست کر لیوے، بہتر [ہے،] اور نہ اس طرح پڑھے کہ ظاء نہ ہو جائے، اور دال بھی نہ ہو، سننے والا جان لیوے کہ ضاد پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۶-۱۹۷)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[نوٹ: ایک ضروری مسئلہ: ض، د، ظ ۔ یہ سہ حروف جداگانہ ہیں، بس: یہ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

(۸۷۱) تحقیق قرأت ضاد: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس بارے میں: کہ دو شخص عامی ہیں، ایک حرف (ض) کو (ظ) پڑھتا ہے اور ایک (د) مفخمہ پڑھتا ہے، اور جو بجائے ضاد، ظاء، پڑھتا ہے، یہ کہتا ہے کہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ [نے] کیمیائے سعادت کی چوتھی فصل میں لکھا ہے

کہ فرق میان ض و ظ بجا آورد، اگر نتواند، روا باشد (۴)

ترجمہ: ضاد اور ظاء کے درمیان فرق ظاہر کرے، اگر نہ کرے تب بھی جائز ہوگا۔ (ت، نور)

---

(۱) وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح: ۱۰)

(۲) "ھو" اور "ہ" ایک ضمیر ہیں اور ضمہ پر مبنی ہیں، کیونکہ تمام ضمیریں مبنی ہیں مگر "ہ" سے پہلے زیر آئے جیسے بہ یا ی ساکن آئے تو وہ زیر آتا ہے، مگر اس قاعدہ سے یہ دو آیتیں مستثنیٰ ہیں، ایک علیہ اللہ دوسری انسانیہ۔ ان دونوں جگہوں میں حفص کی قرأت میں واصل اعراب ہے۔ دونوں صورتوں میں "ہ" سے پہلے ی ساکن ہے، پھر پہلی صورت میں ی سے پہلے زبر ہے اور دوسری صورت میں ی سے پہلے زیر ہے۔ (پانی پتی)

(۳) میں دو مسئلے مذکور تھے، یہاں ایک مسئلہ سوال میں سے لیا گیا ہے۔ دوسرا مسئلہ اپنے موقع پر علیحدہ آئے گا۔ (نور)

(۴) کیمیائے سعادت ص ۵۷ فصل چہارم در نماز (مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۹ھ)

اور اسی طرح کی عبارت فتح القدیر وغیرہ (من کتب الفقہ) میں واقع ہے، تو ان سے معلوم ہوا کہ ضاد اور ظا میں بہت مشابہت ہے، اسی واسطے ان دونوں میں فرق کرنے میں بہت مشقت ہے، ورنہ اگر دال مفخمہ کہا جائے، تو فرق میں کیا مشقت ہے، بلکہ بہت سہل ہے، جیسے ج اور ص میں سہل ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیزی جلد اخیر میں لکھا ہے:

قراء ایں دیار چنیں خوانند، کہ نہ بجائے ض، ض معلوم می شود و نہ بجائے ظ، ظ۔ انتہی بحاصلہ (۱)

اس علاقہ کے قاری اس طرح پڑھتے ہیں، کہ نہ ضاد کی جگہ ضاد معلوم ہوتا ہے، نہ ظا کی جگہ ظ۔ (ت۔ ن)

اور مفتی عنایت احمد صاحب نے "البیان الجزیل" (۲) میں لکھا ہے، کہ ایک بلائے عظیم اس زمانے میں پھیلی ہے کہ ضاد کو دال مفخمہ پڑھتے ہیں، اور مولوی محمد یعقوب صاحب ابن مولوی مملوک علی صاحب نے فتویٰ دیا، اس پر کہ یہ حرف مشابہ ساتھ ظ کے ہے، نہ دال کے، تو جب اس حرف کا کمال اشتباہ ظ کے ساتھ ثابت ہوا، اور عامی کے واسطے شارع کی جانب سے اجازت ورخصت بوقت عجز کے، اداء اصل سے ظ پڑھنے کی ثابت ہوئی، جیسا کہ تفسیر کبیر سے معلوم ہوا، تو جو کوئی قصداً غلط پڑھے گا، اس کی نماز نہ ہوگی، اتو فرمایئے کہ حق پر کون ہے؟

جواب: مکرما! اس فضول بحث میں بندہ پڑنا نہیں چاہتا، مگر آپ کا اصرار ہوا تو اپنا عندیہ ظاہر کرتا ہوں، کہ ضاد کو اپنے مخرج کے ساتھ ادا نہ کرنے سے خراب ہونے والے دو فریق ہیں: ایک وہ جو بجائے ضاد کے ظا پڑھتے ہیں، تو یہ صاف ظاہر اور مُسلَّم آپ کا ہے، کہ تبدیل حرف بجائے حرف اس میں ہوتی ہے، پس اگر یہ امر معذور سے بلا اختیار ہوتا ہے، کہ ارادہ ضاد کا اپنے مخرج سے کرتا ہے، مگر ادا نہیں ہوسکتا، تو تا تعلیم معذور ہے، اس میں بحث نہیں۔ اور جو عمداً ایسا کرتا ہے تو لاریب! تحریف وتبدیل کلام اللہ کی ہے، کیونکہ ضل کے معنی مباین ظل کے ہیں، اور ظفر کے معنی مخالف ضفر (ض ف) کے، پس اگر تبدیل معنی سے تحریف نہ ہووے گی، تو کیا ہووے گی؟ پس نہ معلوم کہ کس طرح کوئی مجوز اس کا ہووے گا، تو لازم ہے کہ نماز فاسد ہووے۔

دوسرا فریق جو ضاد کو دال پڑھتا ہے، تو واضح ہے کلام عرب میں، دال مفخم کوئی حرف نہیں، اور حرف ہجا انتیس میں، کوئی حرف دال پُر نہیں، اور نہ دال پر خود حرف دال ہے، کیونکہ دال سے یہ دال پُر جداگانہ ہر طرح سے ہے، پس دال پُر محض تعبیر ہے اس ضاد سے کہ کنارہ زبان کا اضراس سے نہ ملا، اس کے ادا میں اور زبان اطباق میں، ہتالو کے ساتھ شدت لگ گئی، پس یہ فی الحقیقت دال

(۱) تفسیر عزیزی پارہ عم تحت قولہ تعالیٰ وما ہو علی الغیب بضنین (سورۃ التکویر آیت: ۲۴) (مطبع محمدی لاہور ۱۲۹۴ھ) [نور]

(۲) مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"ایک بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہوگئی ہے کہ ضاد کو بصورت دال کے پڑھتے ہیں، مشتبہ الصوت دال کا اسے کردیا ہے کہ دال نہیں، دو پر ہے۔ سو یہ بات جملہ کتب قرأت اور تفسیر وفقہ کے خلاف ہے۔ سب کتابوں میں ض کا مشتبہ الصوت ہونا ظ سے ثابت ہوتا ہے، نہ دال سے۔

البیان الجزیل (چہار رسائل قرأت) ص ۴۔۵ (مطبع بہار کشمیر لاہور ۱۲۹۹ھ) نیز شامل بست رسائل قرأت ص ۳۔۴ (مطبع قیومی کان پور ۱۳۱۵ھ) والمقصود القاری وغیرہ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: [illegible]

[illegible]

(۸۸۰) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۸۸۱) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۸۸۲) [illegible] سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۸۸۹) اجرت دے کر ایصال ثواب کے لئے یا تراویح میں قرآن شریف پڑھوانا؟ سوال: حافظ یا مولوی کا قرآن پڑھانے یا سنانے، یا پڑھوا کر مردوں کو ثواب بخشوانے کے واسطے نوکر رکھنا یا کچھ دینا، کیسا ہے؟

جواب: قرآن شریف جو اجرت دیکر، ثواب کے واسطے پڑھنا پڑھانا، جائز نہیں ہے۔ نہ پڑھنے والے کو ثواب ہوگا نہ پڑھوانے والے کو ثواب ہوگا۔ اسی طرح تراویح میں دینا، لینا، ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۵۹)

(۸۹۰) تراویح میں قرآن سننے میں بہر حال ثواب ہے: سوال: یہ کہ جب نماز میں قرآن پڑھنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، تو ایسے شخص سے مقتدیوں کو قرآن سننے کا ثواب کس طرح ہوگا، کیونکہ وہ اگر اس طرح سننا موقوف کریں، تو قاری اس فعل حرام سے محفوظ رہے، پس گویا وہ لوگ اس گناہ کے کرنے میں، اس کی مدد کرتے ہیں؟

جواب: قرآن کا سننا بہر حال ثواب ہے، اس پر اجرت دینا برا ہو تو ہو، مگر اجرت لے کر پڑھنے پر ثواب نہیں، کہ اس کی نیت مال دنیا ہے فقط

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۲۴-۳۱)

(۸۹۱) ہندو کو آیاتِ قرآنی کا تعویذ دینے کا حکم؟ سوال: اگر ہندو کو کوئی آیت قرآن مجید کی لکھ کر تعویذ کر دے، تو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر بے ادبی کا اندیشہ نہیں تو درست ہے اور جو اندیشہ ہو تو درست نہیں۔

(بدست خاص، سوال ۱۵۲)

(۸۹۲) جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو اس کو بے وضو ہاتھ لگانا؟ سوال: جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: درست نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص سوال ۳۱)

(۸۹۳) قرآن شریف کی منسوخ التلاوۃ آیتوں اور احادیث قدسی کو جنابت کی حالت میں، یا بغیر وضو کے، چھونے کا حکم؟ حامداً مصلیاً و مسلماً. اما بعد! عرض یہ ہے کہ احقر کے عریضہ کا جواب جو آپ نے شدت مرض میں تحریر فرمایا تھا، پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اب اپنی خیر وعافیت سے اطلاع دیجئے، غالباً اب تو صحت کامل ہوگئی ہوگی، میرا عریضہ اگر خدانخواستہ کبھی زیادہ پریشانی کی حالت میں پہنچے، تو تحریر جواب کو تخفیف اور اطمینان پر موقوف فرمایا کیجئے۔ میں آپ کی اس تکلیف کا بہت ممنون اور مشکور ہوں کہ آپ میرے ہر عریضہ کا جواب بہت جلد تحریر فرمایا کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ وہ اس خزانہ میں سے نازل ہوئی ہے، جو عرش (۱) کے نیچے ہے اور اسی طرح سورۂ فاتحہ اور سورۂ کوثر اور خاتم سورہ بقرہ کے فضائل میں منقول ہے۔ اس فضیلت کو پہلے مضمون کے ساتھ ملانے سے، بظاہر عجیب تعارض معلوم ہوتا ہے، لہٰذا جواب شافی کی ضرورت ہے۔

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا خط آیا، بندہ اب بعد مدت کے صحت یاب ہوا ہے۔

جواب سوال یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ لوح محفوظ بالائے عرش ہے، (۲) نہ معلوم آپ کو کس نے یہ سنا دیا ہے۔ پس جب لوح کا بالائے عرش ہونا ثابت نہیں، تو کوئی تعارض نہیں، نہ جواب و توجیہ کی حاجت ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ۳۳-۳۶)

(۹۰۵) فرشتوں کو سہو و نسیان ممکن نہیں:

سوال: فرشتوں میں سہو اور نسیان کا جائز یا ممتنع ہونا، شریعت میں ثابت ہے، یا نہیں، اور ثابت ہے تو ثبوت کیا ہے؟

جواب: نسیان مرض ہے، مادہ ضعف دماغ کے سبب اور ملائکہ اس سے پاک ہیں:

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ. (الآیۃ التحریم: ٦)   نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

کا لفظ اس کو خود بیان کرتا ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص: ۳۹-۴۱)

---

(۱) یہ روایت مسند احمد کے حوالہ سے راقم کو نہیں ملی، مسند احمد کی روایت میں خواتیم سورۂ بقرہ اور دوسری آیتوں کا ذکر ہے۔ مگر مذکورہ سوال میں جس طرح چاروں آیتوں کا یکجا ذکر کیا گیا ہے وہ طبرانی اور ابوالشیخ کی روایت ہے، جس کو ضیاء نے بھی حضرت ابوامامہ سے نقل کیا ہے، کنز العمال میں ہے: اربع انزلت من کنز تحت العرش ام الکتاب وآیۃ الکرسی وخواتیم البقرۃ والکوثر. رواہ الطبرانی وابو الشیخ والضیاء عن ابی امامۃ. کنز العمال ص: ۵۵۶ ج: ۱- رقم الحدیث ۲۵۰۴۔ (بیروت: ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵م) [نور]

(۲) صحیحین کی جو روایت سائل نے ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: لما قضی اللّٰہ الخلق کتب کتابا فہو عندہ فوق عرشہ: ان رحمتی سبقت غضبی (مشکوۃ کتاب الدعوات ص: ۲۰۶-۲۰۷ جلد اول [عکس اصح المطابع رشیدیہ دھلی] نیز ص: ۹۳۲ جلد دوم رقم الحدیث: ۲۳۶۴ ت: رمضان بن احمد بن علی، باب سعۃ رحمۃ اللّٰہ، الفصل الاول [مکتبۃ التوبۃ، دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء] اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے: عندہ ای عندیۃ المکانۃ لاعندیۃ المکان، لتنزھہ عن سمات الحدثان، ج: ۵ ص: ۱۵۱، [مکتبہ امدادیہ، ملتان مغربی پاکستان بلا سنہ] یعنی عرش کے اوپر ہونے کا مطلب بلند مرتبہ میں ہونا ہے، جگہ کے اعتبار سے عرش پر ہونا مراد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ، مخلوق کی صفات سے منزہ ہیں اور حضرت گنگوہیؒ نے کتاب سے لوح محفوظ مراد نہیں لی، بلکہ ایک پرچہ مراد لیا ہے، جس میں ان رحمتی سبقت غضبی لکھا ہوا ہے، جیسا کہ آگے صفحہ نمبر: ۳۰ پر آرہا ہے۔ پس لوح محفوظ عرش کے نیچے ہوگی۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اغفرلی ان شئت کے یہ ہوتے ہیں کہ اگر تو چاہے تو بخش، اور یہ تعلیق دو معنی میں آتی ہے، یا یہ کہ میں یا کوئی اکراہ نہیں کرتا، اگر تیری خوشی ہے تو یہ امر کردے، اور دوسرے معنی یہ کہ، مجھ کو کوئی ضرورت نہیں، تو چاہے دیدے، ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ پس فرمایا کہ اس طرح کے کلام مت بولو، کیونکہ اکراہ کا تو وہ محل ہے ہی نہیں، پس یہ شرط لغو ہے اور بے معنی، مگر موہم دوسرے معنی کی ہوکر، تیری بے رغبتی پر دال ہوجاوے گی اور تو شدت سے محتاج ہے، کہ بدون غفران کوئی چارہ ہی نہیں، تو تو جزماً عرض کر، کہ بالضرور بخش!

سو حاصل یہ ہوا کہ وہاں کوئی اکراہ نہیں کرسکتا، تو ناچار یہ مشیت ہی وقوع تیری عرض کا ہوگا، تو شرط کا کہنا لغو ہوا اور تیری طلب میں وہم عدم حاجت کا پیدا ہوا، تو ایسے کلام دعاء میں کرنا اچھا نہ ہوا۔ فقط

(مکتوب حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مکتوب نمبر:۴)

(۹۲۰) حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے حجاج مراد ہے: سوال: ایک کتاب(۱) میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے بے حرمتی کعبہ کی ہوگی، اگر یہ بات صحیح ہے، تو وہ مینڈھا کون ہے؟

جواب: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے، حجاج آیا تھا۔ فقط (بدعت خاص، ص۳۵)

(۹۲۱) کیا اثر ابن عباس کی صحت پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے: اثر ابن عباس فی کل ارض آدم کآدمکم الخ بعد تشہید آن بآیت۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیۃ (الملک-۳) ترجمہ: جس نے بنائے سات آسمان (ترجمہ شیخ الہند)

آیا قابلیت آں دارد کہ برآن اعتقاد کردہ آید، وجمیع اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ از حشر وانبیاء و اسماء شان آمدہ محمول بایں طبقہ کردہ آید، وبعموم آنہا لحاظ نکردہ آید، یا چگونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خبر دادند از یک آدم و یک موسیٰ و یک ابراہیم وغیرہ دادہ، امتیاز واقبال ایشاں را دیدہ وبیان فرمودہ۔ اگر تعدد آدم وغیرہ درواقع ثابت بود، سکوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے چیست؟ ونیز اعتقاد از نص قطعی حاصل می شود، ونیز ہرکہ ایں اثر حکماً مرفوع می فرمایند، دلیل آں چیست؟

از ابن عباسؓ اکثر ایں چنیں اقوال در تفاسیر می آیند کہ ماخوذ از اسرائیلیات یا از فقہ وتدبر خودمی باشند، ایں ہم

---

(۱) یہ مسند احمد کی حدیث ہے، حضرت عثمان سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ مکہ میں قریش کا ایک مینڈھا کج روی کرے گا۔ (پالن پوری) مسند احمد، تحت مسند عثمان بن عفان ص:۶۴ جلد اول [دار الفکر ۱۳۹۸ھ] نیز مسند احمد ص:۳۶۳ جلد اول، رقم الحدیث ۴۶۱، ت: الشیخ احمد محمد شاکر، دار الحدیث القاہرہ ۱۹۹۵ء (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

واسطے اس کی شرح لکھی گئی ہے (۱) مع ہٰذا اس پر اعتقاد کرنا ضرور [ی] بھی نہیں، کہ نص قطعی الدلالۃ وصریح اس پر کوئی نہیں اور عقائد [میں] قطعی صریح ہونا نص کا ضروری ہے۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۹۲-۱۹۳)

(۹۲۲) جنین کی خلقت کتنے روز میں تام ہوتی ہے؟

سوال! حدیث میں جو مضمون وارد ہوا ہے کہ رحم میں چالیس روز نطفہ اور چالیس روز علقہ اور چالیس روز مضغہ رہتا ہے، وہ بدعتی اس کے معنی یہ کہتا ہے کہ مراد اس سے صرف چالیس روز ہیں، کہ کل کیفیت نطفہ وعلقہ ومضغہ وغیرہ اس ایک چلہ میں ہو جاتی ہے، متعدد چہل مراد لینا غلط ہے، اس لئے کہ یہ امر خلافِ مشاہدہ ہے، مشاہدہ سے یہ معلوم ہوتا کہ اگر اسقاطِ حمل ایک ہفتہ میں ہوتا ہے، تو بشکل نطفہ ہوتا ہے اور جو دو ہفتہ کا اسقاط ہوتا ہے، تو بشکل علقہ ہوتا ہے، وعلیٰ ہٰذا۔

اب یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خلافِ مشاہدہ ہو، ورنہ بددین اس پر اعتراض کریں گے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خلاف ہے۔ یہ سب تقریر بدعتی کی ہے۔

---

(۱) حضرت مولانا گنگوہی نے یہاں تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس کی جانب اشارہ کیا ہے۔ اثر ابن عباس [رضی اللہ عنہما] کی ایک معرکۃ الآرا بحث ہے، اسی گفتگو اور موضوع کی وجہ سے، بریلی کے ایک عالم [فاضل بریلوی، مولانا احمد رضا خاں کے والد] مولوی نقی علی خاں نے، بریلی میں مقیم اور شہر بریلی کے متفق امام اور غیر نزاعی طور پر ایک غیر متنازعہ اور معتمد شخصیت، مولانا محمد احسن نانوتوی کے کفر کا اعلان کیا تھا، یہی بحث بریلوی فرقہ کے آغاز اور احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے علمائے سلسلہ ولی اللہی [دیوبند] کے خلاف، اس لمبی کوشش کی ابتداء بنی تھی۔ جس نے پورے ہندوپاکستان اور بعد میں اور بھی ملکوں کو بھی اپنا نشان وشکار بنالیا، ملت میں بڑے اختلاف کا راستہ کھول دیا، اس لئے اس سلسلہ کی چند ضروری معلومات عرض ہیں۔

اس بحث وقضیہ کا بنیادی طور پر دیوبند کے اکابر علماء سے کچھ تعلق ہی نہیں تھا، ایسا لگتا ہے کہ مولوی نقی علی صاحب اور ان کے نو عمر فرزند، علمائے دیوبند کے خلاف ایک بہت بڑی جارحانہ تحریک کا غالباً برسوں سے ارادہ کر رہے تھے [اگر چہ وہ اس سے پہلے حضرت مولانا گنگوہی کے نہایت مداح اور معتقد تھے] اور اس کے لئے کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ ایسے دو علماء کے مناظرے نے، جن کا علمائے دیوبند سے کوئی راست رابطہ نہیں تھا، اس کے لئے موقع فراہم کر دیا۔

ہوا یوں کہ بدایوں کے قصبہ شیخوپور میں، امکان وامتناع نظیر کے موضوع پر [۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں] مولانا عبد القادر بدایونی [م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء] اور مولانا امیر احمد سہسوانی کے درمیان مناظرہ ہوا، اس مناظرہ کی مفصل تحریریں سہسوان کے ہی ایک اور عالم مولوی محمد نذیر نے مرتب کر کے ''مناظرہ احمدیہ'' کے نام سے شائع کرادی تھیں، اس اشاعت کا ایک نسخہ ہمارے ذخیرہ میں ہے [اس مباحثہ میں اثر ابن عباسؓ پر بھی گفتگو ہوئی اور مرتب رسالہ نے جو اس نواح میں مولانا احمد حسن نانوتوی کے مقام ومرتبہ سے واقف تھے، یہ بھی لکھ دیا تھا کہ مولانا محمد احسن نے بھی اثر ابن عباسؓ کی صحت کے قائل ہیں۔ بس یہی فقرہ مولوی نقی علی کے منصوبوں کے لئے شتابہ بن گیا، مولوی نقی علی نے اس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد احسن کے خلاف نہایت شوروشر اور ہنگامہ شروع کر دیا، مولانا نے اس اختلاف سے بچنے اور اس سلسلہ میں محقق علماء کی رائے جاننے کے لئے، فخر المتأخرین حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محلی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو خطوط لکھے، دونوں نے مفصل جوابات سے نوازا اور اس میں مولانا محمد احسن کی تائید کی مولانا محمد احسن نے ان تحریروں اور جوابات کو [ان حضرات کے علم واطلاع کے بغیر] ''تحذیر الناس فی انکار اثر ابن عباسؓ'' کے نام سے اپنے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کر دیا، مگر اس کی اشاعت سے بات کیا بنتی، جب باقاعدہ ایک فتنہ اور نئی گروپ بندی کا ارادہ تھا، چنانچہ حدیث پر محدثانہ کلام اور اس کی توجیہ مولوی نقی علی کی سمجھ میں نہیں آئی اور پھر بات بڑھتی ہی چلی گئی، جو علمائے دیوبند کے خلاف بریلی سے پہلی آواز تھی، جس نے بعد میں ایک مستقل نظریہ ''بریلویت'' کا روپ اختیار کرلیا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ تاویل نہ کرتے تو بسبب معارضہ دوسرے نصوص کی یہ حدیث متروک ہو جاتی، اس توجیہ سے سب نصوص اس کے موافق ہو گئے۔(۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۶)

(۹۳۱) تیسرے طبقہ کی وہ احادیث، جن کے راوی صحیحین کے راوی ہوں، مثل صحیحین کے ہوتی ہیں:

طبقہ ثالثہ کی وہ احادیث کہ جن کے راوی صحیحین کے راوی ہوں، مثل صحیحین کے ہوتی ہیں، اگرچہ صحیحین کی روایت کو ترجیح بوجہ روایت ہو، مگر مجتہد جب اس کو ترجیح کر دیوے وہ ترجیح ہو جاوے گی اور وہ روایت کہ راوی اسکے غیر اُن کے ہوں، وہ معتبر نہیں ہوتی۔ یہ قاعدہ یہ معنی رکھتا ہے۔ اور جمع اگر ہو سکیں تو بھی اس کو مخالف نہیں کر سکتے (۲) اور یہ جمع و ترجیح میرا تمہارا کام بھی نہیں (۳) بلکہ علماء اہل حدیث تام فہم کا کام ہے۔ اسی واسطے خود شاہ عبد العزیز نے ہدایہ کی روایت کو غیر معتبر نہیں لکھا، کہ وہ اسکو جانتے تھے۔ فقط والسلام

اب بعد سلام مسنون کے یہ ہے، کہ بندہ مسلوب الحواس سا ہو گیا ہے، ہر کام سے دل میں گھبراہٹ اور کم ہمتی ہوتی ہے، کچھ عمر کا تقاضہ کچھ ضعف، توارد امراض اور کچھ مصائب اموات۔ دو سال سے درسِ حدیث بھی بند ہے، بندہ کی یہ تحریر بھی غنیمت جانیں، زیادہ بسط کیا کر سکتا ہوں، اسی قدر توفیق ہوئی ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۵)

(۹۳۲) حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل کا درجہ اور ان سے بعض بدعات پر استدلال کا حکم؟

مولوی نظیر حسن صاحب سلمہ السلام علیکم

آپ کا خط آیا، چونکہ بندہ کو فرصت ہرگز نہیں ہوتی، جمعہ کو بھی ایک سبق ہے، لہٰذا جواب بدشواری لکھا جاتا ہے، چونکہ آپ نے بتاکید لکھا تھا، لہٰذا چند کلمہ پر قناعت کرتا ہوں، کہ سب مسائل اس سے مستنبط ہو جائیں گے۔

حدیث ضعیف اگر بسبب سوء حفظ راوی کے یا مرسل ہونے کے، یا تدلیس ہونے کے ہے، مگر راوی عادل ثقہ ہے تو اس پر عمل کرنا درست ہے، اگرچہ اثبات حکم اس سے نہیں ہو سکتا، جب تک جبر اس ضعف کا نہ ہو جائے، اور جو بسبب فسق اور کذب راوی کے، یا بسبب اتہام وضع کے ہو، تو اس پر فضائل اعمال [میں] بھی عمل کرنا، ناجائز ہے۔

شدید الضعف، یہ قسم آخر ہے اور پہلی قسم میں ضعف ادنیٰ ہے، یہ مسئلہ نخبہ وغیرہ کتب اصول حدیث میں مذکور ہے۔ پس جو احادیث کہ اہل بدعت نے وضع کی ہیں، وہ موضوعات میں ہیں، کہ ہرگز ان پر عمل روا نہیں۔ فقط

---

(۱) معلوم نہیں کہ یہ کس سوال کا جواب ہے، ممکن ہے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے سلسلہ میں جو متفق علیہ روایت آئی ہے: فإن أبى فليقاتله فإنه شیطان کے معنی دریافت کیے ہوں۔ واللہ اعلم (پالن پوری)

(۲) اصل میں اسی طرح ہے۔ شاید نقل میں غلطی ہوئی ہے، ممکن ہے صحیح عبارت اس طرح ہو "اگر جمع نہ ہو سکیں تو بھی اس کو مخالف نہیں کر سکتے" (نور)

(۳) یہ بحث بھی نہ معلوم کس موقع کی گئی ہے تیسرے طبقہ سے مراد وہ طبقات ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ میں بیان کیے ہیں، پہلے طبقہ کی کتابیں موطا، بخاری اور مسلم ہیں اور دوسرے طبقہ کی کتابیں ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں۔ اور تیسرے طبقہ کی کتابیں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ کی کتابیں ہیں، تفصیل کے لئے دیکھیں: رحمۃ اللہ الواسعہ (۲: ۴۴۳-۴۸۸) (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

علیٰ ہذا جس امر کے التزام سے عوام اس کو واجب جاننے لگیں، تو اس کا ترک بھی ضرور[ی] ہوتا ہے، چنانچہ عالمگیریہ کے باب الحدث میں ہے:

و ما یفعل عقیب الصلوۃ مکروہ، لأن الجھال یعتقدونھا سنۃ او واجبۃ، وکل مباح یؤدی إلیہ فمکروہ.(۱) انتھیٰ

ترجمہ: اور جو کچھ نماز کے بعد کیا جاتا ہے وہ مکروہ ہے، اسلئے کہ جاہل لوگ اس کو سنت اور واجب سمجھ لیتے ہیں اور ہر وہ مباح چیز جس کو ضروری (یا سنت واجب) سمجھا جانے لگے، وہ مکروہ ہے۔ (ت نور)

اس سے بھی یہ امر واضح ہے، کہ یہ سب امور اگرچہ فی حدہا مباح ومندوب ہوں، مگر بسبب التزام کے جب عوام ان کو ضروری جانتے ہیں، کہ مانع وتارک کو برا کہتے ہیں، ملامت کرتے ہیں، تو ضروری الترک اور مکروہ ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۶، ۳۷، ۳۸)

(۹۳۳) ائمہ محدثین مروان ابن الحکم کی روایات کیوں لیتے ہیں؟ سوال: از بندہ عزیز الرحمن

بخدمت بابرکت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب

بعد سلام مسنون، بصد آداب! آں کہ اشتیاق قدم بوسی وشرف صحبت شریف بار بار وباز دیاد می نہد، اما بطمع آں کہ شاید برائے ایں کار وقتے دیگر مقرر باشد، وآرزوئے دیرینہ بظہور پیوند وصبر کردہ می آید!

از حال پریشانی خود چیزے گفتن رونمی بندد، وبعض اوقات بخواستم کہ چیزے اظہار بکنم، بجز خاموشی چارہ ندیدم، اکنوں بجز ایں کہ خواستگار دعا وتوجہ کنم، چیزے دیگر مناسب نمی نماید، امید کہ آنجناب ازیں نابکار غافل نباشند۔

بعض مسائل قابل استفسار معروض ہستند، امید کہ از جوابات شاں مفصلاً معزز ومطمئن فرمایند۔

ترجمہ: بندہ عزیز الرحمن کی طرف سے حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت بابرکت میں: سلام مسنون! اور آداب کے بعد عرض ہے، کہ قدم بوسی کا اشتیاق اور صحبت شریف میں بار بار حاضری کی تمنا دہراتا اور یاد رکھتا ہوں، لیکن اس لالچ کی وجہ سے شاید اس کام کے لئے کوئی اور وقت مقرر ہوگا اور پرانی تمنا ظہور میں آئے گی، اس لئے صبر کرنا پڑ رہا ہے۔

(۱) عالمگیری، باب مسائل سجدۃ الشکر (۱/۱۹۰) [مطبوعہ بندر بوکی کلکتہ ۱۲۵۸ھ] وعالمگیری (۱/۱۳۶) الباب الثالث عشر مما یتصل بذلک مسائل سجدۃ الشکر [مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۴۰۳ھ] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کان (مروان) کی رائے کو پسند کرنا اور بعض دینی مسائل میں اس (فتویٰ) کا نقل کرنا بھی آیا ہے"۔

دوسری کتابوں میں بھی اس کا ذکر آیا ہے اور تقریب (التہذیب) میں بھی ان (مروان) کو برا نہیں لکھا، بلکہ لفظ ان کے لئے صحبت ثابت نہیں آیا ہے یہ بھی ڈھکی چھپی توثیق ہے۔ وہ شخص جس کی توثیق میں اختلاف ہو، اگر چہ زیادہ صحیح اس کی توثیق نہ ہونا ہے، اس کو برا کہنا کس صورت میں ہوگا؟

اس سب کے باوجود شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس کے متعلق اچھے الفاظ نہیں لکھے، بلکہ بالفاظ مروان شیطان یا علیہ اللعن یا جماعت شقاوت کا سردار اور اس کو خارجیوں میں یاد کیا ہے، اور یہ تینوں الفاظ میں نے خود اپنی آنکھ سے تحفہ میں دیکھے ہیں، اس کی کیا تحقیق ہے، اس کے متعلق کیا یقین رکھنا چاہئے اس کو خارجی کہنا صحیح ہے یا نہیں، اور اس کا آخری حال کس طرح گذرا؟۔ (ت۔ نور)

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند:

آپ کا خط آیا جواب مختصر لکھتا ہوں، کہ فاسق و مبتدع کی خبر کا اعتماد اس واسطے نہیں ہوتا، کہ وہ بسبب عدم مبالات دین کے کذب کہہ دیوے، تو عجب نہیں، اور ہرگاہ کہ کسی مبتدع پر یہ احتمال رفع ہو جاوے، تو پھر قبول اس کی خبر میں تردد نہیں ہوتا۔ اسی واسطے مبتدع کی خبر میں اختلاف ہوا ہے، کہ بعض نے مطلقاً عدم مقبول کہا اور بعض نے مطلقاً قبول، بعض نے تفصیل داعی الی البدعت کی [اور] غیر داعی کی کی [ہے] اور علیٰ ہذا۔

پس مروان بن الحکم ہر چند [کہ] مبتدع فاسق تھا، مگر ائمہ کو اس کی روایت پر اعتماد تھا، اسی واسطے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اس کو صد[و]ق فی الروایہ فرماتے ہیں اور اسی وجہ سے بخاری نے اس کی روایت بخاری (۱) میں نقل کی اور امام مالک نے اس کے قبول کو لکھا ہے۔

مع ہذا [مولف] فتح الباری عذر کرتا ہے، کہ یہ روایات اس کی عبد اللہ بن زبیر وغیرہ رواۃ نے قبل ظہور ابتداع اس کی اخذ کی تھی، (۲) بعد تحمیل کے وہ بگڑا ہے، یا ظہور اس کا ہوا ہے، لہٰذا ان روایات میں قدح نہیں، اور نقل قبل اس کے ہوا وہ بتاویل۔ لہٰذا اس کا خارجی ہونا اور بد ہونا خلاف روایت کے نہیں، اسی کو اکابر بد بھی لکھتے ہیں، مع ہذا روایت اس کی

---

(۱) صحیح البخاری کتاب الاذان باب القراءۃ فی المغرب ص ۱۰۵ ج ۱ [مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۸۲ھ] تیسیر بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۶، رقم الحدیث: ۷۶۴ [مکتبہ ریاض ۱۴۰۲ھ] [نور]

(۲) مقدمہ فتح الباری الفصل التاسع فی سیاق اسماء من طعن فیہ من رجال ھذا الکتاب "المیم" ص ۴۴۳ [مکتبۃ دار الفیحاء، دمشق] قال: وھؤلاء (یعنی سھل بن سعد و عروۃ و غیرھما) اخرج البخاری احادیثھم عنہ فی الصحیح، لما کان امیراً عندھم بالمدینۃ قبل ان یبدو منہ فی الخلاف علی ابن الزبیر مابدا واللہ اعلم۔۔۔ اور تحمیل کے معنی ہیں اس سے حدیثیں لینا [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

یاس کو عدم الوقوع لازم نہیں، سب کو یاس صحت قریب الموت ہو جاتی ہے اور پھر تندرست صحیح ہو جاتا ہے، تو کیا ضرور (ی) ہے کہ شیطان کی یاس کو عدم الشرک لازم ہو، کمال قوت دیکھ کر مایوس ہوا، مگر انجام میں وہ قوت نہ رہے، رفتہ رفتہ وہ نوبت پہونچے کہ لفظ کلمہ بھی باپ دادا کے سنی سنائی پڑھیں، کوئی نہ جانے کہ کیا چیز ہے، کما ورد فی الحدیث تو اس وقت ظہور شرک ہو تو کیا معارضہ ہوا، اور شیطان اگر بقول آپ کے اصل جبلت سے واقف ہے، تو اصل فطرت سے بھی واقف ہے کہ اسلام ہے، اور بالغرض جو جبلت آدمی کی شرک ہے، خود فخر عالم علیہ السلام کا بیان قوت ایمان عرب بالبلغ وجوہ ہوا، کہ بیان واضح آپ سے غیر جبلی بھی جبلی ہو گیا۔

اب رہا: حدیث أتشرک أمتک الخ خدشہ: سو اس کا بیان یہ ہے کہ امت کے دو معنی ہیں، کبھی امت دعوت مراد ہوتی ہے، جس میں یہود اور سب کفار داخل ہیں، تو یہاں یہ تو مراد ہرگز نہیں ہو سکتا، کیوں کہ مشرک امت دعوت تو خود حیات میں بھی موجود تھی، اس کے سوال کا کیا محل تھا، دوسری امت اجابت کہ فقط مسلمان ہیں، صالح اور فاسق اس میں داخل ہیں، کافر خارج، یہاں یہی مقصود ہے۔

جب سائل نے قوت اسلام و وضوح دلائل اس کے دیکھے، تو پوچھا، کہ بعد آپ کے ایسا ہی حال رہے گا، یا مثل یہود اور نصرانیوں کے آپ کی امت اجابت میں شرک ہو جاوے گا، تو حضرت نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ شرک جلی تو نہ ہوگا، البتہ خفی آجاوے گا۔ اور جو شخص مرتد ہوا، اجابت کی شان سے نکل گیا، اس کا بھی خدشہ رفع ہوا، اور جب ریح چلے گی جس سے سب مسلمان مرجاویں گے، اس کے بعد بت پرستی عرب میں شروع ہووے گی، تو وہ لوگ بھی امت اجابت نہیں، ہاں! امت دعوت ہیں کہ سوال سے خارج ہیں، ہاں اہل اہواء کا خدشہ رہا، سو یا بطور محدثین ان کو کافر کہو، یا بطور متکلمین فاسق، پس خدشہ رفع ہو گیا۔ فقط۔

اور شرک امت کی کیفیت اوپر بیان کر چکا ہوں حسب حدیث اور حدیث: لست أخشی علیکم الخ میں صحابہ خاص مخاطب مراد ہیں، سیاق وسباقِ حدیث کو دیکھو، نہ قیامت کے قریب کے مسلماں، پس کچھ بھی اشکال نہیں۔

[تذکرۃ الرشید۔ تالیف مولانا عاشق الٰہی میرٹھی۔ ص: ۱۶۰۔۱۶۱ جلد اول عکس طبع اول، میرٹھ]

(۹۳۷) جب جانور مکلف نہیں، تو قیامت کے دن اقتصاص کیسا؟

سوال نمبر: (۲) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "حتی یُقاد للشّاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء" [یہاں تک کہ بغیر سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا (نور)] جب کہ بہائم مکلف نہیں، تو باہم اقتصاص کی کیا وجہ ہے، صدہا جانور ایک دوسرے کی خوراک ہیں، انسان پر لحوم حلال کیے گئے، تو کیا سب کا معاوضہ ہوگا (اور تخصیص جنسیت کی بظاہر کوئی وجہ نہیں؟)

جواب: قصاص بہائم میں بوجہ تکلیف نہیں، بلکہ بوجہ مساوات ہے۔ مکلف کو عذاب بالنار ہوتا ہے، بہائم میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترک فرما کر متعارضین روایات جمع کردی ہیں، پس اول توجیہ علت انتقاض تیمم ہونی چاہئے، کہ کس بناء پر اس روایت کا دار (و) مدار ہے، پھر تقریر رفع تعارض کی فرمائی جاوے۔

الجواب: فرق نسیان اور نوم کے مسئلہ میں یہ ہے کہ نسیان باختیار العبد نہیں، سو ایسی حالت میں کہ اصل عدم الماء ہے اعنی سفر نسیان مانع قدرۃ ہوا، اور کوئی امر مذکر بھی نہیں، جیسے حالت صلوٰۃ میں معتبر نہیں ہوتا، خلاف نوم(۱) کے کہ وہاں معتبر ہو کر ناقض نہ ہوا، سو بوجہ قوت اصل کے کہ عدم ماء ہے، اور بذل سعی طلب ماء کے کہ ظن عدم الوصول ہے، تیمم درست ہوا، اور نائم میں بعد تیمم کے نوم مثل اختیاری کے ہے۔ اور حالت نوم میں امر ضروری بقاء کا جو بذل سعی ہے، اور ظن عدم الحصول دونوں مفقود، لہٰذا اس کو حکم قادر کا دیا، کہ اپنی غفلت سے سویا اور قدرت کو ضائع کیا۔

اب رہا یہ کہ یہ روایت قوی ہے یا ضعیف، اس سے کیا بحث ہے، صاحب ہدایہ کو یہ روایت معلوم نہ ہو، آخر بشر تھا، یا اس کے نزدیک یہ روایت قوی ہو، بایں وجہ یا بوجوہ دیگر، سو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ پچھلے لوگوں کو دوسری روایت کی قوت معلوم ہوئی۔ فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(تذکرۃ الرشید ۱۵۰/۱۵۱۔ جلد اول)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے اس جواب پر بھی چند شبہات کیے تھے، جس کا حضرت مولانا گنگوہی نے مفصل جواب دیا تھا، جو تذکرۃ الرشید میں بھی موجود ہے، مگر غلطی سے یہاں درج ہونے سے رہ گیا، اس لئے اس جواب و ضمیمہ کتاب کے بالکل آخر و اختتام پر ملاحظہ فرمائیں۔ (نور)

(۹۴۱) سند کے تفرد کے باوجود امام ترمذی کا حدیث کو "حسن" قرار دینا؟

سوال نمبر: (۷) ترمذی صفحہ ۲۰: حدیث حسن: یہاں اطلاق حسن خلاف اصطلاح ہے، کیونکہ شرط حسن تعدد طرق ہے اور اس روایت کی نسبت کہا ہے کہ عبدالرحمٰن منفرد ہوا، پس اس کا حسن کس اعتبار سے ہے؟

الجواب: روایت حسن اصطلاح میں وہ ہے، کہ راوی اس کا ضبط میں صحیح کے درجہ سے کم ہو، لیکن مدفوع نہ ہو، تعدد طرق اس میں شرط نہیں، کیونکہ یہ تعریف حسن لذاتہ کی ہے۔

تعدد طرق کی وہاں ضرورت ہوتی ہے کہ حسن لغیرہ ہو، یہ معنی کہ روا(یت) ضعیف تھی، دوسرے طرق سے جو اس کو قوت ہوئی، وہ حسن لغیرہ ہوگئی، اور ترمذیؒ کے باب العلل میں جو تعریف حسن میں تعدد طرق لیا ہے، تو حسن لغیرہ میں ہی لیا ہے، نہ حسن لذاتہ میں۔

(اس واسطے قواعد اصول حدیث نخبہ سے یا مقدمہ، شرح مشکوٰۃ سے دیکھنا ضروری (ہے) اور) اول صفحہ پر ترمذی کے اس خدشہ کا ذکر بھی کیا ہے، واللہ اعلم۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۲۳، ج ۱)

(یہ سب جوابات اور تحریریں اس مجموعۂ اوراق میں شامل ہیں جو نیشنل میوزیم، کراچی، پاکستان۔ میں محفوظ ہے)

(عکس بشکریہ ڈائریکٹر صاحب نیشنل میوزیم۔ کراچی، پاکستان)

(۱) اصل میں بجائے نوم کے صوم لکھا ہوا ہے جو کہ سہو کاتب ہو سکتا ہے۔

سیرت پاک اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق

چند سوالات کے جوابات

[illegible]

ضمیمہ

فتاوائے گنگوہی

یا

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

اس ضمیمہ میں وہ فتوے درج ہیں جو اگرچہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں، لیکن یہ سب فتوے، حضرت مولانا کے فتاوی کے ان قلمی نسخوں میں، متفرق جگہوں پر درج تھے، جن کی مدد سے زیرِ نظر مجموعہ مرتب ہوا ہے۔ یہ فتاویٰ مختلف علماء کے لکھے ہوئے ہیں، مگر ان سب میں ایک قدرِ مشترک یہ ہے، کہ یہ تمام فتاویٰ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی نظر سے گذرے ہوئے ہیں، حضرت مولانا نے ان سب کی، علیحدہ علیحدہ، تصدیق، تحسین وتوثیق فرمائی ہے۔ اس وجہ سے ان کو بھی حضرت گنگوہیؒ کے ثانوی فتاوی میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ایک دو کے علاوہ، یہ تمام فتاویٰ غیر مطبوعہ ہیں، اس لئے ان کو ضمیمہ باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ کے طور پر، یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

(نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوال:۲- کپڑا اگر ناپاک رنگ میں رنگا جائے اور بعد رنگنے کے اس کو تین مرتبہ دھولیا جائے اور رنگ بدستور باقی رہے، کپڑا پاک ہو جائے گا، یا نہیں؟

جواب: ایسا صابون پاک ہے اور استعمال اس کا شرعاً درست ہے۔ درمختار باب تطہیر انجاس میں لکھا ہے:

و یطهر زیت تنجس بجعله صابوناً به یفتیٰ للبلویٰ (۱)

اور فتاویٰ شامی میں اس قول کی شرح میں لکھا ہے:

قد ذکر هذه المسئلة العلامة القاسم فی فتاواه، و کذا ماسیأتی متناً و شرحاً من مسائل التطهیر بانقلاب العین و ذکر الأدلة علی ذلک بما لامزید علیه، وحقق و دقق، کما هو دأبه رحمه الله تعالیٰ فلیراجع.(۲)

اور طحطاوی باب انجاس میں، درمختار کے اس قول کی شرح میں لکھا ہے:

وذلک لاستحالة العین ،و استحالة العین تستتبع، زوال الوصف المترتب علیها.(۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ، ناپاک تیل اگر صابون میں پڑا ہو، تو وہ صابون پاک ہے، اور فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے:

جعل الدهن النجس في الصابون، یفتی بطهارته، لأنه تغیر. کذا فی الزاهدی.(۴)

اور طحطاوی (نے) الدرالمختار کے قول کی شرح میں لکھا ہے: ومثله الدهن النجس اذا جعل فی الصابون. (۵) اور مجتبیٰ میں لکھا ہے:

جعل الدهن النجس فی الصابون یفتی بطهارته، لأنه تغیر و التغیر یطهر عند محمد و یفتیٰ به للبلویٰ.(۶)

اور صاحب ردالمحتار نے یہ عبارت مجتبیٰ کی نقل کر کے لکھا ہے:

و ظاهره أن دهن المیتة کذالک لتعبیره بالنجس دون المتنجس(۷)

---

(۱) درمختار۔ باب الانجاس ص:۵۳ ج:۱۔ [عکس مجتبائی دہلی] نیز الدر مع الشامی ج:۱ص:۳۱۵، [دار الفکر بیروت:۱۳۸۶ھ] (نور)

(۲) شامی، ردالمحتار باب الانجاس صفحہ۲۱۰ ج:۱ (مطبع مجتبائی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج:۱ص:۳۱۶ [دار الفکر بیروت:۱۳۸۶ھ] (نور)

(۳) حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، باب الأنجاس (۱/ ۱۵۹) [دار المعرفة بیروت:۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م] (نور)

(۴) عالمگیری، الباب السابع فی النجاسات وأحکامها (۱/ ۲۰) [المطبع الطبی بندرهو گلی ۱۲۳۸ھ] نیز فتاویٰ عالمگیریہ ج:۱ص:۴۵۔ [نورانی کتب خانہ پشاور بلاسنہ] (نور)

(۵) حاشیة الطحطاوی ، باب الأنجاس (۱/ ۱۵۹) [دار المعرفة بیروت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م] (نور)

(۶) مجتبی کی یہ عبارت ردالمحتار ج:۱ص:۲۱۰ پر موجود ہے، نیز شامی ج:۱ص:۳۱۶ [دار الفکر بیروت:۱۳۸۶ھ]

(۷) ردالمحتار صفحہ ۲۱۰ ج/۱ باب الانجاس (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج:۱ص:۳۱۶ [دار الفکر بیروت] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

گناہ] ساقط اور کالعدم ہوجائے گا، اور لینے والے بھی اسی نظریہ اور خیال کی وجہ سے، ان تحفوں [قرآن مجید] کو قبول کرتے ہیں، اور اس بات کو خواص اور عوام اس قدر مانتے اور اس کا یقین رکھتے ہیں کہ، یہ چند قرآن مجید دینے کی وجہ سے، مرنے والا اپنے چھوٹے ہوئے نماز روزہ کا بوجھ، ان قرآن مجید دینے والوں کی گردنوں میں ڈال کر، اپنی ذمہ داری سے بری [اور محفوظ] ہوجائے گا۔

بعض علماء بھی، اس طرح کے تحفہ دینے کے معمول کی، لوگوں کو اس کی بہت تاکید وتبلیغ کرتے رہتے ہیں، تاکہ یہ دینے والوں کا خیال خوب مضبوط ہوجائے، پس اس طرح کے اسقاط کا حیلہ کی صحت ہے، اور یہ صحیح ہے، یا نہیں۔ (ت: نور)

الجواب: آں اسقاط حکم جواز وصحت ندارد، لما فی الدر المختار فی ذکر الفدیة: ولو قضاها ورثته بأمره لم یجز، لأنها عبادة بدنیة بخلاف الحج لأنه یقبل النیابة، و فیه أیضا: ولو فدی عن صلوته فی مرضه لایصح، بخلاف الصوم، (۱) و کذا فی الشامی: أن الصلوة لاتسقط عن المیت بذلک، و کذا الصوم. نعم لو صام او صلی و جعل ثواب ذلک للمیت صح، لأنه یصح أن یجعل ثواب عمله لغیره عندنا.

قوله، ای الدر المختار: لأنه یقبل النیابة، لأنه عبادة مرکبة من البدن و المال، فإن العبادة ثلثة أنواع مالیة و بدنیة و مرکبة منهما، فالعبادة المالیة کالزکوة، تصح فیها النیابة حالة العجز، والقدرة. والبدنیة کالصلوة و الصوم لا تصح فیها النیابة مطلقاً. و المرکبة منهما کالحج ان کان نفلاً، تصح فیه النیابة مطلقاً، و ان کان فرضاً لاتصح الخ. (۲)

و فیه أیضاً: ثم اعلم أنه إذا أوصیٰ بفدیة الصوم یحکم بالجواز قطعاً، لأنه منصوص علیه و أما إذا لم یوص فتطوع بها الوارث، فقد قال محمد فی الزیادات، إنه یجزیه إن شاء الله تعالیٰ، فعلق الأجزاء بالمشیة لعدم النص.

و کذا علقه المشیئة فیما اذا اوصیٰ بفدیة الصلوٰة، لانهم الحقوها بالصوم، احتیاطاً لاحتمال کون النص فیه معلولاً بالعجز، فتشتمل العلة الصلوٰة، و ان لم یکن معلولاً تکون الفدیة براءً مبتدأ یصلح ماحیا للسیئات، فکان فیها شبهة. کما اذا لم یوص بفدیة الصوم، فلذا جزم محمد بالاول ولم یجزم بالاخیرین. فعلم انه اذا لم یوص بفدیة الصلوٰة، فالشبهة اقویٰ. (۳)

(۱) الدر المختار باب قضاء الفوائت ج: ۱ ص: ۱۰۱ [عکس مجتبائی دہلی] الدر مع الشامی باب قضاء الفوائت ص: ۹۳ ج /۱ [مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۷ھ] نیز شامی ج ۲ ص ۷۴ [دار الفکر بیروت] (نور)

(۲) شامی [رد المحتار] باب قضاء الفوائت ص: ۹۳ ج /۱ [مطبع مجتبائی دہلی: ۱۲۸۷ھ] نیز شامی ج ۲ ص ۷۴ [دار الفکر بیروت] (نور)

(۳) شامی [رد المحتار] باب قضاء الفوائت ص: ۹۳ ج /۱ (مطبع مجتبائی دہلی: ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج ۲ ص ۷۲ [دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۷۴) نفاس کے دنوں میں صحبت: نفاس کی حالت میں جماع کرنا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو محل استدلال کیا ہے، حالانکہ جو علت ممانعت جماع حیض میں پائی جاتی ہے، وہی یہاں معلوم ہوتی ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب: نفاس کی حالت میں جماع کرنا درست نہیں۔ درمختار میں مذکور ہے:

حكمه كالحيض في كل شيئ إلّا في سبعة.(۱) یعنی نفاس کا حکم حیض کا سا ہے، مگر سات چیزوں میں، اور ان سات چیزوں میں جماع نہیں ہے۔ فقط، واللہ اعلم اخرجہ عبدالغفور غفرلہ

الجواب صحیح (مہر) بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ رام پور ص ۱۱)

(۹۷۵) مقدار نصاب کی تحقیق؟ جواب: مسئلہ از مولوی عزیز الرحمن صاحب، دربارۂ تحقیق نصاب زیور ونقرہ۔ مولوی صاحب السلام علیکم، خط آپ کا تحقیق نصاب زر ونقرہ پہنچا، بباعث عدیم الفرصتی جواب میں تاخیر ہوئی، جو شبہات آپ نے وزن نصاب معروف پر لکھے ہیں اور بھی بعض علماء کو پیش آتے ہیں، اور چند بار لوگوں نے یہاں سے بھی اس کو دریافت کیا ہے، اور ایک صاحب نے ایک رسالہ اسی تحقیق میں لکھ کر بھیجا تھا، جس کا حاصل بھی یہی تھا جو آپ نے لکھا، کہ نصاب معلوم زیادہ ہے، قراریط وشعیرات کے حساب سے کم نکلتا ہے، اور مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے بھی حواشی شرح وقایہ (۲) میں، معروف کو غلط ثابت کر کے یہی مقرر کیا ہے، جو آپ نے لکھا ہے۔

مگر اس کو کیا کیجئے، کہ علمائے ہندی خصوصاً علمائے دہلی نے، تحقیق کتب فقہ درمختار، شامی، وہدایہ وغیرہ کو تسلیم فرما کر، پھر نصاب چاندی ساڑھے باون تولہ ونصاب سونا ساڑھے سات تولہ قرار دیا ہے، حالانکہ اس کو بھی وہ مانتے ہیں کہ درہم ستر جو کا اور مثقال سو جو کا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام کی عبارت سے بھی جو آپ نے نقل کی ہے، واضح ہے۔ پس اب لامحالہ یہ کہا جائے گا کہ رتی کو چار جو کے برابر کہنا، صحیح نہیں، اہل تجربہ کو اس کے خلاف ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے انھوں نے مثقال یعنی سو جو کو، ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کا قرار دیا ہے اور یہ امر یعنی مثقال کا مساوی ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کے ہونا، ایسا معروف ہوا کہ سب اہل لغت وغیرہ نے یہی لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ مدار اس کا تجربہ پر ہے، جب کہ انھوں نے تجربہ سے معلوم کیا، کہ سو جو مساوی ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کے ہیں، تو اس کی تسلیم میں تردد نہیں ہو سکتا۔

غایت یہ کہ، یہ کہا جاوے گا کہ جس وقت اور زمانہ میں فقہاء نے، مثقال کو بیس قیراط اور قیراط کو پانچ جو کا تجربہ کیا، اُس وقت اُس جو کی مقدار و وزن اُس جو سے زیادہ تھا، جس کو ربع رتی کے برابر کہتے ہیں، بلکہ اُس جو کے حساب سے وزن رتی تین جو سے بھی کچھ کم ہوگا۔ پس سو جو برابر ۳۶ چھتیس رتی، یعنی ساڑھے چار ماشہ (۰۴) کے ہوں گے۔

---

(۱) درمحتار، كتاب الطهارة، باب الحيض ص:۵۲ ج:۱؛ عکس مجتبائی دہلی؛ نیز الدر مع الشامی ج:۱ ص:۱۹۹ مجتبائی، دہلی

(۲) شرح وقایہ مع حاشية للعلامة اللكنوى. كتاب الزكاة نصاب الذهب والفضة ص:۲۸۳ حاشیہ:۹ ج:۱/ مطبع مجتبائی دہلی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۰۹ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ زید و عمر میں کون حق پر ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ کتاب ارشاد الطالبین کو جب تک بہت سے علماء اہل سنت مل کر تصحیح نہ کردیں، قابل عمل نہیں، عوام کو اس کتاب کا دیکھنا بھی نہ چاہئے، زید نے وعظ میں کہا کہ جو کتاب ارشاد الطالبین کو نہ مانے، وہ کافر ہے۔ آیا عمرو اور وہ لوگ جواب اس کو نہیں مانتے ہیں، کافر ہو گئے، یا مسلمان ہیں۔ اگر کافر نہیں ہوئے، تو زید اس کہنے سے کس بات کا شرعاً مستحق ہے، جواب ہر ہر بات کا صاف خط میں، جلد تحریر فرما کر بھیج دیجئے، کہ بہت سے مسلمان خلجان میں پڑے ہوئے ہیں۔ والسلام علیکم وعلی من اتبع الهدی.

جواب ذیل از جناب برکت مآب زبدۃ العارفین عمدۃ المحدثین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب مدفیوضھم گنگوہی وعلمائے دیوبند۔

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلالؓ کو، بعوض حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خریدنا محض غلط ہے، ایسی باتیں بے اصل بیان کرنے والا، مستحق وعظ گوئی نہیں۔ بلالؓ اور بھی ایک صحابی کا نام تھا، پر وہ حرالاصل تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا نکاح، بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے، پہلے نہیں ہوا، یہ نکاح کے کھانے کا، آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی خدمت میں پہنچنا لا اصل ہے۔ ابوہریرہؓ اور کسی صحابی کا نام نہیں۔ شب معراج نور حور کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا بالکل افترا ہے، قرآن شریف کے بالکل مخالف ہے: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (۱) صاف بیان ہے کہ آپ کو کسی قسم کی غلطی نہیں ہوئی، ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے، سخت زندیق ہے۔ شب برات کو تین غسل کرنا، یا حلوا وغیرہ کا پکانا شریعت سے ثابت نہیں، یہ باتیں محض لا اصل ہیں، ان مسائل میں قول عمرو صحیح ہے اور قول زید باطل، واللہ اعلم۔

الجواب صحیح رشید احمد	الجواب صحیح حررہ محمد ناظر حسن عفی عنہ	الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ
اصاب المجیب محمد حسن عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح حبیب الرحمن عفی عنہ دیوبندی	الجواب صحیح، بندہ احمد
الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند	الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ، مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند	
الجواب صحیح، عبد المومن عفی عنہ دیوبندی	الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ	

(سراج وہاج تالیف: مولوی حشمت علی حسین بناری ص: ۷،۴ تا ص ۵۲ مطبوعہ سنہ ۱۳۱۲ھ)

(۹۷۹) عورتوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے اور انگریزی اسکول میں پڑھانے کا حکم؟

سوال: نحمدہ ونصلی کیا فرماتے ہیں ارباب علوم وعقول اور اصحاب تجربہ وشعور، ادام اللہ فیوضھم الی یوم النشور۔ مسائل مفصلہ ذیل میں:

---

(۱) سورۃ النجم آیت: ۱۱۔ جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

تحقیق انعقاد محفل مولد شریف و رکوع وغیرہ

[illegible]

لوگ محبت نبوی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور پھر ان بدعات کے مرتکب ہوتے ہیں! حالانکہ محبت کو اطاعت لازم ہے۔

قال ابن المبارک رحمة الله تعالیٰ علیه:

تعصی الإله وأنت تظهر حبه
هذا لعمری فی الفعال بعید
لو کان حبک صادقاً لأطعته
إن المحب لمن یحب یطیع

ترجمہ اشعار: تم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہو اور تم اللہ سے اپنی محبت کا بھی اظہار کرتے ہو تمہارا یہ طریقہ اور عمل، بلاشبہ عجیب اور ناقابل قبول ہے، اگر تمہاری یہ محبت سچی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت اور پابندی کرتے کیونکہ جو شخص کسی سے سچی محبت کرتا ہے وہ اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ محمد یعقوب نانوتوی دیوبند

(مجموعہ کلاں ص ۷۷۔۷۹)

(۹۸۲) ایک خودساختہ اصول سے، میلاد و قیام پر استدلال کا جواب: سوال:

حکم کہ اصل آں در شرع شریف ثابت است، پس تعین آں در وقت، خاص بسبب اندراج آں وقت در اوقات ثبوت آں اصل روا گردد، زیرا کہ چوں اصل شے در ہر اوقات مشروع شد۔ پس وقت معین ہم یکے از افراد اوقات آں مطلق باشد، بہ سبب تحقق مطلق در افراد و ظاہر است، کہ ہر فردے از مطلق کہ متحقق باشد، باعتبار تعین و تشخص خارجی مانع تحقق آں مطلق نخواہد بود، والا تحقق مطلقے در فرد ممتنع باشد وہو کما تریٰ۔

ترجمہ: ہر وہ حکم جس کی اصل شرع شریف میں ثابت ہے، پس اس کا کسی خاص وقت کے لئے معین کر لینا بھی اس وقت جب اس کا اصل کے مطابق ثبوت درست ہو، صحیح ہے۔ اس لئے کہ جب اصل چیز ہر وقت میں شریعت سے جائز ہوئی، پس اس کے لئے وقت مقرر کرنا بھی اسی مطلق کے حصول میں سے ایک حصہ ہوگا، اور ہر حصہ میں اصل کا ثابت ہونا لازم ہے۔ کیونکہ ہر اک حصہ باعتبار تعین اور تشخص خارجی کے [اس مطلق سے جڑا ہوا ہے] اس کے شامل ہونے میں رکاوٹ نہ ہوگا، اگر ایسا نہ ہو تو مطلق کے حصہ کا اس کے ہر اک میں نمایاں ہونا ممکن نہ ہوگا، اور یہ بات اسی طرح ہے، جیسی کہ تم دیکھتے ہو۔ [ت: نور]

علماء دین سے سوال ہے کہ یہ قانون، اصول کا صحیح ہے، یا غلط؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر چہ مجیب کا یہ عقیدہ نہیں کہ معاذ اللہ ان امور کو بُرا کہا جائے، مگر یہ عبارت فقط دو بات کے واسطے لکھی ہے، کہ جب ایسے حضرات نے ایسے امور کا کہ، جو موجب وسبب تحصیل سنت ہیں، بسبب عدم وجود زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزمانہ خلفاء راشدین وصحابہ کرامؓ میں انکار کیا، تو جو امور کہ نہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ زمانہ صحابہ کرام میں اور سلف صالحین میں تھے، کیونکر بیجا اور لائق انکار نہ ہوں گے، اور ان کے کہنے والوں کو کیونکر برا نہ کہا جائے گا۔

اور دوسری بات یہ کہ، امام ابن حجر موصوف نے: فالسعید من تمسک الخ (کہا) تو معلوم ہوا کہ جو فعل زمانہ سلف صالحین میں نہ تھا، اس سے اجتناب ضروری ہے، پس امور محدثہ فی زماننا سے دور رہنا چاہئے اور برا سمجھنا چاہئے، اور جو سلف صالحین سے احادیث وغیرہ کا انکار ثابت ہوا، اس کو متمسک نہ کرنا چاہئے۔ یہاں تک جواب ہوا اعتراض سائل کا، جو در باب تدوین احادیث وغیرہ کے تھا۔

باقی رہی دلیل نہ سنت ہونے قیام کی، برائے تعظیم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، وقت ذکر میلاد شریف، سو از روئے قواعد علم مناظرہ ہم کو اس کی دلیل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے، اتنا ہی کہہ دینا، ہم کو کافی ہے کہ یہ فعل قیام کہیں حدیث شریف یا فعل صحابہ یا سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں البتہ جو مدعی ہو، اس پر اپنی حجت اور متمسک یہ بیان کرنا لازم ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ کا نام پاک سن کر، کوئی قیام تعظیمی نہ کرے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر بھی گاہے قیام نہ ہو، اور اگر وعظ یا مجلس میں ذکر ولادت ہو، وہاں بھی قیام تعظیم نہ ہو اور مجلس مولود میں بھی ہیبت کذائی صدہا بار نام پاک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذکور ہو، اس میں بھی قیام تعظیم نہ کیا جائے، مگر خاص مجلس مولود میں، ہر وقت ذکر ولادت قیام تعظیم واجب وسنت ہو، اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟

اگر سائل قیام تعظیم ثابت بھی کرے گا، تو بروقت تشریف آوری جناب رسالت مآب ثابت کرے گا، نہ بروقت ذکر نام پاک وتذکرِ احوال جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام، پس اس کا اثبات بذمہ سائل ہے، اور لاریب ایسا امر کسی حدیث صحیح، بلکہ حدیث ضعیف سے بھی ثابت نہیں۔ اگر سائل کا یہ عقیدہ ہے کہ وقت ذکر ولادت، بشرط انعقاد مجلس خاص وذکر ہیبت کذائی، روح پر فتوح جناب رسالت مآب تشریف لاتی ہے، تو سائل اپنے ایمان کی فکر کرے۔ فقط

حررہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (عفی عنہ) (مجموعہ کلاں قلمی ص ۸۶-۸۹)

(۹۸۶) شب برأت میں حلوا وغیرہ پکانا تقسیم کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا؟ بروز شب برات حلوا و نان یا برنج یا جغرات وغیرہ، پختن وتقسیم نمودن، در برادری، وثواب بارواح اموات رسانیدن، واز ضروریات دین شمردن، کہ ہر کس از امرا وغربا بجا آرد، وسہ روزہ شب برات، از تاریخ سیزدہم لغایت پانزدہم، ودر ہر روزہ غسل کردن، از حدیث ثابت است یا نہ، ومذہب امام اعظمؒ دریں باب چیست، بینوا توجروا۔

واتخاذ برنج وجغرات وحلوا، بحالت فقر وغریبی، کہ از فعل آں در دیگر ضروریات نقصان افتد، یا از قرض دام یا از قرض سودی کردہ شود، چونکہ دیگر کل مکروہات ومحرمات باو ملتصق می شود۔ حرام باشد۔ مثلاً قرض گرفتہ کردن، یا سودی قرض گرفتہ، حلوا پختن حرام است، زیرا کہ سود حرام است۔

وسہ روزہ شب برات وارد نیست، یکروزہ وارد شدہ است، چنانچہ از حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی است کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها"(۱)

یعنی وقتیکہ آید شب پانزدہم از شعبان، پس قیام کنید در شب آں، وروزہ دارید در روز آں۔

اے بتاریخ پانزدہم شعبان، وبعض عوام کہ بتاریخ چہاردہم روزہ دارند، غلط فہمیدہ اند، وسہ روزہ را یعنی سیزدہم وچہاردہم وپانزدہم، را بہ شعبان علاقہ نیست، آں را روزہ ایام بیض می گویند، ودر ہر ماہ مسنون ومستحب است، وغسل را ہم برآں قیاس باید کرد، سہ روزہ ثابت نیست، غسل از کجا ثابت گردد، وباید دانست کہ غسل، بروز جمعہ وعیدین وعرفہ، ووقت احرام مستحب است، و اگر کسے نکند ووضو بجا آرد کافی است، ہمچنیں است حال مر جمیع مندوبات را، در روزہ فرض ہم غسل مشروع نشد، در نفل چرا مندوب شود، فافہم۔

ومذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ ہمین ست کہ بیان کردہ شد، تمامی کتب فقہ برآں شاہد است، وامام صاحب رحمۃ اللہ تخصیصات را مکروہ می گویند، چنانچہ بداں اشعار کردہ ام وعبارت دُرمختار نقل کردہ ام، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ فقط

حررہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ الاحد الصمد، الحمد المدعو بہ سراج احمد عفی عنہ حنفی المیرٹھی، المقیم فی بلدۃ بلند شہر۔

الجواب صحیح رشید احمد عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ محمود عفی عنہ الجواب صحیح، خلیل احمد عفی عنہ

ترجمہ: شب برات کے دن حلوا، روٹی چاول، وغیرہ پکانا، برادری میں تقسیم کرنا اور مُردوں کی روحوں کو اس کا ثواب پہنچانا اور [اس کو] دین کے [ایسے] ضروری کاموں میں سمجھنا کہ ہر شخص چاہے وہ امیروں میں سے ہو یا غریبوں میں سے، اس کو ضرور کرے، اور شب برأت تین دن، تیرہ سے پندرہ شعبان تک منانا اور ہر دن میں غسل کرنا حدیث سے ثابت

---

(۱) رواه ابن ماجة عن علي رضي الله تعالى عنه باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، ولفظ الحديث: فقوموا ليلها وصوموا نهارها، سنن ابن ماجة بحاشية وتصحيح مولانافخر الحسن گنگوهي ص: ۱۰۰ [مطبع فاروقي، دهلي بلاسنه] نيز باب مذكور ص: ۳۹۹ جلد ثاني ت: شعيب الارنووط دار الرسالة العلمية ۱۴۳۰ هـ.

کے واسطے یہ قاعدہ بیان فرمایا، اور اگر خاص ہے تو اس کا مخصوص لہ بتاؤ۔ اور جس صورت میں یہ حدیث مخصوص لہ ہے، تو پھر لفظ مَنْ کے کیا معنیٰ (ہیں)۔

جواب: ہم پوچھتے ہیں کہ سنت حسنہ بمعنی عموم ہوگی، بایں معنی کہ جس کی اصل شریعت میں ثابت ہو، یا نہ ہو، یا خاص ہوگی بایں معنی، کہ اس کی اصل شریعت میں ثابت ہو، اول تو بدیہی البطلان ہے، وگرنہ تناقض لازم آئیگا، اس حدیث مذکور:

من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهورد (۱)

اور حدیث: کل بدعة ضلالة (۲)

میں۔ کیونکہ معنی اول حدیث کے یہ ہیں، کہ جو پیدا کرے ہماری اس شریعت میں وہ شے، کہ نہیں ہے، اس سے، یعنی نہیں ہے اصل اس کی ثابت شریعت سے، پس وہ رد ہے۔

حدیث کے یہ معنی ہیں کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور معنی بدعت کے مالم یکن اصل له قبل فی الشرع۔

پس ان دونوں حدیثوں میں اس امر کے احداث پر، کہ جس کی اصل شرع شریف میں ثابت نہ ہو، برا فرمایا اور وعدہ فی النار کا کیا اور حدیث من سن سنة الخ علی تقدیر کون المعنی بالعموم اچھا فرمایا، اور مخترع کو وعدہ۔ فله مثل اجره کا فرمایا: فلزم التناقض اور تقابل سنت حسنہ کا ساتھ سنت سیئہ کے صحیح نہ ہوگا۔ فظهر بطلانه وثبت الشق الثانی وهو كونه خاصاً۔

پس معلوم ہوا کہ سنت حسنہ سے وہ سنت مراد ہے، کہ جس کی اصل شریعت سے ثابت ہو، پس اس صورت میں مصداق من سن سنة الخ مخترع اور مبتدع نہ ہوگا، بلکہ مزین اور رونق دہندہ اور مروج اور مظہر ہوگا، اور مخترع کی اصل شریعت میں نہ ہوگی۔ پھر اس سے دلیل پکڑنا اوپر جواز بدعت کے خلاف علم اور موافقت حماقت و جہالت ہے اور اس پر دلالت کر رہا ہے مورد نص۔ کیونکہ جس کی شان میں ورود نص ہذا کا ہے، وہ شخص نہ نکالنے والا اعطاء صدقہ کا تھا بلکہ اس وقت میں سب سے اول عامل اور مؤتمر بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اور اسی کے موافق تفسیر حدیث ہذا کی، صاحب مجمع نے کی ہے۔

(۱) مشکوۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول۔ ص ۸۹، رقم الحدیث: ۱۴۰، ت رمضان بن احمد بن علی آل عوف۔ نیز۔ باب مذکور ص ۲۷، اصح المطابع دهلی: ۱۳۷۵ھ]

(۲) مشکوۃ بباب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی ص ۳۰ اصح المطابع دهلی: ۱۳۷۵ھ نیز ص ۹۰ رقم الحدیث ۱۴۱، ت رمضان بن احمد بن علی آل عوف اصح المطابع ۱۳۷۵ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

حیث قال من سن سنة حسنة ای أتی بطریقة مرضیة یقتدی بها.(۱)

اور جو معنی کہ سائل نے سمجھے اگر وہ ہوتے تو یوں ہوتا: ای اخترع طریقة، رضیة یقتدی بها.

پس ظاہر ہوا کہ حدیث مذکور کے یہ معنی نہیں، کہ جو شخص نکالے اپنی طرف سے طریقہ نیک: فلہ مثل أجرها الخ چنانچہ سائل نے سمجھا اور یہ سمجھ کر تمسک باختراع بدعت کیا، بلکہ یہ معنی ہیں کہ تم میں سے جو شخص رواج دے، اور جاری کرے روش نیک: فله مثل اجرها الخ اب اس سے احتجاج حدوث بدعت نہیں ہو سکتا: کمالا یخفی علی من له أدنی بصیرة فی العلوم.

الحاصل اگر سائل کو کتب حدیث و شروح حدیث و اصول حدیث و فقہ و کتب فقہ پر عبور ہوتا، تو ایسے مہمل سوال نہ کرتا۔

شعر: تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ان سوالات سے علم و دقیقہ شناسی سائل واضح ہوگئی۔ جاننا چاہئے کہ بسبب اختصار کے ہر سوال کے جواب میں بہت ہی اختصار کیا گیا۔ اگر اور دلائل ہمارے اور جواب دلائل اپنے معلوم کرنا منظور ہو، تو تحریر قراطیس سے کیا ہوتا ہے، ایک بار تھوڑی دیر کو روبرو ہو جایئے، آئندہ اختیار ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص: ۹۰۔۹۱)

....

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) مجمع بحار الانوار، تحت مادۃ "سنن" ص: ۱۳۱ جلد سوم [دائرہ معارف عثمانیہ حیدر آباد: ۱۹۷۱ء/۱۳۹۱ھ]

ضمیمہ دوم

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

حضرت مولانا گنگوہیؒ کے چند اور خودنوشت اور مطبوعہ نادر فتاویٰ

(۱) فتویٰ توریث سنی وشیعہ؟ (۲) بیع بالوفا کا ایک معاملہ؟

ہر دو بخط خاص حضرت مولانا قدس سرہ مع مہر

نیز چند فتاویٰ

مسئولہ، مولانا فتح الدین صاحب جالندھری

[شاگرد وخادم حضرت مولاناؒ]

[نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جامع و مرتب باقیات فتاویٰ رشیدیہ

ڈاکٹر ... مطاہری

کی چند تصانیف، تراجم اور مرتبہ کتابیں

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

[illegible]

ہماری چند اور مطبوعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسمائے بدریین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

العرف الوردی فی اخبار المھدی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Mufti Ilahi bakhsh acapeme Kandhla

[illegible]

فتاویٰ رشیدیہ

فتاوی رشیدیہ مبوب

حصہ اول

رشید احمد گنگوہی

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی، اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com